گمراہ اور گمراہ کرنیوالوں کی عریاں تصویر

تحقیق المبین
الی تلبیس الوہابین

۱۳۹۹ ہجری

تالیف:

احقر العبد الی اللہ الصمد المدعو ولی محمد ابن فیض محمد ساکن جمالی تھل

ناشر:
محمد ضیاء الرحمٰن سیالوی و محمد حفیظ الرحمٰن ساکنان
جمالی تھل ضلع خوشاب

یا اللہ جل جلالہ ۷۸۶ ۹۲ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

فرقہائے ضال ومضل کی عریانی تصویر بنام تاریخی
تحقیق المبین الی تلبیس الوہابین 1399ھ
بلقیہ

قرن الشیطان کے سر پر ایٹم بم

تالیف

احقر العبد الی اللہ الصمد المدعو ولی محمد ابن فیض محمد ساکن جمالی تھل

ناشران

محمد ضیاء الرحمٰن سیالوی ومحمد حفیظ الرحمٰن
ساکناں بمقام جمالی تھل وڈاکخانہ خاص ضلع خوشاب

جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ

کتاب کا نام: تحقیق المبین الیٰ تلبیس الوہابین

مصنف: ولی محمد چشتی گولڑوی خطیب جامعہ مسجد غوثیہ

اشاعت: پہلا ایڈیشن

کمپوزنگ: پروفیشنل کمپوزرز 10/C دربار مارکیٹ میلارام طز لاہور

طابع: محمد ضیاء الرحمٰن و محمد حفیظ الرحمٰن جمالی تھل ضلع خوشاب

تعداد: 1000

سائز: 16-36X23

صفحات: 186

قیمت: 70.00

ترتیب کتاب

عنوان اول : عرض حال

عنوان دوم : تقدیم

عنوان سوم : الاھدیٰ

عنوان چہارم : متن کتاب

عنوان پنجم : تقریظات علمائے کرام

عنوان ششم : الاعتذار و تشکر

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1-	عرض حال	4
2-	تقدیم	6
3-	ہدیہ ثواب	14
4-	آغاز حدیث کی زبانی	16
5-	فتنہ وہابیت	18
6-	نئے روپ	20
7-	ابن عبدالوہاب نجدی	21
8-	وہابی مذہب	24
9-	عقائد ابن تیمیہ	24
10-	فتویٰ وہابیہ نجدیہ	26
11-	تحریک اسماعیل دھلوی	33
12-	دیوبندی یا دیوبندیت	42
13-	اثر ابن عباس کی حقیقت	46
14-	تقریر مولانا گولڑہ شریفؒ	
15-	دیوبندی عقائد	66
16-	توہین خداتعالیٰ	72
17-	توہین رسالت	80

-18	توہین قرآن	98
-19	توہین اہل بیت	100
-20	تبلیغی جماعت	103
-21	تبلیغی جماعت کا مقصد	111
-22	تبلیغی جماعت وہابیت کے نقش قدم پر	118
-23	تنظیمی جماعت	122
-24	عقائد تنظیمہ	124
-25	مسلک اہل سنت	132
-26	خلافت علیؓ	134
-27	امیر معاویہؓ کے متعلق عقیدہ	138
-28	جماعت اسلامی یا مودودیت	141
-29	تشخص مودودی	142
-30	مودودی کے ہاتھوں عظمت انبیاء کا قتل	153
-31	وہابیہ کی کہانی حدیث کی زبانی	165
-32	چبھتا ہوا کانٹا	173
-33	کانٹے کا علاج	173
-34	نسخہ شفاء	175
-35	دعائے مؤلف	177
-36	تقریظات علمائے کرام	178
-37	الاعتذار و اظہار تشکر	182

عنوان اول

عرض حال

الحمدو لله رب العالمین والعاقبة للمتقین - الصلوٰة والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبین وعلےٰ الہ الطاھرین واصحابہ الذین فاضوا باالصدق والیقین وعلےٰ اولیاء امتہٖ و علماء اھل سنۃ اجمعین ط

اما بعد لاشئ ولی محمد حنفی مذھباً چشتی مسلکا ”گولڑوی بیعتا“ و جمالوی مولداً یوں عرض گزار ہے کہ اس مقالہ کے لکھنے کا باعث یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں بہت لوگ جن میں پیر و مشائخ و علماء کرام بھی شامل ہیں ان میں بعض پیر امام مولوی خطیب شرعی لباس پہن کر خانقاہوں، مسجدوں میں اور ممبروں پر بیٹھ کر سادہ لوح اہل سنت وجماعت کے عقائد صحیحہ مسخ کرنے میں مصروف ہیں اور ان کو وہابیت، دیوبندیت، مودودیت، تبلیغیت و تنظیمیت کے لباس سے ملبوس کر رہے ہیں۔ ان پیشہ وروں کی ظاہری شکل وصحت جبہ و دستار اہل سنت کے ساتھ کمال مشابہت رکھتی ہے اس وجہ سے عام لوگ ان کو نہیں پہچان سکتے۔ ظاہری طور پر تو یہ محاسن الفعل ہیں مگر باطن فی الحقیقت میں کٹر وہابی ہیں۔ مخبر صادق رسول امین بشیر ونذیر رؤف رحیم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنے خداداد غیبی علم وادراک سے صدیوں پہلے ان دھوکہ بازوں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ان کے اعمال و افعال کی حیثیتیں امت مرحومہ کے سامنے بیان فرمادی تھیں ”کچھ لوگ زمانہ کے اخیر میں ظاہر ہوں گے وہ دین متین کو ظاہر کر کے دنیا

کمائیں گے۔"اَلْسِنَتُھُم اَحْلٰی مِنَ الْسُکْرِ" زبانیں ان کی شکر سے میٹھی ہوں گی "وَقُلُوبُھُم الذُّبَابُ" اور قلب ان کے بمانند بھیڑیوں کے ہونگے انہی کا ذکر فاضل بریلوی مجدد مِاتہ حاضرہ رضی اللہ عنہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

ذِیَابٌ فی ثِیَابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

اندریں فرصت ان ہی لوگوں کے نقاب کو الٹ دیا گیا ہے تاکہ ان کی حقیقت بے حجاب ہو کر عریاں ہو جائے اور ہر خاص و عام عوام ان کے خوش نما چہروں کی طرف التفات نہ کریں نہ ان کی صورت و سیرت پر توجہ دیں اس مقالہ میں جو شواہد پیش کیے گئے ہیں ان ہی کی اپنی ہی داستانیں ہیں جن کو ان لوگوں نے اپنی سوانح حیات کی کتابوں میں مختلف جگہوں پر ثبت کر رکھی ہیں ان کو تلاش کر کے ایک ساتھ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ دھوکا بازوں کا ظاہری و باطنی عکس (فوٹو) اظہر الشمس اور بین کالامس ہو کر کاشف رموز ہو جائے غرضیکہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ ان کی اپنی تحریرات۔اقوالات اور فرسودہ خیالات۔ قلمی تسویدات کا پلندہ ان کے سامنے آئے گا۔

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

ناچیز ولی محمد گولڑوی عفا اللہ عنہ

عنوان دوم

تقدیم

از حضرت علامۃ العصر مولانا القاری شیر محمد صاحب سیالوی
پرنسپل جامعہ حسنیہ چشتیہ شمس القرآن نور پور

الحمد و للہ حمداً حامداً و اصلی مصلیا و مسلما

ہماری زیر نظر یہ کتاب کوئی بحث و مباحثے یا مناظرانہ صنف نہیں ہے وہ اس لئے کہ اس حوالے سے اس موضوع پر لکھی جانے والوں کی کتابوں میں کمی نہیں قبل ازیں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور بہت سے علماء متقدمین نے اس جولانگاہ میں اپنے توسن خامہ رواں دواں رکھ چکے ہیں یہ تو خدائے عزوجل کے علم میں ہے کہ علمائے متاخرین بعد میں اس موضوع پر کہاں تک قلم فرسائی کریں گے ہمارا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ایک صدی سے پھیل جانے والے اختلافات کے سلسلہ میں رب کائنات کی توحید اور واحد نیت اور نجات دہندہ انسانیت کعبہ نیاز مندی عشق و قبلہ عبادت گزاران شوق حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے نام ملت اسلامیہ کی کھلی عدالت میں ایک فریاد و استغاثہ پیش کرنا ہے بخدا اس سے ہمارا مقصود پہلے سے موجود تلخی میں زہر گھولنا نہیں بلکہ مقصد وحید صرف اور صرف یہ ہے کہ صدق دل اور اخلوص نیت سے اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ وہ بنیادی نکتہ کیا ہے جس نے برصغیر میں اسلام کے نام لینے والوں کو تقسیم کر کے کئی حصوں میں بانٹ دیا ہے ملت اسلامیہ کے پڑھے لکھے طبقے نے غالباً اس طرف

کبھی غور نہیں کیا۔ کیا وجہ ہے سواد اعظم اہل سنت و جماعت اور دیگر گروپز جو اپنے آپ کو واحدنیت کے پجاری کہلائے پھرتے ہیں ان کے اختلاف ختم ہونے کو نہیں آتے بلکہ ان میں اور اضافہ ہو رہا ہے حالانکہ ان اختلافات کو شروع ہوئے تقریباً ایک صدی سے کچھ زائد اوسطاً تین نسلیں گزر چکی ہیں اگر نئی نسل کا پڑھا لکھا طبقہ اسے سنی (سواد اعظم اہل سنت و جماعت) اور وہابیہ (دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی، غلام خانی، ندوی، احراری، خاکساری، اہلحدیثی) کے علماء کا جھگڑا سمجھتا ہے تو وہ حقائق سے بالکل بے بہرہ ہے یا پھر مذہب و عقائد سے اس کی وابستگی برائے نام ہے۔

بندہ نواز! آج ملت اسلامیہ کو شمار اور اتفاق کی جو ضرورت ہے وہ کسی باخبر انسان سے پوشیدہ نہیں خصوصاً ہمارا ملک پاکستان جس دوراہے پر کھڑا ہے اور مسائل کی جن سنگینیوں میں گھرا ہوا ہے اس کا تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ کا ہر ایک فرد جسم واحد کی شکل میں اپنی جگہ بنیان مرصوص بن جائے اور ہر حال یکجہتی کو اپنا کر پاکستان کا ہاتھ بٹائے تاکہ یہ اسلامی ملک اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکے، مگر افسوس قوم گروہ در گروہ میں بٹ رہی ہے پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ گروہ مختلفہ آگے بڑھیں اور خود اعتمادی و جرأت کے ساتھ اصل سوئے اختلاف کی طرف توجہ دیں اور اس اختلاف کی طرف توجہ دیں اور اسے باہر نکال پھینکیں۔ یاد رہے کہ کوئیں سے مردار نکالے بغیر ساری زندگی پانی نکالتے رہیں تو کنواں کبھی پاک نہیں ہوگا۔ پس اس لئے ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ہر مسئلے کو سمجھا جائے اور پھر اس کی تحلیل کر لیجئے

وہابیوں .... کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ اس ملک میں واضح اکثریت انہی کی ہے اور باقی سب لوگ بدعتی، قبر پرست پیر پرست گیارہویں کھانے والے نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں اس سواد اعظم جماعت جو اہل سنت وجماعت ہی ہے انہیں نظر انداز کر کے آخر اسلامی اور دینی محاذ پر کوئی فیصلہ کن قدم کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے اگر چہ کچھ علماء اپنی طرز پر یہ کہتے ہیں اجی! یہ تو میلاد خوانی لوگوں کی جماعت ہے جن کی کوئی حیثیت ہی نہیں تو وہ لوگوں کو فریب دینے کے ساتھ ساتھ خود کو بھی فریب دیتے ہیں ہم نے جس دردمندی کے ساتھ اور سوز دل سے اپنا استغاثہ ملت اسلامیہ کے پیش کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ علمی بحثیں و دراز کا تفاصیل اور غیر ضروری باریکیوں کی بجائے سیدھے سادھے دو ٹوک الفاظ میں اپنا مطلب واضح کریں اصولاً پہلے یہ طے ہونا چاہئے کہ برصغیر کے قدیم مسلمانوں کا مسلک اور عقیدہ کیا تھا یہ لوگ آج کے اصطلاحی وہابی دیوبندی تھے یا بریلوی پھر یہ بات دیکھی جائے کہ اختلاف کہاں پیدا ہوئے اور کہاں ہوئے اور ان کے موجد کون ہیں اور ان اختلافات کا نکتہ آغاز کیا ہے اس ساری کدوکاوش سے ہمارا مقصد نزاعی لٹریچر میں کسی نئی کتاب کا اضافہ نہیں ہے بلکہ خدائے عزوجل اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ملت اسلامیہ کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت کا بیان کرنا مقصود ہے آیئے یہ بھی عرض کیے چلوں کہ اس برصغیر ملک پاکستان میں عام لوگ کس عقیدہ ومسلک کے تھے سو اس کے متعلق

نمبرا:۔سید سلیمان ندوی اس کی وضاحت کرتے ہوا لکھتا ہے "تیسرا

فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا وہ اپنے آپ کو اہل سنت کہتا رہا اور اس گروہ کے زیادہ پیشوا بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔

حیات شبلی ص ۴۵-۴۴ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۱

نمبر ۲:- مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی سید سلیمان ندوی کی تائید کرتے ہیں حوالہ پڑھئے "امرتسر میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے اسی سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے (شمع توحید ص ۴۰ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۱ واتہامات عبد الرزاق ص ۱۷۶)۔

نمبر ۳:-دور حاضر کے ایک معروف مورخ شیخ محمد اکرم موج کوثر میں صفحہ ۷۰ میں لکھتا ہے انہوں (فاضل بریلویؒ) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔

نمبر ۴:- ہندوستان کا مشہور محقق مالک رام رقمطراز ہے "جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خان مرحوم کا وطن ہے وہ بڑے سخت گیر اور قدیم الخیال عالم تھے برصغیر کے مسلمانان کے عقیدہ و مسلک کی واقفیت حاصل کر چکنے کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ اختلاف کس بات پر شروع ہوئے کیا اختلافات کی بنیاد فاتحہ، میلاد و قیام گیارہویں شریف حاضر و ناظر پر مسئلہ علم غیب نور و بشر اور دعا بعد نماز جنازہ ایسے ہیں یا کچھ اور (نذیر عرشی ص ۱۳۰ دعوت فکر ص ۱۴) اس سلسلہ میں علمائے دیوبند کے ایک ممتاز فرد مولوی منظور نعمانی اس طرح ذکر کرتے ہیں "شاید بہت سے لوگ ناواقفی سے یہ سمجھتے ہیں کہ میلاد و قیام عرس و قوالی فاتحہ تیجہ و دسواں و بیسواں اور چالیسواں برسی وغیرہ رسوم کے جائز

و ناجائز اور بدعت وغیرہ کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں جو اختلافات پایا جاتا ہے یہی دراصل بریلوی اختلاف ہے مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ مسلمانوں کے درمیان ان مسائل میں اختلافات تو اس وقت سے ہے جبکہ دیوبند کا مدرسہ قائم بھی نہیں ہوا تھا اور مولوی احمد رضا خان صاحب ابھی پیدا نہ ہوئے تھے اس لئے ان مسائل کو دیوبندی بریلوی اختلافات نہیں کہا جا سکتا"

فیصلہ کن مناظرہ ص ۵ مصنفہ نعمانی صاحب

ہاں اصل اختلاف جو ہے وہ صرف عبارات دیوبندیہ وہابیہ ہیں جن میں گستاخیاں اور بے باکیاں متصور ہیں اس بارے میں ہمارے ممتاز عالم دین حضرت علامہ غزالی زماں ورازی دوراں جناب مولانا احمد سعید کاظمی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ دیوبندی (وہابی) حضرات اور اہل سنت و جماعت کے درمیان بنیادی اختلافات کا موجب علمائے دیوبند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں کھلی توہین کی گئی ہے۔

الحق المبین ص ۱۲-۱۳

دونوں طرف کے ممتاز اور معتمد علماء کی زبانی آپ نے سن لیا کہ اصل اختلاف یہ نہیں ہے جو ایک عرصہ سے عوام کو بتائے جا رہے ہیں یہ محض گستاخانہ عبارات سے عوام کی توجہ ہٹانے کا ایک حربہ ہے۔ پروفیسر محمد ایوب قادری کی تحقیق بھی بعینہ اسی طرح ہے جس طرح کاظمی شاہ صاحب نے بیان کی ہے۔ پروفیسر صاحب یوں لکھتے ہیں۔

"اس جگہ اس بات کی جانب اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ اثر ابن

عباس کے مسئلہ میں علمائے بریلی اور بدایوں نے مولوی محمد احسن نانوتوی شدومد سے مخالفت کی بریلوی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خان (والد ماجد مولانا احمد رضا خان) اور بدایوں کے ابن مولانا فضل رسول بدایونی سر خیل جماعت تھے یہی بریلوی اور دیوبندی کے اختلاف کا نکتہ آغاز ہے جو بعد کو ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کر گیا۔

مولانا احسن نانوتوی ص ۹۴ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۳

یاد رہنا چاہئے کہ قادری صاحب کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ خَلَقَ سَبْعَ اَرْضِیْنَ فِیْ کُلِّ اَرْضٍ آدَمَ کَآدَمُکُمْ وَ نُوْحٌ کَنُوْحِکُم و اَبراھِیم کَاِبْرَاھِیمکُمْ و مُوْسیٰ کَمُوْسٰکُمْ و عِیْسیٰ کَعِیْسٰکُمْ وَ نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ" اس حدیث کو اثر ابن عباس کہا جاتا ہے اور یہ (وھذ الحدیث من الاقسام الاحادث شاذ) اس حدیث پر غیر مقلدوں نے اصرار کیا اور مولوی احسن نے اس پر ان کی تائید کی جبکہ ہندوستانی علماؤں نے اسے قبول نہ کیا کیوں کہ یہ اثر عقیدہ ختم نبوت پر چوٹ لگاتا ہے اور ماننے والا اس اثر کا منکر عقیدہ ختم النبوۃ ٹھہرتا ہے اسی اثر کے زیر اثر مولوی قاسم نانوتوی نے ایک کتاب بنام "تحذیر الناس عن اثر ابن عباس" لکھ دی اس کتاب نے بحث و مباحثے کا ایک نیا دروازہ کھول دیا اور ساتھ ہی اس کتاب نے قادیانیت کا رستہ بھی ہموار کر دیا دیکھئے تحذیر الناس کا صفحہ نمبر ۲۵ وہاں صاف لکھا ہے "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) میں کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔

دوستو! یہی اختلاف ہیں جو مین التفریق ہیں مولوی محمد شاہ پنجابی اور

مولانا قاسم کے درمیان اس عبارت پر مناظرہ بھی ہوا۔ تحذیر الناس کے رد میں کئی کتابیں منظر عام پر آگئیں دوسری طرف تقویۃ الایمان کے جارحانہ انداز نے مسلمانوں کے دلوں کو رنجا کر اور ان کے دماغوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ تقویۃ الایمان دراصل تقویۃ الایمان نہیں بلکہ تفویۃ الایمان ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر کا ملاحظہ کیجئے چنانچہ لکھا ہے "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ اور جبرائیل و محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے برابر پیدا کر ڈالے" اس عبارت کی شدید لے دے پر مسئلہ امکان نظیر اور امتناع نظیر پیدا ہو گیا اور علماء کے درمیان ایک اور اختلاف رونما ہو گیا اسی عبارت کے پیش نظر مولانا ابوالکلام آزاد کو لکھنا پڑا دیکھئے (آزاد کی کہانی ان کی زبانی ص۷۹ بحوالہ دعوت فکرہ) مولانا اسماعیل نے جب جلاء العینین اور تقویۃ الایمان لکھیں اور ان کے مسلک (وہابیت) کا ملک بھر میں چرچا ہوا تو علماء میں ہل چل پڑ گئی۔ غرض یہاں ایک اختلاف شروع ہوا بات معمولی نہ تھی بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی عزت پر براہ راست زد پڑ رہی تھی اگر بات یہاں ختم ہو جاتی تو خیر تھی یہاں تو ماشاء اللہ شب تار کی طرح زلف دراز ہوتی رہی تقویۃ الایمان کے بعد براہین قاطعہ، حفظ الایمان فتاویٰ رشیدیہ کی قسم کی کئی کتابیں یکے بعد دیگرے اس انداز سے منظر عام پر آئیں کہ جن کی گستاخانہ عبارات نے مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور ان کے دلوں پر آرے چل گئے ان کتابوں میں شاہکار قدرت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ اور جارحانہ زبان استعمال کی گئی۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر ہے آمدم برسر مطلب مولف نے ایسی عبارات جو باعث اختلاف ہیں بلاکم و کاست اصل کتابوں سے نقل کر دی ہیں تاکہ قارئین کرام پر واضح ہو جائے کہ یہ تمام گروپز دیوبندی، وہابی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی، اہل حدیثی سب کے سب مختلف لاسماء ہیں لیکن عقائد ان سب کا واحد و متفق ہے اب ملت اسلامیہ کے ہر ذی شعور فرد حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار کو معلوم ہونا چاہئے کہ آقائے دو جہاں سرور عالمیاں کو کائنات ارضیہ سماویہ ومافیھا سے افضل جاننے والے ہر کلمہ گو کے سامنے دردمندانہ اپیل ہے کہ اہل سنت وجماعت اور وہابیہ کا اختلاف نہ مسلمہ علم غیب پر ہے نہ ہی حاضر وناظر پر اور نہ اختلاف گیارہویں شریف کے بارے میں اور نہ ہی دعا بعد نماز جنازہ سے متعلق یہ تو سب کے سب فروعات میں ہیں۔ درحقیقت اصولی اختلاف ان عبارات کے بارے میں ہے جن میں رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی گئی ہے۔

مرے محب محترم مولانا ولی محمد گولڑوی مدظلہ نے وہ عبارات جو ان کی کتابوں میں درج ہیں انہی کو دیانت وامانت کا چراغ ہاتھ میں لے کر یک جا جمع کر دیا ہے اب جو کتابی صورت میں تمہارے سامنے ہے۔

والحمد علے ذالك متعنا الله تعالى بطول حياته و بكلامه

نوک خنجر کی عبارت آپ پڑھئے تو سہی
خون کے دھبے بتائیں گے کہ قاتل کون ہے

الراقم الحروف:- دعاگو شیر محمد سیالوی نورپور

عنوان سوم

الاھدیٰ

رب کائنات کے محبوب داغائے غیوب راحت الصلوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ اور وسیلہ جلیلہ سے اس بھائی (پٹواری عبدالرحمٰن انور) کی جانب جسے اپنے عملہ (پٹواری، گرداور اور قانون گو وغیرہ) والے جامی صاحب کر کے پکارا کرتے اگرچہ وہ میرا بھائی بعمر مجھ سے کمسن تھا مگر ذوق میں بڑا تاریخ عالم کے جاننے والا اور معلومات عامہ کا خزانہ ہر گھڑی زندہ دلی کا مظاہرہ اور ہر وقت خوش مزاجی کی لہر اپنی دھن میں مست اور ہر حال صابر وشاکر سورج اور چاند کی منزلوں سے لے کر ستاروں کی گردش تک جاننے والا بھائی آسمان کے برج کہکشاں کی تعداد کا علم رکھنے والا بھائی ہر موضوع پر سیاسی ہو یا مذہبی بحث تاریخی ہو یا ادبی گفتگو معاشی ہو اقتصادی اور روئے سخن کسی شاعر کی جانب ہو شاعری اور اس کے اشعار پر پوری دسترس رکھنے والا حقیقت شناس بھائی زندہ دل خوش مزاج اور صاحب ذوق اور حسن اخلاق کی دولت انسانیت کا خزانہ شرافت کا سرمایہ اپنے دامن میں رکھنے والا اپنی بھرپور جوانی کو پھولوں کی طرح پاک وصاف رکھنے والا اپنی نگاہوں کو پاکیزہ اور آلودگیوں سے دور روکھنے والا فرشتہ سیرت بھائی جامی آہ! افسوس وہ بھی قبر کے آغوش میں جالیٹا گویا کہ میرا ایک بازو کٹ گیا کسی نے سچ کہا ہے۔ ع

بھائیاں باجھ نہ جوڑیاں تے پتراں باجھ نہ ناواں

حضرات گرامی! خون کے مقدس رشتہ کی اس بندھن میں ہم تین

بھائی تسبیح کے دانوں کی طرح سے پروئے ہوئے تھے جن میں قائد کی حیثیت اس ناچیز کو حاصل تھی آخر کار میرے بھائی جامی پر موت بجلی بن کر گری جس کے بچانے کیلئے میری سب کوششیں ناکارہ ثابت ہوئیں حکیموں، ڈاکٹروں کے علاج معالجے کارآمد نہ ہوئے آخری مرحلے پر میرا میرا بھائی (P.F.SAR) پی ایف سرگودھا کے ہسپتال کے گیٹ پر پہنچ کر دم توڑ گیا تصور میں جب یہ منظر آنکھوں میں ابھرتا ہے تو زبان بولنے سے گنگ اور قلم نوشت سے محروم ہو جاتی ہے اس مقالہ خیر سرکا نہ کا ثواب اس بھائی کی جانب ہدیہ نظر کیا جاتا ہے۔

فقط

عنوان چہارم

آغاز حدیث کی زبانی

فتنہ نجد :-

(ا) عن ابن عمر قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَی اللّٰه علیه وسَلَّمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهم بَارِكْ لَنا فِیْ یَمْنِنا قَالُوا یا رسُولَ اللّٰه فِیْ نَجْدِنَا قَالَ اللهم بارك لنا فی شَامِنا اللهم بارك لنا فی یمننا قالوا یا رسول الله و فی نجدنا فَاظُنُّهُ قال الثالثةُ هُناكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا یَطْلَعُ قَرنَ الشَّیْطَانَ

مشکوات مترجم ج ۳ ص ۳۰۹

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے دعا فرمائی کہ خداوندا ہمارے لئے ملک شام اور یمن کیلیے برکت نازل فرما کچھ لوگ نجد کے موجود تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے نجد کیلئے بھی دعا فرمادیں اس پر حضور علیہ السلام نے دوبارہ دعا مانگی لیکن نجد کا نام پھر بھی نہ لیا راوی کا بیان ہے غالباً تیسری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ وہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور اس جگہ سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔(اس جگہ سے شیطان کی سینگ نکلے گی)۔

(۲) عن ابن عمرؓ اَنَّهُ سَمِعَ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و آله وسلم وَهُوَ مُسْتَقبلَ المشرق اِن الفِتْنَةَ هٰهُنَا انَّ الْفِتَةَ هٰهُنَا مِن حَیْثُ یَطْلَعُ قرنُ الشَّیْطَانَ.

مترجم مسلم شریف کتاب فتن جلد ۶ ص ۴۳۶

عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے مشرق کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ فتنہ یہاں سے اٹھے گا۔ یہاں سے فتنہ اٹھے گا جہاں سے قرآن الشیطان طلوع ہو گی۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس فتنہ کے ظہور کی خبر رسول معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں وہ فتنہ علاقہ نجد سے ظاہر ہو گا اول الذکر ارشاد عالیہ میں تو صریحاً نجد کا نام موجود ہے اور دوسرے ارشاد گرامی میں مشرق کی جانب اشارہ ہے جس کا مشار" الیہ بھی نجد ہے اگر جغرافیائی اٹلس کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو مدینہ منور سے نجد مشرق کی طرف بر آمد ہوتا ہے۔ مَنْ شَاْ ءُ الاِطْلَاعِ فَلْیَرجعُ اِلیہ۔

نجدی گروہ:۔ عن شریک ابن ابن شہاب مرفوعاً (ال ان قال) یُخْرُجُ فی اٰخِرِ الزّمان قَوماً کَانَ ھٰذَا مِنْ ھُمْ یَقْرَاٰ وُنَ الْقراٰنَ لَاُیجاوزُ تراقِیھِمْ یمرقُونَ مِنَ الْاِلسلَامِ کَمَا یَمرُقُونَ السَّھْمَ مِنَ الرَّمیَۃِ سِیمَا ھُمُ التحلِیق.

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۵۴

حضرت شریک ابن شہاب بیان کرتے ہیں ...... حضور علیہ السلام نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک جماعت نکلے گی ایک قوم ہو گی جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دائرہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے ان کی خاص علامت سر منڈانا ہو گی۔

علامت کی توثیق :- عرب کے مشہور مورخ علامہ زی
صاحب فرماتے ہیں۔ سِیمَاْ هُمْ التَّحْلِيق تَصْرِيْحٌ بِهَ
النَّجْدِيَّةِ لِاَ نَّهُمْ كَانُوْا يَأْ مُرُوْنَ كل من اِتَّبعَهُمْ اَنْ يُحْلِق
الدرا

ابن عبدالوہاب کے متبعین کی تصریح میں ہے جو قوم
نکلی اس نے اپنے متبع کو سر منڈانے کا حکم دیا۔

نوٹ :- یعنی آخری زمانے میں نکلنے والی جماعت کی پہچان
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فرمان کہ ان کی
منڈانا ہو گی نجدی وہابی گروہ کے بارہ میں بالکل صراحت
منڈانا انہی لوگوں کا جماعتی شعار ہے۔

گروہ کا نام :- مولوی رشید احمد گنگوھی اپنی تصنیف میں لکھتا
بن عبدالوہاب (جس نے علاقہ نجد میں نیا مذہب نا مہذب
کے مقتدیوں کو وہابی کہا جاتا ہے ان کے عقائد عمدہ تھے۔
فتاویٰ رشیدیہ کا

فتنہ وہابیت :- خطہ نجد وہ منحوس خطہ ہے جسے نبی پاک ص
و آلہ وسلم اپنے نور نبوت سے دیکھ رہے تھے کہ یہ زلزلوں ا
جگہ ہے جس کے بارے میں باوجود توجہ موجہ عالیہ مبذول کر
اس خطہ کو دعائے برکت سے محروم رکھا آخر کار نبی پاک ص
و آلہ وسلم کا فرمان عالیہ سچ نکلا اسی نجد میں ایک شخص ابن عبد
نامی پیدا ہوا جو معمولی تعلیم حاصل کر کے وہابی مذہب کے ا
موجب اور موسس ہے شروع میں یہ تحریک وہابیت مذہبی

ازاں بعد میں سیاسی تحریک بن گئی فرمانروایان نجد نے اس کا ساتھ دیا اور وہابی مذہب بزور شمشیر پھیلانے لگا پہلے پہل اس کا ساتھ درعیہ کے حاکم سعود نے دیا اور مسلمانوں کا خون بہا کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کرلی جواب تک نجدی حکومت چلی آرہی ہے اسی امداد حاکمیہ سعودیہ سے وہابی مذہب اشاعت پذیر ہوا اس کے بعد یہ مذہب نجد سے نکل کر مکہ اور مدینہ سے ہوتا ہوا بمبئی کے راستے سے ہندوستان میں داخل ہو کر دہلی تک آپہنچا دہلی شہر کے ایک علمی خاندان کے گھرانے کا ایک فرد جس کو مولوی اسماعیل شہید کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس نے وہابی مذہب کو اپنانا شروع کر دیا اس مولوی کا خاندان اس فتنہ وہابیت سے پہلے سنی مذہب حنفیہ کا پاسبان تھا انہوں نے مولوی اسماعیل کو بہت سمجھایا مگر یہ اپنی انانیت کی وجہ سے راجع الی الحق نہ ہوا اور ابن عبدالوہاب نجدی کے نئے ایجاد کردہ وہابی مذہب کے ممدو معاون اور پشتیبان ہو کر اس برصغیر میں وہابیت کے پھیلانے میں مصروف ہوا۔ قبل ازیں اس ملک میں وہابیت کا نام ونشان تک نہ تھا لیکن مولوی اسماعیل نے تحریک وہابیت چلا کر اس ملک کی پرسکوں فضا کو مکدر کر کے رکھ دیا اس کے بعد بدقسمتی سے ضلع میانوالی میں ایک شخص حسین علی نامی پیدا ہوا جو ہوش سنبھالنے کے بعد دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ہندوستان میں جا نکلا جہاں وہابیت پروان چڑھ رہی تھی مولوی حسین علی واں بھچروی جب ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر واپس لوٹا تو اس وقت یہ بھی وہابیت کی دستار باندھ چکا تھا گھر پہنچتے ہی وہابیت پھیلانے میں مصروف ہو گیا اور بے جا مسلمانوں پر کفر و شرک کی

اندھا دھند لاٹھی چلانے لگا اور اپنے آپ کو پکا موحد کہلانا شروع کر دیا مغربی پنجاب میں غالباً وہابیت کا بیج تقریباً اسی نے بویا گویا اس طرح یہ وہابیت پورے ملک میں پھیل گئی جو آج کل مختلف لبادے اوڑھ کر مسلمانوں کے عقائد صحیحہ کو برباد کر رہی ہے۔

نئے روپ :- ابن عبدالوہاب نجدی کا نام نہاد وہابی مذہب نجد سے آگ بگولے کی طرح اٹھ کر اطراف واکناف عالم میں پھیلنے لگا صحیح العقائد مسلمانوں کے ایمان مذبذب ہونے لگے تو علمائے حق سے خاموش نہ رہا گیا فوراً اپنے توسن خامہ کو حرکت میں لا کر جولانگاہ میں اتر پڑے اور وہابی مذہب کے اصول وضوابط اعمال وعقائد کی تصویر کو تقریر وتحریر سے عریاں کر کے اس مذہب کا بھانڈا چوراہے پر پھوڑ دیا اور نجدیوں نے جو جو سلوک مسلمانوں اور مقامات مقدسہ مثل مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ اور روضہ اطہر کے ساتھ کئے ان کے جور وجفا کی داستانیں لوگوں کے سامنے تحریراً تقریراً پیش کیں جیسا کہ کتب سیر التواریخ پر نگاہ رکھنے والوں پر کچھ بوجھل نہیں۔ اس سلسلہ میں ایک حوالہ ملاحظہ ہو چنانچہ علامہ ابن عابدین المعروف شامی لکھتے ہیں۔

كَمَا وَقَعَ فِيْ زَمَانِنَا فِيْ اِتْبَاعِ عَبْدُالْوَهَابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَے الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَعْنتَحِلُوْنَ اِلَى الْحَنَابِلَةِ الٰكِنَّ هُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ مُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتَقَادِهُمْ الْمُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذَالِكَ قَتْلَ اَهْلُ السُّنَّتِ وَعَلَمَاءُ هُمْ

ردالمختار شامی باب الیفات ص ۴۲۸

یعنی جیسا کہ ہمارے زمانہ میں واقع ہوا ہے یہ لوگ نجد سے نکلے

اور حرمین پر انہوں نے غلبہ کرلیا یہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب سے نسبت کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف ہم مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقائد کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں اس لئے انہوں نے اہل السنّت کا قتل کرنا جائز کہا اور ان کے علماء کو قتل کیا۔

ان حالات کے پیش نظر مسلمانان عالم خبردار ہو چکے تھے اور وہابیت کی بد عقیدگی کو سمجھ کر وہابیوں سے دور رہنے لگے مگر پھر بھی وہابیت کی آگ سلگتی رہی جو پھر ایک بار شعلہ زن ہوئی مگر مسلمانان عالم نفرت ہی نفرت کرنے لگے اس لئے آج کل وہابیوں نے وہابیت پر نقاب ڈالنے شروع کردیئے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح وہابیت کو برقرار رکھا جائے چنانچہ آج وہابیت پھر اپنے مختلف روپ میں مسلمانوں کے ایمان تباہ کرنے میں مصروف عمل ہے خواہ دیوبندی ہوں یا مودودی اسلامی جماعت خواہ تنظیمی ہوں یا تبلیغی وہابی نجدی وغیرہ یہ سب جماعتیں مختلف الاسماء ہیں لیکن مسمیٰ ان کا ایک ہی ہے عقائد کے لحاظ سے سب متحد و متفق یا یوں جانئے کہ یہ سب کے سب ایک ہی منزل کے مسافر ہیں مگر راستہ ہر ایک کا الگ الگ ہے۔ گویا یہ سب ایک ہی رشتہ کے افراد ہیں اب ان ہی گروہوں کی آئندہ صفحات میں عریانی تصویر پیش کی جا رہی ہے تاکہ ان کے باطل عقائد کی تصویر سامنے آجائے۔

ابن عبد الوہاب:۔ یہ نجد کے گاؤں عنینیہ میں ۱۷۰۵ء کو پیدا ہوا مذہبا حنبلی تھا اس کے عقائد پر زیادہ اثر ابن تیمیہ کی تعلیمات کا تھا تعلیم اس نے مدینہ اور بصرہ میں حاصل کی (مورخین لکھتے ہیں کہ اس کے اساتذہ اور مشائخ اپنی قوت فراست سے اس میں الحاد بے دینی کے آثار پاتے اور

فرماتے تھے "سَیُفِلُ ھٰذا وَیضِلُ اللّٰہ مَنْ اَبعَدَہٗ وَاشقَاہ" یعنی عنقریب یہ گمراہ ہو گا اور اس کی وجہ سے بہت سے بد بختوں کو گمراہ کرے گا خدا کا کرنا کہ بعد کے واقعات نے اس پیشنگوئی کا حرف بہ حرف صادق کر دکھایا اساتذہ تو الگ اس کا باپ عبدالوہاب جو علمائے صالحین سے تھا ایسا ہی اندازہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ فتنہ کسی دین قیامت خیز ہو گا اور حد یہ ہے کہ اس کے بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب بھی اس کی مخالفت کیا کرتے تھے۔

از آشوب نجد علامہ سلہٹوی ص ۲

شروع شروع میں ابن عبدالوہاب نجدی نے جب عرب قبائل کے سامنے اپنے عقائد پیش کیے تو اس کی اتنی مخالفت ہوئی کہ عرب قبائل ان کے جانی دشمن ہو گئے یہ عینیہ سے بھاگ کھڑا ہوا اور دراعیہ کے حکام محمد بن سعود کے ہاں پہنچ کر پناہ پکڑلی اور ابن سعود کو اپنے نئے مذہب نامسذب میں ڈھالنے میں کامیاب ہو گیا آخر کار ۱۷۴۳ء میں محمد بن سعود نے اس کی بیٹی سے شادی کر لی اور نجدی کے تمام عقائد بھی قبول کر لئے اس طرح محمد بن سعود نجد کے پہلے وہابی امیر ہوئے اور یہی سلسلہ اب تک چلا آرہا ہے ابن سعود نے قرب وجوار کے تمام علاقے فتح کر لئے اور لوگوں کو وہابی عقائد پر پابند کیا قصیم احساء اور عینیہ پر قابض ہو کر پورے نجد کا مالک بن گیا دراعیہ اس کا دارالسلطنت تھا جسے اس نے مساجد اور محلات سے خوب آراستہ کیا ابن سعود کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا عبدالعزیز بن سعود حکمران ہوا عبدالعزیز نے مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کربلا معلی پر قبضہ کر لیا اور بہت لوگوں کو تہ تیغ کیا اس حرکت مذمومہ

سے عالم اسلام میں غم و غصہ کی وسیع لہر پھیل گئی مکہ معظمہ، مدینہ منور میں اس سے اس نوع کی قابل اعتراض حرکتیں بھی سرزد ہوئیں مثلاً ایک روایت یہ ہے کہ اس نے خانہ کعبہ کے خلاف اتار لیا اور اسے برہنہ کر دیا آخر کار ۱۸۰۴ء میں عبدالعزیز ایک ایرانی کے ہاتھ سے جس کا نام عبدالقادر تھا قتل ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا جو اس سلسلے کا تیسر اسعود تھا وہ تخت پر بیٹھا اس نے من وعن اپنے باپ کے مسلک کی پابندی کی اور وہابی عقائد کی ترویج کی خاطر ہر قسم کے جبر و تشدد کو روا رکھا۔ مثلاً رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس کو بالکل برہنہ کر دیا اور وہاں کے تمام خزانے لوٹ لئے اور بیش قیمت سامان کو اونٹوں پر لدوا کر اپنے دار السلطنت میں بھیج دیا اور حد یہ ہے کہ اس نے مزار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبہ کو گرا دینے کا ارادہ کر لیا لیکن بعض وجوہ سے اس مذموم ارادے کی تکمیل نہ ہو سکی ابن سعود نے حکم دیا تھا کہ سوائے وہابیوں کے اور کوئی شخص حج نہیں کر سکتا چنانچہ کئی برس تک دیگر اسلامی ممالک کے لوگ حج سے محروم رہے............ ابتداً یہ وہابیت ایک مذہبی تحریک تھی............ لیکن بعد میں آہستہ آہستہ یہ تحریک سیاسی رنگ اختیار کر گئی جب فرمانروایان نجد نے ترکی حکومت کے خلاف مسلسل جنگ و جدل کا سلسلہ شروع کر دیا تو اس تحریک کے تمام حامی سلطنت کے باغی قرار دیئے گئے............ مصیبت یہ تھی کہ وہابیوں نے تالیف قلب یا مناظرہ و مکالمہ کی بجائے ہر جگہ لوگوں کو بزور شمشیر اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا اس جبر و تشدد کا رد عمل لازمی تھا چنانچہ وہابیت دلوں میں گھر نہ کر سکی اور لوگ اس سے متنفر ہوتے چلے گئے مکہ معظمہ مدینہ

منورہ اور کربلائے معلّٰی میں وہابیوں نے جو حد درجہ قابل اعتراض حرکتیں کی انہوں نے مسلمانوں کے ہر طبقہ کو رنج و غم میں مشتعل کر دیا تھا۔

بحوالہ ماہنامہ ماہ طیبہ ۱۹۵۸ء

روزنامہ امروز ۱۴ اگست ۵۶ء

وہابی مذہب :- ابن عبد الوہاب نے ملت اسلامیہ میں فتنہ و انتشار پھیلانے کیلئے جو وہابی مذہب ایجاد کیا اس کی بنیاد ابن تیمیہ کے عقائد باطلہ پر تھی جیسا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے ابن عبد الوہاب کی وہابیت سے خود اس کے گھر والے حتیٰ کہ باپ اور بھائی بھی بیزار تھے مولوی مسعود عالم ندوی نے اس کی سوانح عمری بنام "محمد بن عبد الوہاب" لکھی ہے اس میں ایک جگہ یہ لکھا ہے (محمد بن عبد الوہاب نے) توحید کی دعوت دی تھی .... بس پھر کیا تھا مخالفت کا سیلاب امڈ آیا اعزہ اور اقرباء در پے آزاد ہو گئے خود باپ کو بھی یہ (وہابیانہ) ادا پسند نہ آئی۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۳۴

شیخ کے بھائی سلیمان بن عبد الوہاب بھی ان کے مخالف ہوئے اور ان کی تردید میں رسالے بھی لکھے سلیمان بن عبد الوہاب کا رسالہ الصواعق الٰہیہ فی الرد علی وہابیہ کے نام سے چھپا ہوا ملتا ہے۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۴۸

محمد بن عبد الوہاب کے استاد چونکہ ابن تیمیہ تھا اس لئے ابن تیمیہ کے عقائد کا مختصر حال بھی سن لیجئے۔

عقائد ابن تیمیہ :- ابن تیمیہ ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا اور اس نے ۷۲۸ھ میں وفات پائی اگرچہ یہ ایک بڑا جید عالم تھا مگر ستیاناس ہو استاذ الملکوت

ابلیس لعین کا جس نے ابن تیمیہ سے مالک حقیقی خالق کائنات اور رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم، صحابہ کرام، اولیاء عظام کے متعلق گستاخانہ کلام اور طعن و تشنیع پر آمادہ کیا ابن تیمیہ گمراہی میں پھنس کر اتنا بے باک ہو گیا تھا کہ توحید خداوندی کی آڑ لے کر وہ کہہ گزرا جو شان الٰہی کے سراسر منافی تھا اب ابن تیمیہ کا عقائد نامہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کتنا ایک گستاخ ہے اور اتنا بڑا عالم ہو کر جادہ حق سے کس قدر دور جا پڑا ہے۔

عقیدہ نمبر ا:- کَانَ تَقِیّ الدِّین ابن تیمة جَنْلِیاً وَ تَجَاوَزَ عَنِ الْحُدُوْدِ- یعنی ابن تیمیہ حنبلی تھا اور حدود شرعی سے تجاوز کر کے خدا کا جسم ثابت کرتا تھا۔

عجالہ بر موسالہ ص ۱۴۱

نمبر ۲:- وَقَدْ جسارت ابن تیمیه .... وَادَّعیٰ اِنَّ السَّفَرَ لِزِیَادَةِ النَّبِیّ صلی الله علیه و آله وسلم مُحرَمٌ بِالْاِجْمَاعَ- یعنی ابن تیمیہ نے جسارت کی .... اور دعویٰ کیا کہ روضہ اطہر رسول انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کیلئے سفر کرنا بالاجماع حرام ہے۔

شواہد الحق

نمبر ۳:- اَنَّهٗ ذَکَرَ عَلِیّ اِبْن اَبِی طَالِبْ فِیْ مجلسِ اخرِ فَقَالَ اِنَّ عَلِیاً اَخْطَاءَ فِیْ اَکْثَرُ ثَلٰثُ مائة مَکَان فَیَالَیت شِعْرِی مِنْ اَیْنَ یَحْصِلُ لَکَ للصَّوَابَ اِذَا اَخطیٰ عَلِیٌّ بِزَعِمِكَ کرم الله وجه وَ عُمَر اِبْنِ خطاب –

فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۰۱ بحوالہ براہین ساطعہ ۲۷

یعنی ابن تیمیہ نے ایک دوسری مجلس میں حضرت علی کا ذکر کیا اور کہا کہ علی کرم اللہ وجہ سے تین سو سے زائد غلطیاں ہوئی ہیں اے ابن تیمیہ تجھ پر افسوس کہ اگر سیدنا علی کرم اللہ وجہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلطیاں کی تھیں تو تیری بات میں صداقت کہاں سے آئے گی۔

نمبر ۴:- وقد تجاسر ابن تیمیه حنبلی و الی باالخرافات لم یقل عالم قبله وصاربهابین الاسلام مثلة فانکر الاستعانة والتوسل باالنبی صلی الله علیه وآله وسلم - یعنی ابن تیمیہ نے ایسی جرات کی اور ایسی خرافات سے بھرپور باتیں کیں کہ قبل ازیں کسی عالم دین نے نہیں کیں اسی وجہ سے علمائے اسلام کی نظر میں مثلہ ہو کر رہ گیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استعانت اور توسل کے طلب کرنے کا انکار کیا۔

مقدمہ شواہد الحق بحوالہ مذکور بالا

نوٹ:- اب اندازہ لگایئے کہ ابن تیمیہ کے ان عقائد کے پیش نظر خداوند قدوس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی توہین نہیں ہے اور ضرور ہے اس ہی ابن تیمیہ کی تعلیم کے اثر سے ابن عبدالوہاب نجدی وہابی بڑا دریدہ دہن ہو گیا تھا آیئے ان وہابیوں کے جور وجفا کی کہانی سنیئے وہابیوں نے مسلمانوں کے متبرک مقامات اور زیارت گاہوں کے ساتھ ایسے ناروا سلوک کیے جن سے مسلمانوں کے دلوں کو سخت ٹھیس پہنچی۔ آیئے سب سے پہلے ایک وہابی فتویٰ پڑھ لیجیے۔

فتویٰ وہابیہ نجدیہ:- اما من قال لااله الا الله محمد الرسول الله وهو مقیم علی الشرکه یدعوالموتی ویَسْئَا لُهُمْ قضاء

الحاجات و تفریح الکروبات فھذا کافر و مشرك حلال الدم و المال وان قال لا اله الا الله محمد الرسول الله وه صلی و صام و زعم انه مسلم.

محمد ابن عبد الوہاب ص ۱۵۲

یعنی جو مردوں سے دعائیں مانگتا ان سے ضرورتوں کے پورا کرنے اور مصیبتوں کو دور کرنے کی درخواست کرتا ہے تو وہ کافر و مشرک ہے اس کا خون اور مال حلال ہے اگرچہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا، نماز پڑھتا، روزے رکھتا ہے اور اپنے کو مسلمان بھی سمجھتا ہے۔

نوٹ :- نجدی حکومت نے اس فتوے کو دستورالعمل بنا لیا تھا اسی قانون کے تحت قتل عام کیا اور مسلمانوں کے مال لوٹے، زیارات کو منہدم کیا اور چن چن کر علمائے اہلسنت و جماعت کا صفایا کیا۔ ذرا نجدی وہابی حکومت کے کارناموں پر نگاہ ڈال لیجئے۔

مکہ معظّمہ :- ۱۰۸۳ء کو سعود بن عبد العزیز (نجدی بادشاہ) ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوا.......... تا آنکہ مکہ کے تمام مشاہد اور قبے زمین کے برابر کر دیئے .... کعبہ کے جواہر اور قیمتی ذخیرے فاتحین میں تقسیم کر دیئے گئے قبلے گرائے گئے بعض مجاور قتل کیے گئے۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۷۷-۷۸

مدینہ منورہ :- ۱۸۰۵ء کے آغاز میں اہل مدینہ نے بھی اطاعت قبول کر لی اور سمع و طاعت کا عہد کیا حسب دستور مدینہ منورہ میں عام قبروں کے قبے اور زیارت گاہیں منہدم کر دی گئیں۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۸۲

کربلا معلی :- اس سال ۱۲۱۶ء سعود تمام نجد، جنوب، حجاز اور تہامہ سے ایک جرار لشکر لے کر کربلا کے ارادہ سے چلا اور بلد الحسین کے باشندوں پر حملہ کیا یہ ذی العقدہ کا واقع ہے مسلمانوں (وہابیوں) نے اسی پر دھاوا بول دیا اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور زبردستی (عنوۃً) داخل ہو گئے اور اکثر باشندوں کو گھروں اور بازاروں میں تہ تیغ کر دیا اور اس کے قبہ کو جو ان کے اعتقاد کے مطابق حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر بنایا گیا تھا منہدم کر دیا تھا قبہ اور اس کے آس پاس اور چڑھاوے.......... کی تمام چیزیں لے لی قبہ زمرد یاقوت اور جواہرات سے آراستہ تھا اور اس کے علاوہ شہر میں جو کچھ مال متاع] ہتھیار، لباس، سونا، چاندی، قیمتی مصاحف اور سب چیزیں) ملا سب کو لے لیا اور شہر میں ایک پہر سے زیادہ نہیں ٹھہرے (اولم یلبثوا فیھا الا ضحوۃً) اور ظہر کے وقت تمام مال لے کر وہاں سے نکل آئے اور اس کے باشندوں میں سے تقریباً دو ہزار آدمی قتل کر دیئے گئے۔

موذن کا قتل :- ایک نابینا موذن اذان دینے کے بعد درود پڑھتا تھا پہلے اس کو منع کیا جب اس نے سماعت نہ کی تو اسے بے دردی سے قتل کروا ڈالا۔

آشوب نجد ص ۴۴ الدور السنیہ ص ۴۲

نوٹ :- وہابیوں کے مزید ظلم و ستم کے حالات کا جائزہ لینا ہو تو "سیف الجبار" اور "شب جائیکہ من بودم" کا ملاعہ کیجیے۔ الغرض وہائیوں کے جور و جفا کی داستان بڑی طویل ہے جس کے پڑھنے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ کے قبرستانوں کی غارت گری

قبہ جات کا گرانا مقامات متبرکہ کی بے حرمتی مشاہد ومآثر کا صفایا وغیرہ اور اہل بیت وصحابہ کرام کے قبوں کو توہنیاً مسمار کرنا اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ والدہ مکرمہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کو گرانا قبہ مولد النبی، قبہ حضرت عثمان، قبہ حضرت خاتون جنت کا انہدام وغیرہ حد یہ ہے کہ مسجد ابو قبیس، مسجد بلال، مسجد کوثر یہ مسجدیں بھی گرادی گئیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

وہابی جہاد :- وہابی مذہب نامہذب کے بانی ابن عبد الوہاب اور اس کے متبعین نے نہ کبھی کافروں اور مشرکوں کے ساتھ جہاد کیا ہے نہ کبھی کوئی میخانہ توڑا ہے ان کے جہاد کی حقیقت صرف یہ ہے کہ محبوبان خدا کی عظمت وشان پر آوازے کسنا ان کے مزارات کو گرانا اور مسلمانوں کو کافر ومشرک کہنا اور تہ تیغ کرنا چنانچہ سب سے پہلے حضرت زید بن خطاب (جو یوم یمامہ میں شہید ہوئے تھے) کے نام سے مقام جبیلہ میں ایک قبر تھی............ اس پر شیخ (ابن عبد الوہاب) نے ہتھوڑا (فاس) لیا اور اپنے ہاتھ سے قبر کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۳۶-۳۷

نوٹ :- یہاں تک ان کے اعمال وافعال کی اختصاراً داستان بیان کی گئی اب ان کے عقائد کے خلاصہ کو ملاحظہ کیجئے۔

عقائد وہابیہ :- (۱) ممن اعتقد انه ذكر اسم نبی فيطلع هو عليه صار مشركا لاعتقاد شرك سوا كان مع نبی او ولی او ملك اوجنی اوصنم او وثن وسوا كان يعتقدوا حصوله بذاته او باعلام الله تعالىٰ باي طريق كان يصير مشركا ومن اعتقد

النبی وغیرہ وولیہ وشفیعہ فھو ابو جھل فی الشرك سوا.

عجالہ بردو سالہ جلد ۲ ص ۳۰ و سیف الجبار ص ۱۲۲

یعنی جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا ولی اور شفیع سمجھتا ہے وہ اور ابوجہل شرک میں برابر نہیں جو شخص اپنے حاجات کے وقت یا محمد کہتا ہے اگرچہ ان کے متعلق سب باتوں میں بندہ عاجز ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو بھی مشرک ہو جاتا ہے ابن عبدالوہاب نجدی نے جو رسالہ اہل مکہ کی طرف بطور حجت و دعوت بھیجا تھا اس میں یہ بھی ہے اما السابقون فا اللات والسواع والعزی واما الله حقون محمد وعلی و عبدالقادر (معاذ اللہ) یعنی پہلے بت لات سواع اور عزیٰ تھے اور پچھلے بت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و علی رضی اللہ عنہ و عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

مہر منیر ص ۲۶۲ سیف الجبار ص ۱۵۲

یہ تھا ابن عبدالوہاب نجدی وہابی کا تشخص اور اب اس کے عقائد کی تفصیل بزبانی مولوی حسین احمد دیوبندی سے بھی سنیئے۔

(۱) شان نبوت میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۴۷

(۲) انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اس زمانہ تک تھی جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔

الشہاب ص ۶۵

(۳) الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل

حرمین پر سخت نفریں اس ندا و خطاب پر کرتے ہیں۔

الشہاب ص ۶۵

(۴) بر ملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ، استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔

الشہاب ص ۶۵

(۵) وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم (نہ ہونے کے برابر) تک پہنچا دیتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۷

(۶) جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوات والسلام کو خالی جانتے ہیں۔

الشہاب ص ۶۷

(۷) ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوات والسلام قبیح اور بدعت کہتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۷

(۸) اولیا صالحین سے توسل حرام بلکہ شرک کہتے ہیں۔

آشوب نجد ص ۸

(۹) انبیاء صالحین کی قبور کی زیارت حرام بلکہ شرک کہتے ہیں۔

آشوب نجد ص ۸

(۱۰) دلائل الخیرات قصیدہ بردہ قصیدہ ہمزیہ وغیر ....ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۶

نوٹ:۔ یہ ہیں وہابیہ نجدیہ کے عقائد ان امور کے علاوہ دل پر ہاتھ

رکھ کر ایک لرزا دینے والی عبارت اور بھی پڑھ لیجئے زبان و قلم تو گوارہ نہیں کرتی کہ اسے ضبط تحریر میں لایا جائے مگر تحمل مزاجی کا دامن تھام کروہ عبارت پیش کر رہا ہوں کیونکہ وہابیوں کا عقیدہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔

لرزہ خیز عبارت :- ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوات والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

الشہاب ثاقب ص ۴۷/۱۱-۱۳

آیئے اب علمائے دیوبند کی چند جھلکیاں بھی دیکھ لیں جس ابن عبدالوہاب نجدی کے چند عقائد تم ابھی پڑھ چکے ہو ایسے ضال و مضل آدمی کے دیوبندی صاحب بڑے مداح خواں ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

جھلکیاں :-

(۱) محمد ابن عبدالوہاب کے متقدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا ان کے مزاج میں شدت تھی مقتدی ان کے اچھے ہیں۔

فتاوے رشیدیہ کامل ص ۵۵۱

(۲) اسوقت ان اطراف میں وہابی متبع سنت کو کہتے ہیں اور دیندار کو کہتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل صف ۴۰۵

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے علاوہ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی سنیئے۔

(۱) نجدی (ابن عبدالوہاب کے پیروکار) عقائد کے معاملہ میں اچھے ہیں۔

اضافات الیومیہ ج ۴ ص ۶۳

(۲) ویسے عقائد تو نہایت پختہ ہیں۔

اضافات الیومیہ ج ۴ ص ۷۷

(۳) اس لقب (وہابی) کے یہ معنی ہیں کہ جو مسلم میں ابن عبدالوہاب نجدی کا تابع ہو یا موافق ہو۔

فتاویٰ امدادیہ ج ۵ ص ۳۳۳ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۸۱

نوٹ :- ہر دو مولوی صاحبان دیوبندیت کے عمائد و قائد ہیں اور اکابرین میں شمار ہوتے ہیں یہ دونوں اکابر نجدی گروہ کے نغمہ سرائے ہیں یہ وہ نجدی گروہ ہے جس کے مظالم اور عقائد کا بیان کیا جا چکے ہیں اب ان کی یہ عقیدت صاف بتلا رہی ہے کہ ان کا اور نجدیوں کا عقیدہ بھی وہابیانہ اور نجدیانہ ہے اگر ایسے نہ ہوتا تو ایسے ظالم شخص جس نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضہ اللہ عنہ اور محبوب سبحانی قطب ربانی عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو لات اور سواع اور عزیٰ جیسے بتوں کے ساتھ ملا دیا ہے ان کی نغمہ سرائی ہرگز ہرگز نہ کی جاتی۔ آیئے اب اس تحریک وہابیت کا ہندوستان میں آنے کا واقعہ پڑھ کر اپنے دماغ کو منقش فرمالیجئے۔

تحریک اسماعیل دہلوی :- ہندوستان میں نجدی وہابی تحریک کے بانی اور سربراہ غیر مقلد وہابی حضرات کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی ہیں اسماعیل وہابی تحریک نجدی وہائی تحریک ہی کی شاخ ہے ماہ نامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ مجریہ ۱۹۵۸ء روزنامہ امروز کے حوالے سے لکھتا ہے

"جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سید احمد بریلوی (مرشد اسماعیل دہلوی) اور اسماعیل شہید کی تحریک پر یقیناً نجدی کی وہابیت کا کافی اثر ہے......... شاہ اسماعیل شہید و سید احمد بریلوی نے حج سے واپس آکر اپنے آپ کو غیر مقلد ظاہر کیا۔

روزنامہ امروز ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء

"اس پر پادری ہیو جیز یہ تحریر کرتے ہیں کہ عبدالوہاب کے جانشین نے وہابیت کے اصول سید صاحب کو تعلیم کیے اور انہیں بتادیا کہ مذہبی روح لوگوں میں پھونکنے کے بعد یہ کامیابی ہوتی ہے اور یوں ملک ہاتھ لگتے ہیں۔

حیات طیبہ ص ۴۲۸

اسماعیلی وہابی فتنہ :- مولوی اسماعیل دہلی کے ایک مشہور و معروف صاحب علم و فضل گھرانے کا ایک فرد تھا یہ شاہ عبدالغنی فرزند شاہ ولی اللہ صاحب محدث کا پوتا اور شاہ عبدالعزیز محدث کا برادر زادہ تھا یہ خاندان مذہب حنیفہ میں منسلک اور عقائد صحیحہ کا پیروکار تھا مگر اسماعیل نے اپنے خاندان سے الگ ہو کر ابن عبدالوہاب نجدی کی پیروی کرتے ہوئے وہابیت پھیلانے کی ایک مہم چلادی وہابیت کے اختراعی اصول جب اسماعیل نے لوگوں کے سامنے بیان کیے تو لوگ ان کی مخالفت کرنے لگے کیوں کہ وہابی عقیدہ عقائد اہل السنت والجماعت کے برعکس تصادم ہی تصادم تھا چنانچہ مرزا حیرت دہلوی بیان کرتا ہے۔

(۱) "ہر شخص اپنے اپنے خیال کے مطابق مولانا کی مخالفت پر ٹوٹ پڑا اور شہر دہلی میں نئی نئی افواہیں نئی نئی باتیں مولانا رشید کی نسبت اڑنے لگیں

یہاں تک کہ عورتوں میں بھی اس کی گفتگو شروع ہو گئی اور وہ بھی اپنے مخالفت کے ہتھیاروں کو مولانا کے مقابلہ میں استعمال کرنے لگیں یعنی کوسنے دینے اور مولانا کا نام لے کے پیٹنا ایک دن مولانا شہید عصر کی نماز پڑھ کے جامع مسجد میں حوض پر بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک بڑھیا مولوی کے پاس آئی اور اس نے کہا مولوی صاحب مویا اسماعیل کون نیا مولوی پیدا ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے بیوی کی صحنک (خوفاتحہ اور توشہ بغرض ایصال ثواب جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دیا جاتا ہے اس کو اصطلاحاً زمانہ مروجہ میں صحنک بی بی فاطمہ کہتے ہیں) نہیں کرنا چاہئے۔

حیات طیبہ ص ۶۳

(۲) ایک دن آپ شاہ نظام الدین اولیاء کی درگاہ میں وعظ فرما رہے تھے ایک صوفی نے باآواز بلند جھر جھری میں یہ کہا آپ کیوں ہاتھ دھو کے دین کے پیچھے پڑے ہیں ہمارا استیاناس ہو گیا اور آپ کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا اپنے باوا اور چچا ہی کو دیکھو انہوں نے کبھی ایسی باتیں سنیں کی حالانکہ وہ بھی بڑے فاضل ہیں۔

حیات طیبہ ص۱۲۹-۱۳۰

نوٹ:- مرزا حیرت دہلوی کے ان بیانوں سے ظاہر ہے کہ مولوی اسماعیل اپنے والد اور چچا کے مسلک سے علیحدہ ہو کر نیا مذہب (جسے وہابیت کہا جاتا ہے) ایجاد کیا اور ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید سے خوشہ چینی کرتے ہوئے ایک کتاب بنام تقویۃ الایمان (جو فی الحقیقت تفویۃ الایمان نہیں تفویۃ الایمان ہے) شائع کی اس کتاب میں توہین خدا اور توہین عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبوبان خدا

کے متعلق جی بھر گستاخیاں درج کیں مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان لکھ کر ایک دائمی فتنہ و فساد کی بنیاد کھڑی کر دی اس کتاب سے متاثر ہونے والے وہابیوں کے دو الگ الگ گروہ بن گئے ایک تو ائمہ اربعہ کی تقلید سے منحرف ہو گئے اور دوسرے بظاہر حنفی رہے پہلے گروہ نے اپنا نام غیر مقلد (اہلحدیث) ظاہر کیا اور دوسرے گروہ نے اپنے آپ کو حنفی دیوبندی نام سے مشہور کیا ان دونوں گروہوں کے نام تو الگ ہیں مگر اعتقاداً متحد و متفق ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی سے مقلد اور غیر مقلد کی بابت جب سوال ہوا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ "عقائد میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں البتہ اعمال مختلف ہوتے ہیں"

دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۵۱۰

الغرض مولوی اسماعیل جنہوں نے ہندوستان میں وہابی تحریک کی بنیاد کھڑی کر کے مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ کیلئے مذہبی جنگ لڑنے کا دروازہ کھول دیا اور بذات خود ضدی ثابت ہوا کیونکہ اس کا خاندان علمی لحاظ سے عروج پر پہنچا ہوا تھا اقرباء اس کو سمجھاتے رہے مگر یہ اپنی وہابیت پر مضبوط رہا مولانا محمد رضا علی بنارسی صاحب اسماعیل کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ "ایک دفعہ میری ملاقات مولوی مخصوص اللہ (پسر شاہ رفیع الدین) سے دھلی ہوئی میں نے پوچھا در باب اسماعیل آپ کیا فرماتے ہیں کہا ہم نے اس کو (اسماعیل دہلوی) بہت سمجھایا نہیں مانا اور جتنا فتنہ ہندوستان میں پھیلا ہے اسی کی ذات سے پھیلا ہے۔

دیکھئے سیف الجبار ص ۲۰۹

نافرمانی:۔ جس وقت اسماعیل نے ابن عبد الوہاب کی کتاب التوحید کا

مطالعہ شروع کیا شاہ عبدالعزیز محدث کو اطلاع ملی کہ اسماعیل کتاب التوحید مصنفہ ابن عبدالوہاب کو اپنا رہا ہے تو شاہ صاحب مولوی اسماعیل سے سخت ناراض ہوئے اور اس کو سخت الفاظ سے ڈانٹا چنانچہ فرماتے ہیں میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسماعیل) نامراد کو کہ جو کتاب التوحید بمبئی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے اس کے عقائد صحیح نہیں بلکہ وہ (کتاب التوحید) بے ادبی بدنصیبی سے بھری پڑی ہے میں آج کل بیمار ہوں اگر صحت ہو گئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم (اے اسماعیل) ابھی نوجوان بچے ہو ناحق شوروشر برپا نہ کرو۔

انوار آفتاب صداقت ص ۵۱۶ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۴۷

لیکن بدقسمت مولوی اسماعیل نے وہابیت کا بیج بو ہی دیا یہاں پر یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اکثر متبعین اسماعیل اس بات پر بڑے نازاں ہوتے ہیں کہ اجی ہمارے شیخ نے سکھوں سے جہاد کیا انگریزوں سے لڑے یہ کیا اور وہ کیا آخر کار سکھوں کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے آیئے ذرا اس شہید کی شہادت کا منظر بھی دیکھئے چلئے۔

نظارہ:- تاریخی آئینہ میں اگر جھانک کر دیکھا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس بین کالامس ہے کہ مولوی اسماعیل سکھوں کے ہاتھ سے نہیں بلکہ اپنی بدعقیدگی کی بنا پر مسلمان افغانی پٹھانوں کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے قتل ہو گئے تھے مسلمانوں کے غیر اسلامی طریق پر لڑ کر مرنا شہادت نہیں کہلاتا یہ تو انگریزوں سے مشورہ کر کے سرحدی علاقہ میں فتح حاصل کر کے وہابیانہ حکومت بنانا چاہتے تھے یہ ہرگز شہید نہیں ہوئے بلکہ مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے چنانچہ ان کے مدد و مورخ

مرزا حیرت کی زبانی سنیئے۔

"سید صاحب کے پاس مجاہد جمع ہونے لگے تو سید (احمد بریلوی) سید صاحب نے مولانا اسماعیل کے مشورہ سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹننٹ گورنر ممالک مغربی پنجاب کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں سرکار کا تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیفٹننٹ نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں امن میں خلل نہ پڑے ہمیں کچھ سروکار نہیں۔

حیات طیبہ ص ۴۳۱

اس مقام پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اسماعیلی جہاد قرآن اور حدیث کی روشنی یا اسلامی تقاضے کی بنا پر نہ تھا انگریزوں کی ایماء اور ان کی اجازت پر مبنی تھا سب سے پہلے مولوی اسماعیل نے جو پہلا جہاد کا وہ مسلمانوں کے ساتھ کیا۔

صاحب تواریخ عجیبہ کا کہنا ہے کہ سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی جب مقام پنج تار پہنچے تو وہاں کے رئیس فتح خان نامی نے شروع میں ان لوگوں کی خاطر تواضع کی یہ لوگ چند دن وہاں رہے لیکن ان دونوں (سید احمد اور اسماعیل) نے وہاں کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنا شروع کیا اور ان کو بد عقیدہ اور بد مذہب ٹھہرایا (جیسا کہ ابن عبد الوہاب نجدی نے سوا اپنے متبعین کے تمام مسلمانوں کو شرک اور کافر قرار دے کر ان کے ساتھ جنگ کرنا ان کا مال لوٹنا جائز و حلال قرار دیا بعینہ اسماعیل اور سید احمد ان دونوں نے افغانی مسلمانوں کو بد مذہب اور بد عقیدہ قرار دے کر ان لوگوں سے لڑنے کی ٹھان لی) بات بڑھ گئی تو ان پٹھانوں نے ان کو

دہیں ختم کردیا۔

خون کے آنسو ج ۱ ص ۳۹

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی تذکرۃ الرشید جلد نمبر ۲ ص ۲۷۵ پر رقم طراز ہے ''مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی محمد حسین رامپوری بھی ہمراہ تھے اور یہ سب سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جنگ مسمی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔

ارواح ثلاثہ ص ۱۷۳

نوٹ:۔دیکھئے جناب اسماعیل دھلوی کے جہاد کی ابتداء مسلمانوں کے ساتھ ہوئی صرف یہی نہیں بلکہ نو عدد جنگ مسلمانوں ہی سے ہوئے جن کے مقامی نام یہ ہیں۔(۱) جنگ اوتمان زئی، (۲) جنگ پنڈاول، (۳) جنگ زیدہ، (۴) جنگ بنڈ دوم، (۵) جنگ کیزڑی، (۶) جنگ کھلابٹ، (۷) جنگ مردان، (۸) جنگ مایار، (۹) جنگ چھتربائی ان جنگوں میں جو مسلمان مارے گئے ان کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں صرف نمونہ کے طور پر سن لیجئے وہ یہ کہ مولوی غلام رسول مہر سید احمد شہید نامی کتاب کے صفحہ ۴۵۳ پر لکھتے ہیں۔

''(سید صاحب) خود توپ کھچوا کر ایک اونچی جلہ لائے پھروائی خود نشست باندھی اور مرزا حسین بیگ کو حکم دیا کہ اب گولے پھینکو پہلے ہی گولے میں دوسو اڑ گئے''

حقائق تحریک بالاکوٹ ص ۱۳۳

جنگ زیدہ کے بارے میں غلام رسول مہر لکھتے ہیں ''اس یورش میں یار محمد خان کے تین سو ساتھی مارے گئے۔

حقائق تحریک بالاکوٹ ص ۱۳۳

جب اسماعیل دہلوی صاحب نے مجاہدین تیار کرنے کیلئے قریہ قریہ گاؤں گاؤں میں وعظ کہنے شروع کئے تو ان ہی واعظوں سے ایک وعظ ملاحظہ فرمائیے جس سے اس جہاد کی حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

وعظ :- کلکتہ میں جب مولانا اسمعایل صاحب نے وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوی کیوں نہیں دیتے آپ نے جوابدیا ان پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔

سوانح احمدی ص ۵۲ وحیات طیبہ ص ۴۲۳-۴۲۴

اب ناظرین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اسماعیل دہلوی کے اس وعظ سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مولوی اسماعیل دہلوی کو نہ انگریزوں سے دشمنی تھی نہ سکھوں سے بیر تھا دشمنی تھی تو کلمہ گو اہل اسلام سے جن کو ہر مقام پر تحریراً تقریراً کافر و مشرک کہتے رہے ہیں۔

اگر مان لیا جائے کہ مولانا کو سکھوں سے دشمنی تھی اور انہی کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ہیں تو یہ بات تاریخی حقائق کے بالکل برعکس ہے سکھوں کے ساتھ ان کی عداوت ہوتی تو سکھ ان کی لاشوں کو تلاش کر کے ان کی مزاریں ہرگز نہ بناتے بلکہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر

کے تلف کردیتے۔ سوچئے یہاں تو معاملہ بھی کچھ اور ہے مورخ دہلوی کا بیان سنیئے۔

"یہ خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے دن شیر سنگھ نے ان دونوں بزرگوں (سید احمد اور اسماعیل) کی نعشوں کو شناخت کروا کے نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالاکوٹ میں دفن کروادیا۔

حیات طیبہ ص ۴۴۳

مزید تسلی کیلئے اشرف علی تھانوی کی مصدقہ عبارت بھی پڑھ لیجئے۔

"انہوں نے حضرت کا بدن پایا سر کو بموجب وصیت کے جدا کر کے دیا گیا تھا نہیں ملا امر سنگھ نے بہ تعظیم اکرام عام مزار تیار کیا۔

امداد المشتاق وشمائم امدادیہ ص ۶۱-۹۹

نوٹ:- کیا شیر سنگھ اور امر سنگھ مسلمانوں کے نام ہیں اور مسلمانوں کے ناموں کے ساتھ "سنگھ" استعمال ہوتا ہے نہیں ہر گز نہیں آج تک یہ کہیں نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے ناموں کے ساتھ یہ سنگھ کا لفظ استعمال کیا ہو۔ کیا دو قومیں جن میں ایک طرف مسلمان اور دوسری جانب سکھ نبرد آزما ہوں اور معاملہ کشت وخون تک پہنچ جائے تو مسلمانوں کو سکھوں اور سکھوں کو مسلمانوں نے سنبھالا ہے نہیں اور ہر گز نہیں مگر شیر سنگھ یا امر سنگھ کا اسماعیل کو دفن کرنا ایسے ویسے نہیں بلکہ عزواحترام کے ساتھ کس چیز کی عکاسی کرتا ہے یہ سوچنا تمہارا کام ہے مگر صاف لکھا ہے کہ تلاش کر کے دہلوی صاحب کو شیر سنگھ نے دفن کیا پھر ان وہابیوں کا کہنا کہ سکھوں کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے یہ معاملہ کہاں تک حق بجانب اور درست ہے اگرچہ یہ سکھوں کے

اور سکھ ان وہابی لیڈروں کے باہم یک دگر ایک دوسرے کے مخالف ہوتے تو سکھ ان کے قتل ہو جانے کے بعد دفن ہرگز نہ کرتے بلکہ ان کا قیمہ کر کے اپنی ایک ایک ضرب کا بدلہ لیتے۔ بس میں اور کچھ نہیں کہوں گا صرف ایک منصفانہ فیصلہ آپ سے طلب کروں گا وہ یہ کہ اسماعیل شہید ہے یا قتیل۔

اب آیئے ذرا دیوبندیت کے متعلق بھی کچھ بیان ہوتا ہے۔

دیوبندی یا دیوبندیت :- مولوی قاسم نانوتوی جب دینی تعلیم سے فارغ ہوا تو یہ وہابیت پھیلانے میں مصروف ہوا کیوں کہ یہ اپنے استاد کی تربیت سے بڑا سخت وہابی ہو چکا تھا۔ مولوی قاسم کا جو استاد تھا وہ اسماعیل دھلوی کا خاص حواری تھا اور بڑے پرلے درجے کا غیر مقلد وہابی تھا اس استاد کی تعلیم نے مولانا قاسم پر گہرا اثر کیا اسی کی بدولت یہ وہابیت کا متحمل ہوا اس کو استاد نے دوران تعلیم میں تاکیداً ہدایت کی ہوئی تھی کہ جتنا ہو سکے سر توڑ کوشش کر کے لوگوں کو اپنے عقائد وہابیانہ کا گرویدہ بنانے کی کوشش کرنا اور ساتھ ترکیب بتائی کہ تبلیغی دورے کرنے کی بجائے ایک دینی مدرسہ کھول کر اس درسگاہ میں طالبعلموں کو خوش اسلوبی اور احسن طریقہ استعمال کر کے وہابیت میں ڈھال لینا چاہئے اسی نکتہ کے پیش نظر مولوی قاسم نانوتوی نے ایک درسگاہ بنام مدرسہ قاسمیہ دیوبند کے نام سے قائم کی اور اس میں سلسلہ تعلیم جاری کر دیا اسی درسگاہ کو آج کل دارالعلوم دیوبند کے نام سے پکارتے ہیں اس درسگاہ کا طالبعلم جب اپنی تعلیم سے فارغ ہوتا ہے تو وہ پورا پورا وہابیت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو بڑے فخر سے فاضل دیوبند کے

لقب سے ملقب کرتا پھرتا ہے اس مدرسہ کی طرز و فکر اور اعمال و عقائد کو مسلک دیوبندی یا دیوبندیت کہا جاتا ہے اس دیوبندی وہابی مذہب کی بنیاد جن پیشواؤں کی طرف منسوب کی جاتی ہے ان کے نام یہ ہیں۔
مولوی اسماعیل دہلوی مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی حسین علی واں بھچروی اب ان عمائدین اور قائدین کا مختصر طور پر ذکر سنیئے، کیونکہ وہابی مذہب کے یہی صاحبان موسس و موجد ہیں۔
پیشوائے اول:۔ مولوی اسماعیل دھلوی مسلک دیوبند کے پہلے اساس ہیں جس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید سے خوشہ چینی کر کے وہابیت کا مجسمہ تیار کیا ان کا ذکر بلا تاخیر اوراق گزشتہ میں ہو چکا ہے وہاں پلٹ کر سرخی تحریک اسماعیل دہلوی سے سرخی دیوبندی یا دیوبندیت تک ملاحظہ فرمالیں۔

پیشوائے دوم: ۔مسلک دیوبند کے دوسرے پیشوا کا نام مولوی قاسم نانوتوی ہے یہ مولوی مملوک علی کا شاگرد ہے جس نے مولوی اسماعیل کے وفات پاجانے کے بعد سارے ہندوستان میں وہابیت پھیلائی مولوی مملوک علی خود تو اس قدر کام نہ کر سکا کیونکہ یہ مولوی اسماعیل دھلوی کا خاص حواری تھا لوگ اس کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن اس نے اپنے شاگردوں سے کام لے کر خوب پرچار کیا یہ اپنے طور شاگردوں کو سخت تاکید کرتا تھا کہ اس زمانہ میں سب مسلمان کافرو مشرک ہو چکے ہیں سوائے وہابیوں کے کوئی مسلمان نہیں رہا مگر عام طور پر لوگ وہابیت سے نفرت کرتے تھے مملوک علی نے اپنے شاگردوں کو ایک طریقہ یہ بھی سکھایا تھا کہ تقیہ کیے جاؤ مگر وہابیت ضرور پھیلاؤ۔ خود رفع یدین نہ کرو اپنے آپ کو حنبلی ظاہر کرتے رہو مولوی مملوک علی خود اسی پر عامل تھا اس کے پاس جو شاگرد صحیح العقیدہ سنی تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتا تو ان کے سامنے یہ بزرگوں کی تعریف کرتا تھا اور گاہے بگاہے تقیۃً ان کی ایسی تعظیم کر گزرتا جس کو وہ اپنے عقیدہ میں شرک و بدعت سمجھتا تھا چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ "ایک روز سبق ہو رہا تھا کہ ایک شخص نیلی لنگی کندھے پر ڈالے ہوئے آنکلے ان کو دیکھ کر مولوی (مملوک علی) مع تمام مجمع کے کھڑے ہوگئے (یہی قیام تعظیمی ہے جسے وہابیہ شرک و بدعت کہتے ہیں)

امداد المشتاق ص ۱۹۱

فائدہ: ۔مولوی مملوک علی اپنے شاگرد مولوی قاسم نانوتوی کو یہ مشورہ دے رکھا تھا کہ تبلیغ کا بڑا ذریعہ درس و تدریس سے کارگر ہوگا جیسا کہ

پہلے بیان ہو چکا ہے اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے مولوی نانوتوی نے مدرسہ عربیہ قاسمیہ المعروف دارالعلوم دیوبند ۱۲۸۳ھ میں کھول دیا بات صرف تعلیم تک محدود نہ رہی بلکہ مولوی قاسم نے قلمی جہاد بھی شروع کر دیا چنانچہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کا مشہور عقیدہ جس کو وہ تقویت الایمان صفحہ نمبر اٹھاراں پر لکھتا ہے ''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن ہی میں ایک کن سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی، جن، فرشتے، جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے''

نوٹ:- اس مندرجہ عبارت مولوی اسماعیل پر معتبر علمائے کرام نے معاوضہ کیا کہ اگر سرور عالم صلی اللہ علی وآلہ وسلم کی مثل کو ممکن تسلیم کیا جائے تو اللہ مجدہ الکریم کیلئے امکان کذب کا ماننا لازم آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کذب سے پاک اور منزہ ہے کیونکہ کذب جیسی قبیح صفت کا زیر قدرت ہونا محال عقلی ہے مولوی دہلوی کے اس عقیدہ کی تائید میں مولوی قاسم نانوتوی امام دیوبندیت نمبر دوم نے حضور علیہ اسلام کے مثل و نظیر کے امکان کی دلیل کہیں سے کرید کرید کر ایک اثر ابن عباس تلاش کر ہی لیا اور خوش ہوا کہ او ہو بات بن گئی ہے ہمیں اپنے پیشوا کی عبارت کی تائید میں حدیث مل گئی وہ حدیث یہ ہے۔ قال ابن عباسؓ فی کل ارض ادم کآدمکم و نوح کنوحکم و ابراھیم کا براھیم کم و عیسیٰ کعیسیٰ کم و بنی کنبیکم۔ اس اثر کو اپنا موید سمجھ کر ایک کتاب لکھ ماری جس کا نام ''تحذیر الناس عن اثر ابن عباس'' ہے اس کتاب کے چند اقتباس پیش کئے جائیں گے جس سے اس مصنف کا حال بھی روشن ہو جائے گا۔

اثر ابن عباس کی حقیقت

اس اثر کو امام بیہقی محدث نے شاذ کہا ہے اور شاذ ضعیف ہوتی ہے چنانچہ نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ اگر راوی زیارت کی اس سے قوی تر کے ساتھ مخالفت کی جائے تو اس کو ارجح یعنی قوی تر کو محفوظ کہتے ہیں اور ضعیف یعنی مرجوع کو شاذ کہتے ہیں۔ بے شک اس اثر میں زیادتی ہے مختصر روایت پر کہ ہر زمین میں مثل حضرت ابراہیم کیلئے ہے جیسا کہ زمین پر خلقت ہے پس بیہقی کے حکم شذوذ دینے سے ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہے ایسے مسائل میں شہادت پیش کرنی بالکل ہیچ پوچ ہے اور باوجود اس ضعف کے یہ روایت قرآن کے حکم خاتم النبین کے برخلاف ہے اور حدیث لانبی بعدی اور اجماع جو اس پر ہو چکا ہے اس کے بھی مخالف ہے اس لئے کہ یہ روایت آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کسی نبی کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ اثر حضرت ابن عباسؓ سے آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہی وارد ہوئی ہوگی اور خبر اماد جب مخالف قرآن واجماع و صحیح حدیث کے ہو تو اس کا کیا اعتبار ہے چہ جائیکہ اثر شاذ ہو پھر کیفیت طبقات میں اختلاف ہے کلبی نے کہ ہے کہ وہ طبقات ایک دوسرے سے متصل ہیں اور ضحاک نے کہا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر طبقے نہیں سو افضل کے برخلاف آسمانوں کے اور یہ بھی کہا ہے کہ سات زمینیں ایک دوسرے پر طبقے ہیں اور ہر زمین میں فاصلہ ہے پس پہلے دو قول صریح دلالت کرتے ہیں اس پر کہ ان زمینوں میں کوئی جاندار چلنے پھرنے والی خلقت نہیں

ہے اور انہیں حضرت ابن عباسؓ سے جب نافع بن ارزق نے پوچھا کہ زمین کے نیچے بھی کوئی خلقت ہے تو آپ نے جواب دیا تھا کہ ہے پھر پوچھا وہ کیا خلقت ہے آپ نے جواب دیا کہ یا فرشتے ہیں یا جن پس اس روایت سے پایا گیا کہ ان زمینوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی نہیں ہے۔

تقدس الوکیل ۱۳۲-۱۳۳ بحوالہ شفا الصدور

اب مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس سے چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیے جو مولوی قاسم صاحب کا تشخص ظاہر کریں گی وھوہذا

(۱) ”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فرق نہیں۔

تحذیر الناس ص ۳

(۲) انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو صرف علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں بلکہ (امتی) بڑھ جاتے ہیں۔

تحذیر الناس ص۵

(۳) اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرض نہیں آئے گا۔

تحذیر الناس ص۶

نوٹ :- العیاذ باللہ! دیکھئے جناب من ارشاد قرآنی خاتم النبین کا معنی لا

نبی بعدی پر تمام امت محمدیہ کا اجتماع ہے کہ حضور علیہ السلام کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمانا آخری نبی ہیں اور یہ تاخر زمانی حضور علیہ السلام کے فضائل میں سے ایک مخصوص فضیلت ہے دوسرے کتنا ہی کوئی شخص امتی جو محنت شاقہ سے صالح اعمال کے حصول میں منہمک رہے نبی تو نبی ہے صحابہ نبی کے مقام و مراتب کو بھی نہیں چھو سکتا چہ جائیکہ بڑھ جائے تیسرے یہ کہ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا یہ عقیدہ قطعاً حق اور باطل الابطال ہے اس کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو دروازہ نبوت کھل جائے گا جس کے کھلنے سے خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آجائے گا یاد رہے کہ یہ عقیدہ صرف مولوی قاسم کا نہیں بلکہ تمام دیوبندی اسی عقیدہ پر کاربند ہیں اور کتاب تحذیر الناس کو بے غبار ثابت کرنے کیلئے علمائے حق کے ساتھ مناظرے اور مجادلے کرتے ہی رہتے ہیں اب آگے چلئے اور پیشوائے دیوبندیوں کے تیسرے قائد کی حقیقت کو سن کر دماغ کے ایک اور گوشے کو روشن کر لیجئے۔ تاکہ معلوماتی خزانہ میں اور بھی اضافہ ہو جائے۔

پیشوائے سوم:۔ دیوبندیوں کو تیسرے پیشوا کا نامی نامی مولوی رشید احمد گنگوہی ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی ناظم درس دیوبند کے وفات پا جانے کے بعد اس نے مدرسہ دیوبند کا اہتمام و انتظام کے عہدہ کو سنبھالا اور وہابی مذہب کی خوب اشاعت کی کیوں کہ یہ بھی مولوی مملوک علی کا شاگرد ہی تھا جو مولوی اسماعیل دہلوی کے خاص حواریوں میں تھا اور نہایت بد عقیدہ شخص تھا اور کٹر وہابی تھا اپنے شاگردوں کو کہتا تھا کہ گو

مرے والد نے میرا نام مملوک علی رکھا ہے مگر یہ نام مشرکانہ ہے اس میں تملیک کی نسبت علی کی طرف ہے اس لئے میں نے اپنا نام بدل کر مملوک العلی رکھ لیا ہے اب مجھے ملوک العلی کے نام سے پکار او ر لکھا کرو اس نام کے تبدیل ہونے کی شہادت میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

"مولانا شیخ محمد صاحب نے اپنے استاد کا نام بجائے مملوک علی کے مملوک العلی لکھا ہے کیوں کہ حضرت علی کے نام کے ساتھ الف لام داخل نہیں کیا جاتا۔

اضافات الیومیہ ص ۲۱۴ جلد ۷

"مولوی رشید احمد گنگوھی اپنے عربی استاد کی بدولت ان سے اتنا متاثر ہوا کہ یہ بھی بزرگان دین اور محبوبان خدا کا دشمن ثابت ہوا اس نے جب اپنے علاقہ گنگوہ میں بسلسلہ تبلیغ کام شروع کیا تو وہابیت کا پرچار کرنے لگا اس کی تبلیغ سے پہلے اس علاقے کے باشندے سب کے سب سنی تھے اس لئے اس کی وہابی تبلیغ سے یہ علاقہ متنفر ہونے لگا اس نے اپنے وہابی عقیدہ پر نقاب ڈالنے کیلئے ایک چال چلی وہ یہ کہ سوچا ظاہری طور پر کسی بزرگ سے بیعت ہو جانا چاہئے چنانچہ اسی خیال میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے شرف بیعت حاصل کر لیا یہ مرید تو ہونے کو ہو گیا مگر درپردہ پیر کے عقائد سے الگ ہو کر اپنے مشن اور پروگرام کے مطابق مخالفت کرتا رہا چاہئے تو یہ تھا کہ صدق دل سے اپنے پیر و مرشد کے نقش قدم پر چلتا مگر شومئی قسمت یہ ویسے کا ویسا رہا نا چیز یہ الزام نہیں لگا رہا اس کی تصدیق ان کے گھر ہی سے سنیئے۔

تصدیق:- یہ واقعہ ہے حضرت حاجی صاحب کے مشرب اور حضرت

مولانا گنگوھی کے مسلک میں کسی قدر فرق تھا۔

اضافات الیومیہ ۸۰ ۴ ج ۴

نوٹ:- جب تک حاجی امداد اللہ صاحب اپنے ملک ہندوستان میں رہے تو گنگوہی صاحب بلحاظ مرشد کچھ دبے رہے اور درپردہ سی وہابیت کا کام کرتے رہے جس وقت حضرت حاجی صاحب ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے تو پھر گنگوہی صاحب خوب آزاد ہو کر کھلے بندوں اہل اسلام کی تکفیر کرنا شروع کر دی اور حضرات مشائخ پر شرک کے فتوے صادر کرنے شروع کر دیئے اور ذکر الصالحین کرنا بھی ناجائز و حرام قرار دے دیا اب مولانا رشید احمد کے چند فتاوے ملاحظہ کیجئے اور خود اندازہ لگائیے کہ یہ صاحب کون ہیں اور کہتے کیا ہیں۔

فتویٰ:-(۱) ماہ محرم الحرام میں حضرت امام حسینؓ کا ذکر کرنا اور ان کے ایصال ثواب کیلئے شربت پلانے کے متعلق رشید احمد صاحب یہ فتوی دیتے ہیں۔

''محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کا کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو سبیل لگانا شربت پلانا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۳۵

(۲) سوال: پیران کلیر (شریف) وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کیلئے جانا درست ہے یا نہ

جواب: درست نہیں۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۲۵۵

نوٹ :- دیکھئے! فتویٰ نویسی مولوی رشید گنگوھی کی ذکر امام حسین کو حرام اور بزرگان دین کے شہر میں برائے تجارت تک جانا درست نہیں وغیرہ وغیر خدا برا کرے تعصب کا کہ اس ک بھی کوئی حد ہوتی ہے یہاں ایک دل سوز فتویٰ اور بھی سنتے جائیے جس سے گنگوھی صاحب کی رسول دشمنی مترشح ہوتی ہے "مولود شریف (ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور عرس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو ....اس زمانہ میں درست نہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۱۰

فائدہ :- اے قارئین کرام اس کا تو صاف مطلب یہ ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرنا اس زمانہ میں ناجائز ہے۔

میرے عزیز بھائیو! یہ عقیدہ بالکل ہی غلط ہے میلاد شریف منانا اور اس میں دیگر اوصاف جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنا یہ تمام امور جائز و حلال اور مستحسن موجب خیر برکات ہیں بجوائے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کما جاء فی الحدیث "ماراہ المومنون حسن فھو عند اللہ حسن" جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ فعل عند اور بھی اچھا ہوتا ہے اسی فتاویٰ میں ایک مقام پر گنگوھی یہ گوہر ریزی بھی فرماتے ہیں وہ فتویٰ بھی سینے پر ہاتھ رکھ کر سن لیجئے وہ لکھتا ہے کہ لفظ "رحمۃ العالمین صفت خاصہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۰۰

فقط اس پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس فتویٰ پر خود عمل کر کے لوگوں کو رحمت اللعالمین کا وصف غیروں پر استعمال کر کے ثبوت بھی پیش کر

دیا چنانچہ جس وقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے وصال فرمایا تو ان کی یاد میں مولوی رشید گنگوھی اس طرح پکار رہے تھے "بار بار فرماتے تھے ہائے رحمت اللعالمین ہائے رحمۃ العالمین۔

اشرف السوانح ص ۱۵۳ ج ۳ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۴۷

نوٹ :- دیکھئے صفت جو خاصہ رسول ہے۔ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اس سے انکار کیا جارہا ہے حالانکہ قرآن مجید کی صریحاً آیہ شریفہ موجود ہے **وما ارسلناك الا رحمة العالمين** یعنی اے محبوب ہم نے تجھ کو دو نوں جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس آیہ پاک کی تفسیر علامہ اسماعیل حقیؒ نے تفسیر روح البیان میں اس طرح بیان فرمائی ہے: "آیت کے معنی یہ ہیں ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بجمیع مقیدات رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ و غیبیہ وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ وغیرہ ذالک تمام جہانوں کیلئے عالم ارواح میں یا عالم اجسام ذوالعقول ہوں یا غیر ذی العقول اور جو تمام عالموں کیلئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہانوں سے افضل ہو۔

تفسیر خزائن العرفان، تفسیر روح البیان

فائدہ :- دیکھئے اس دیوبندیت کے تیسرے پیشوا نے کتنا تعلّی اور انانیت سے بھرپور ہو کر فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو کاٹا ہے حالانکہ مولوی دوست محمد قریشی سابق صدر تنظیم اہل سنت ملتانی جو عقیدۃً بھی انہی کا ہم نوالہ و ہم آلہ تھا وہ اپنی ایک کتاب میں اس لفظ کو یا ہر اس صفت کو جو قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے استعمال ہے وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کیلئے مختص ہے بلفظہ

"قرآن مجید میں جو صفحات حضور علیہ السلام کے بیان کئے گئے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کیلئے مختص کئے گئے پس مخلوق میں کسی کو حضور کے برابر ماننا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات میں اور کسی کو شریک کرنا) شرک فی النبوت ہے۔

اہل سنت پاکٹ بک ص ۳۴۹

اس مقام پر اس سے زیادہ ہم کچھ اور نہیں کہنا چاہتے مگر رسول عربی کی وفادار امت ذرا بھی عشق وایمان کی غیرت رکھتی ہو تو اپنے آقا کہ حرمتوں کے خلاف وہابی یا دیوبندی جماعت کے ان شرم ناک منصوبوں کو خاک میں ملادے اور وہابی جماعت کو بھی خبر دار ہونا چاہئے کہ آج بھی رسول عربی کے دیوانے اپنی جان کا مصرف خوب جانتے ہیں جیتے جی وہ دنیا میں کوئی دوسرا اور رحمت اللعالمین نہیں بننے دیں گے اور ہم ہر ایسے گستاخ کو گستاخیوں کا منہ توڑ جواب دیتے رہیں گے۔

اے ناظرین رسالہ صاحب اس بات کو ذرا سوچیں تو سہی ایک طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل عمیمہ اور الطاف شمیمہ کا انکار اور ساتھ دعویٰ بھی امتی ہونے کا۔

واحسرتا دیا اسفاہ

پیشواء چہارم: -دیوبندیوں کا چوتھا پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی ہے سارے دیوبندی حضرت مولوی اشرف علی کو اپنا حکیم الامت مانتے ہیں اس نے اپنے میلادنامے میں خود لکھا ہے کہ میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں اور میرا نام بھی اس مجذوب نے تجویز کیا تھا میری والدہ کو اس نے تسلی دی پہلے تو تیرے بیٹے مرجاتے تھے اب کے نہیں

مریں گے اور تیرے دو فرزند ہوں گے ایک کا نام اکبر علی خان اور دوسرے کا اشرف علی رکھنا میری والدہ نے اسی نہج پر میرا نام اشرف علی رکھا اور اس مجذوب نے قبل از وقت میری ماں کو کہا کہ اشرف علی بڑا مولوی بنے گا چنانچہ معلوم ہوا کہ مولوی اشرف علی اس بزرگ کی دعا و خبر سے بڑا عالم فاضل بنا مولوی اشرف علی نے اپنے عقیدہ کی اور اپنے خاندان کے عقیدہ کی خود ترجمانی اس طرح کی ہے۔

"ماموں صاحب کا مسلک ہم لوگوں (وہابیوں) کے خلاف تھا صاحب سماع (قوالی سنتے) تھے اور اس میں غلو کا درجہ پیدا ہو گیا تھا مگر باتیں ماموں کی حکیمانہ ہوتی تھیں ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ میاں کسی دوسرے کی جوتیوں کی حفاظت کی بدولت اپنی گٹھڑی نہ اٹھوا دینا"

اضافات الیومیہ ص ۹۷ ج ۵

نوٹ:- کیسی سچی حکیمانہ پیش گوئی تھی جو لفظ بلفظ پوری ہوئی کہ تھانوی صاحب دوسروں کو بدعتی و کافر کہتے کہتے اور حضور علیہ السلام کی توہین کر کے اپنے ایمان کی گٹھڑی اٹھوا ہی بیٹھے اب اس چوتھے قائد دیوبندیہ کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں جن سے اس کی بے ادبی گستاخی ضلالت اور گمراہی مترشح ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ولادت کے متعلق ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ لونڈی کے آزاد کرنے پر ابولہب جیسے کافر کو آخرت میں صلہ ملا مسلمان اگر اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ولادت کی خوشی منائیں تو انہیں ثواب ملے گا یا نہیں اس سوال کا

دیوبندیوں کے چوتھے پیشوا کا جواب سنیئے "ہماری خوشی جائز ہوتی اگر دلائل شریعہ منکرات کو منع نہ کرتے اور ظاہر ہے کہ مباح اور غیر مباح کا مجموعہ غیر مباح ہوتا ہے"

کمالات اشرفیہ ص ۴۴۴ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۶۶

نوٹ:۔ مباح ہر وہ فعل ہے جس کے کرنے سے انسان مجرم نہیں ہوتا اور جو کام ثواب کی نیت سے کیا جائے اس پر ثواب ضرور ملتا ہے۔ کمالات اشرفیہ کی عبارت سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ میلاد پاک منانے کی خوشی مباح بھی نہیں کیوں کہ اس میں مباح و غیرہ مباح مخلوط ہے مگر یہ دیوبندیہ کے پیشوا کا عندیہ قطعاً منظور نہیں اس لئے کہ جمہور علمائے اہلسنت والجماعت عرب و عجم کے نزدیک میلاد شریف کا پڑھنا پڑھانا اور اس پر خوشی منانا وغیرہ موجب خیر و برکات ہے اور مولوی عبدالحیٔ لکھنوی جو انہی کا ہمدرد ہے وہ بھی لکھتا ہے کہ "نفس ذکر مولد بدعت و ضلالت نیست بدو وجہ وجہ اول ذکر مولد عبارت است ازیں کہ ذکر آیتے از آیات قرانیہ یا حدیث نبویہ کہ تلاوت کردہ و در شرح آنقدرے از فضائل نبویہ معجزات احمدیہ و برخی از احوال ولادت و نسب نبوی و خوارق کہ بوقت ولادت و قبل ازاں ظاہر گردیدند و امثال آں ہا بیان سازد.........دو وجود ایں حقیقت در زمانہ نبوی و زمانہ اصحاب ہم بودم اگرچہ مسمی بایں تسمیہ نباشد بر ماہرین فن حدیث مخفی نخواہد بود کہ صحابہ در مجلس وعظ تعلیم علم ذکر فضائل نبویہ و کیفیات ولادت مے کردند"۔

فتاویٰ عبدالحیٔ جلد نمبر ۱ ص ۴۲-۴۳

اظہار محبت:۔ ہم اگر آقائے دوجہان کے میلاد شریف میں اظہار

محبت کو بروئے کار لائیں اور میلاد یہ خوشی منائیں تو نہ جانے مخالفین و منکرین ہمیں کیسے کیسے گھناؤنے الزام دیں اگر بات ان کی اپنی ہو تو اس بات کو آئی گئی کر کے یک لخت الزام تراشی اور فتوے لگانا وغیرہ سب کچھ بھول جاتے ہیں اس سلسلہ اظہار محبت میں ایک واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی کا سنیئے جس سے اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے سنیئے! مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک پیارے مرید نے اپنا حال اس طرح ظاہر کیا ہے۔

''میرے دل میں یہ بار بار خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا اور حضور کے نکاح میں'' اس اظہار محبت پر حضرت والا غایت درجہ مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے یہ آپ کی محبت ہے ثواب ملے گا ثواب ملے گا۔

بحوالہ اشرف السوانح ج ۲ ص ۲۸ تبلیغی جماعت ص ۶۷

انوکھی منطق :۔ میرے دوستو! اگر ہوش و حواس گم نہیں ہو گئے تو سوچئے یہ کیسی عجیب منطق ہے اگر مسلمان مل کر عید میلاد النبی کا جلسہ منعقد کریں اور اس میں محبوب علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر خیر سن کر اظہار محبت کریں اور خوشیاں منائیں تو ان کیلئے تو ثواب ہی نہ ہو مگر دوسری جانب جب تھانوی کا ایک مرید تھانوی کی منکوحہ بننے کی خواہش کر کے اپنی اس تمنا پر اظہار محبت کرے تو تھانوی صاحب مرید کے اس خیال کو اظہار محبت تصور کرتے ہوئے یوں کہنے میں دم نہ توڑے اور کہے کہ یہ تیری محبت ہے ثواب ملے گا، ثواب ملے گا، ثواب ملے گا۔ فیا للعجب ھیا للعحب اللھم احفظنا من مکا مدھم والخرافاتھم

پیشوائے پنجم :- دیوبندیوں کے پانچویں عمائد و قائد کا نام مولوی خلیل احمد ہے یہ صاحب مولوی رشید احمد گنگوھی کا دست راست ہے اور عساکر کذب کا بڑا سپہ سالار ہے تمام دیوبندیوں سے اس کا نمبر بڑا ممتاز ہے، کیوں کہ اس نے عقائد نامہ علمائے دیوبند لکھ کر ان تمام حضرات کی ترجمانی کی ہے۔

نوٹ :- دیوبندیوں کی وہ عبارات اور عقائد جو ان حضرات کے پیشواؤں نے اپنی اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھے ہیں وہ نقل کر کے علمائے حرمین الشریفین کی خدمت میں پیش کیے اور ان سے پوچھا کہ دیوبندیہ کی ان عبارات سے جو عقائد مترشح ہیں یہ حق ہیں یا باطل تو علمائے عرب نے ان عبارات کو پڑھ اور سوچ سمجھ کر تحریراً جواب دیا کہ یہ عقائد سراسر بے بنیاد اور غلط ہیں اور منقولہ عبارات بھی کفریہ ہیں ان عبارات کے مصنف اور ماننے والے اگر مطلع کرنے کے بعد بھی انہی عقائد پر ڈٹے رہیں تو وہ بھی کافر ہونے سے مامون نہیں رہ سکتے یہ تمام تفاصیل معلوم کرنی ہو تو ''حسام الحرمین'' کو پڑھئے جب ان علماء حرمین کے جواب کو دیوبندیوں نے دیکھا تو دیوبندیوں نے اپنے بچاؤ کی صورت یہ بنائی کہ یہ کام مولوی خلیل سرانجام دے اور ہم کو اس دلدل سے نکال لے بس یہی بچاؤ کی صورت ہے وگرنہ ان علمائے حرمین کی زد سے بچنا بڑا مشکل ہے اب جب یہ طے پایا کہ مولانا خلیل صاحب ہی کوئی صورت پیدا کریں تو موصوف نے ایک کتابچہ عقائد علمائے دیوبند بنام ''المہند'' ترتیب دیا جس پر اور چالیس دیوبندی علماؤں کے دستخط بھی ہیں۔ ملاں موصوف نے بڑی چابکدستی اور دلیری سے کذب وافتری کا نقاب اوڑھ

کر ان عبارات کا صاف انکار کر دیا اور کہا یہ عبارات ہماری کسی کتاب میں نہیں ہیں جو ہماری طرف منسوب کر کے لکھی گئی ہیں حالانکہ وہ عبارات جن کا صاف انکار کیا جا رہا ہے اب بھی موجود ہیں دیکھئے تحذیر الناس کا ص ۳، ص ۱۷، ص ۲۸ اور حفظ الایمان تغیر العنوان ص ۱۳/۸ براہین قاطعہ کا ص ۵۱-۵۲ مگر حیران کن یہ بات ہے کہ یہی کتابیں جن میں یہ عبارات موجود ہیں بازار سے دستیاب ہیں اور ان میں یہی تحریرات موجود ہیں جن کا انکار ہو رہا ہے۔ آیئے اب اسی پیشوائے پنجم دیوبندیہ کی کتاب کے چند اقتباسات سنئے اور اس علامہ کے علمی جواہر ریزے دیکھئے جن سے موصوف کے گستاخ ہونے کا منظر سامنے ابھر آئے گا۔

(۱) شیطان اور ملک الموت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور شیطان و ملک الموت کیلئے محیط زمین کی وسعت علم دلیل شرعی سے ثابت ہے اور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے اس مفہوم کو مولوی خلیل احمد نے اس طرح لکھا ہے۔

"الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر دو عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

براہین قاطعہ ص ۵۱

(۲) ''اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

براہین قاطعہ ص ۵۲

(۳) پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کہنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بھی بڑھ کر ہوئے۔

براہین قاطعہ ص ۱۴۸

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی روایت کرتے ہیں آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔

براہین قاطعہ ص ۵۱

(۵) ایصال ثواب کی غرض سے کھانے کو سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ یا قرآن پاک کا کچھ حصہ پڑھ کر ہدیہ میت کو کرنا رسم ہنود کہتا ہے لکھتا ہے۔ ''تشبیہ ہنود کا بھی اس میں مقر ہے کیوں کہ تمام ہنود میں رسم ہے اور ان کا یہ شعار ہے کہ طعام پر بید پڑھواتے ہیں جس کا دل چاہے ہنود سے تحقیق کر لے .... پس مفتیان دیندار .... رسم ہنود کہیں بہت بجا اور حق ہے''

براہین قاطعہ ص ۷۹

براہین قاطعہ جیسی پوہڑ کتاب جس وقت منظر عام پر آئی تو علمائے کرام نے اس کے مسکت جواب لکھے چنانچہ اسی سلسلہ میں مولانا

غلام دستگیر قصوریؒ اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے مابین ریاست بہاول پور کے مقام پر ایک تاریخی مناظرہ بھی ہوا تھا اس مناظرہ کی مختصر روداد پیش خدمت کی جاتی ہے۔

مناظرہ:- ان ہی دنوں میں مولوی خلیل احمد ہندوستان سے وہابیت لے کر ریاست بہاولپور میں وارد ہوا یاد رہے قبل ازیں ریاست بہاولپور وہابیت سے بالکل پاکیزہ تھی تمام کے تمام لوگ مذہب حقہ پر متحد و متفق اور ان لوگوں کی اکثر نسبت پیر چاچڑاں شریف حضرت غلام فرید چشتیؒ سے تھی ریاست کا نواب بھی صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت تھا اور اس کی نسبت بھی حضرت غلام فرید چشتی سے تھی جب ملاں سہارن پوری نے وہابیت کے اصولوں کی تبلیغ شروع کی تو فوراً والی ریاست نے مولوی غلام دستگیر قصوری کو بہاولپور میں بلایا اور ۱۳۰۶ھ میں مولوی خلیل سے مناظرہ کروادیا اس مناظرہ میں بطور حکم اپنے پیر صاحب کو مدعو کیا اور مناظرہ کی صدارت کے فرائض بھی سر انجام دینے کیلئے عرض کیا پیر صاحب نے بھی مناظر کی صدارت منظور کر کے ہر دو علماؤں کے مناظرہ کی سماعت کر کے یہ فیصلہ دیا کہ مولوی خلیل احمد کا عقید وہابیانہ ہے اور یہ بے ادب سے مولوی غلام دستگیر کے مسائل درست اور معیار اسلام پر ہیں نتیجہ یہ کہ خلیل احمد نے شکست کھائی چنانچہ اسی شکست کی وجہ سے ہی خلیل احمد کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو وہ رات کے وقت مفرور ہو کر شب کو چلنے والی گاڑی پر سوار ہو کر ریاست سے بھاگ نکلا۔

تذکرہ الخلیل ص ۹۳ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۶۳

پیشوائے ششم:- اس کا نام مولوی حسین علی واں بھچروی ہے اس نے

ہمارے علاقہ یعنی پنجاب میں وہابیت کا پودا تقریباً اسی نے پروان چڑھایا ہے موضع واں[1] ضلع میانوالی کا ایک گاؤں ہے اس کے ایک زمین دار گھرانے میں مولوی حسین علی پیدا ہوا ان کا باپ میاں محمد اور دادا میاں عبداللہ (دلہ) ایک سیدھے سادھے صحیح العقیدہ مسلمان تھے لیکن بدقسمتی سے یہ ان کا فرزند حسین علی دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے ہندوستان میں جا پہنچا اور وہاں جاکر مولوی محمد حسن کانپوری پھر مولوی مظہر دیوبندی سے تعلیم حاصل کرنی شروع کی اس کے بعد رئیس الوہابیہ رشید احمد گنگوھی سے تعلیم کی تکمیل کی پھر گھر واپس لوٹے یہاں پہنچتے ہی وہابیت کا پرچار شروع کر دیا گویا مولوی حسین علی نے بھی سابقہ دیوبندیہ سپوتوں کی طرح خوب نمبر لئے اور نہایت بے ادب اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہوا فی زمانہ مولوی غلام اللہ خاں راول پنڈی والا اسی کا تیار کردہ اسلام پر کفر باز بمبار تھا۔ مولوی حسین علی جناب عمدۃ الواصلین قدوۃ السالکین حضرت محمد عثمان صاحب سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف کے خلیفہ مجاز تھے مگر اعتقاد غیر مقلدانہ رکھتے تھے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے بھی منکر تھے اور سلسلہ چشتیہ کے بھی سخت مخالف تھے۔

مہر منیر ص ۷۴۳

---

[1] نکتہ عجیبہ: ۔ حضرت پیر طریقت رہبر شریعت حافظ مولانا سید فخر الدین شاہ صاحب زیب استانہ عالیہ وڑچھ شریف نے بوقت ملاحظہ نسخہ ہذا ایک عجیب وغریب نکتہ بیان فرمایا ناچیز مولف اسے ہدیہ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا نجد کے حرف (نجد یہ وہ ہی نجد ہے جسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا برکت

مولوی حسین علی نے جب اپنے دور میں ضلع میانوالی کے مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کر کے وہابی بنانا شروع کیا تو علمائے ربانیین نے اس کے خیالات وعقائد کارد بلیغ کرنے کیلئے مختلف مقامات پر اسے ذلتیں دیں تقریباً ۱۹۲۰ء واں بھچراں کے طبقہ رؤسا ملک صاحبان نے مولوی حسین علی کے فتنہ وہابیت کے استیصال کرنے کیلئے شہنشاہ ولایت پیر ہدایت سیدی و مرشدی مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا پیر صاحب کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دی جس وقت اس دعوت نامے کی خبر مولوی حسین علی کو ہوئی تو اس نے بھی اپنے رعب کو برقرار رکھنے کیلئے پیر صاحب کی طرف تحریراً اطلاع دی اس تحریر میں لکھا کہ جب آپ یہاں آئیں گے تو آپ کے ساتھ ایک فیصلہ کن مناظرہ کیا جائیگا اب اس مناظرہ کی مختصر کہانی پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیے۔

سے محروم رکھا اور اسی علاقہ میں محمد ابن عبدالوہاب موسس مذہب وہابی کا ظہور ہوا) بحساب ابجد یعنی ن ۵۰ + ج ۳ + د ۴ کے اعداد جملہ ستاون ہوتے ہیں بعینہ اس طرح واں کے حروف (واں بھچراں جو غربی پنجاب ضلع میانوالی میں واقع ہے یہ مولوی حسین علی کا مسکن ہے غالباً جو اس علاقہ کا موسس مذہب وہابیہ ہے) بحساب ابجد یعنی و ۶ + ا ۱ + ن ۵۰ کے اعداد بھی مجموعہ کے لحاظ سے ستاون ہی ہوتے ہیں جس سے یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ نجد اور واں کے عددی تناسب نے ثابت کر دیا کہ پہلے وہابی مذہب نامہذب نجد سے ظاہر ہوا پھر واں میں مولوی حسین علی نے اسی مذہب وہابی کی ترویج کی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ ان کے گندے عقائد سے بچائے آمین۔

مناظرہ مابین سیدی و مرشدی پیر مہر علی شاہ گولڑوی و حسین علی واں بھچراں

وعدہ موعودہ کے مطابق روٗسان واں نے پیر صاحب کو منگوالیا آپ کے ہمراہ مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی تھے آتے ہی آپ ملک مظفر بھچر کے ڈیرہ پر تشریف لے گئے اور وہاں ہی آپ کی قیام گاہ بنی ہوئی تھی اس کے بعد مولوی حسین علی کو بلوا کر مناظرہ شروع کروادیا چنانچہ مولانا فیض احمد فیضی صاحب اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"...... مولوی غلام محمد گھوٹوی کہتے ہیں حضرت نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم مولوی حسین علی کے پاس بیٹھ جاؤ میں حسب ارشاد ان کے پاس جا بیٹھا مولوی حسین علی کی دائیں جانب مولوی فضل کریم بندیالوی اور بائیں جانب میں (مولوی غلام محمد صاحب) بیٹھا تھا۔ حضرت نے مولانا کی طرف منہ مبارک پھیر کر فرمایا مولوی صاحب آیہ مبارکہ قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ ؕ اس پر آپ کا ایمان ہے مولوی صاحب نے فرمایا جی ہاں آپ نے فرمایا ایمان نام ہے تصدیق ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اور تصدیق کی چھ قسمیں ہیں ان میں پانچ مردود ہیں اور ایک مقبول وہ کیا کیا ہیں اس کے بعد حضرت نے اس موضوع پر مختصر تقریر فرمائی۔

مہر منیر ص ۲۳۹

تقریر تاجدار گولڑہ شریف :- حضرت گولڑویؒ کی تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم ماکان ومایکون کے قائلین

آپ کے نزدیک اگر مسلمان ہیں تو نزاع ہی نہیں اگر کفر ہیں تو کفر ایمان کی ضد ہے اور ایمان سے تصدیق ہے اور تصدیق چھ قسم کی ہیں جن میں سے ایمان شرعی میں فقط ایک قسم ہے جو مقبول ہے اور باقی پانچ مردود ہیں ان کے اقسام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتائیں کہ قائلین علم ماکان و مایکون میں کونسی قسم نہیں پائی جاتی اور آپ میں وہ پائی جاتی ہے جس بناء پر آپ انہیں کافر کہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے آیہ شریفہ مندرجہ بالا قل لا یعلم.........اور اس آیہ کے معارض آیہ فلایظھر علی غیبہ احدا، من ارتضی من الرسول وغیرہ بھی تلاوت فرمائی اس کا جواب دینے کی بجائے مولوی حسین علی صاحب سر نیچا کر کے خاموش بیٹھے رہے تقریباً پانچ منٹ گزر گئے اس پر میں (مولوی غلام محمد صاحب) اور مولوی فضل کریم نے کہا آپ خاموش ہیں اور میدان مناظرہ گرم ہے کچھ منہ سے بولئے چپ کا وقت نہیں مولوی صاحب نے سر اٹھایا حضرت نے پھر تقریر شروع کی اور مولوی حسین علی پھر مراقبے میں چلے گئے اور حضرت نے تقریر ذرا بسط سے فرمائی مگر مولوی صاحب کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو چپ چاپ رہے آخر ہم دونوں نے پھر انہیں متوجہ کرنے کی کوشش کی تو مولوی صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں معمولی ملاں ہوں موٹے موٹے مسائل جانتا ہوں ان باریکیوں کو میں نہیں جانتا اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے میں (مولوی غلام محمد صاحب) اور مولوی فضل کریم نے بٹھانا چاہا مگر مولوی صاحب نہ رکے تیزی سے باہر نکل گئے۔

مہر منیر ص ۲۴۰

نوٹ :- مولوی حسین علی حضرت علامہ سیدی مرشدی فاضل گولڑوی کے مناظرہ میں پہلے مرحلے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور زباں حال سے کہا کہ میں معمولی ملاں ہوں اتنی باریکیوں کو نہیں جانتا پھر خاموشی سے راہ فرار اختیار کی بعض مشاہدین مناظرہ کا کہنا ہے کہ جس وقت مولوی تیزی سے مجلس مناظرہ چھوڑ کر چلے گئے تو ان پر علامہ گولڑوی کا رعب اس قدر چھایا ہوا تھا کہ مولوی حسین علی کی چادر بوجہ خوف وہراس پسینے سے تربہ تر تھی بعض تو کچھ اور .... بھی کہتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

مولانا محب النبی صدر مدرس مدرسہ غوثیہ کا بیان ہے کہ بعض متوسلین کے ایما پر پیر صاحب نے تصدیقات کی تعریف اپنی زبانی یوں بیان فرمائی۔

اول تصدیق :- بذلتہٖ ہے یعنی کسی صفت یا دلیل کے بغیر مان لینا۔

دوم تصدیق :- بنعت ذلتہٖ ہے مثلاً ولئن سالتھم من خلق اسماوات۔

سوم تصدیق :- مثلاً ایک تکلیف پیش آئی جو خدا کے نام لینے سے ٹل گئی یہ ایک حال پیدا ہو گیا جس میں دل خود بخود اپنے حال کی وجہ سے تصدیق کرنے لگا۔

چہارم تصدیق بربہٖ :- ہے جسے عالم کی پرورش اور ربوبیت عامہ کو دیکھ کر ماننا۔

پنجم تصدیق بنعت ربہٖ :- اس کی ربوبیت خاصہ کو دیکھ کر تصدیق جیسے پتھر میں کیڑے کو رزق دینا ذاتی احسان کا خیال آیا یا احسان کے زیر تجربہ

آنے پر تصدیق۔
ششم تصدیق بامر ربہ :- اللہ کے حکم کی وجہ سے تصدیق یہی تصدیق مقبول ہے پہلی پانچوں جبری ہیں فقط چھٹی اختیاری ہے اور ایمان اختیاری ہی مقبول ہے۔

اے میرے مخلص بھائیو! آپ کو چھٹے پیشوائے دیوبندیہ کا ابلاغ علم تو ضرور معلوم ہو گیا ہو گا اب آیئے اور چند عقائد دیوبندیہ ملاحظہ فرمائیے تاکہ یہ معلوم ہو جائے دیوبندی کوئی الگ شے نہیں ہے بلکہ یہ بھی سب وہابی ہیں۔

عقیدہ نمبرا:-
دیوبندی عقائد:- (ا) انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو جو کوئی وکیل اور سفارشی سمجھے گو اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

تقویۃ الایمان ص۶

عقیدہ نمبر ۲:- غیب کی بات اللہ جانتا ہے رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو کیا خبر۔

تقویۃ الایمان ص ۳۴

عقیدہ نمبر ۳:- کسی (نبی، ولی، پیر امام شہید) کی قبر پر یا کسی کے تھان پر جانا اور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔

تقویۃ الایمان صفہ ۲۳

عقیدہ نمبر ۴:۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان باندھا کہ آپ نے فرمایا ہے "میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

تقویۃ الایمان ص ۳۵

فائدہ:۔ حدیث پاک کی کسی کتاب میں یہ حدیث مروی نہیں ہے جس کا ترجمہ یہ بنالیا گیا ہے کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں بلکہ اس کے برعکس ابن ماجہ شریف جو صحاح ستہ میں شامل ہے اس میں یہ حدیث موجود ہے نبیُّ اللّٰہِ حَيٌّ یُرْزَقُ یعنی اللہ پاک کے بھیجے ہوئے نبی زندہ ہیں اور وہ رزق دیے جاتے ہیں اور طبرانی شریف میں مروی ہے اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ ان تا کل اجساد الانبیاء بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو زمین پر حرام کردیا گیا ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اب ناچیز مولف ذریت وہابیہ کو چیلنج کرتا ہے کہ تمام اکابر و اصاغر مل بیٹھ کر کوئی ایک ایسی حدیث تلاش کر لائیں جس کا ترجمہ یہ ہو سکے جیسا کہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے مگر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ ان سے کبھی نہ ہو سکا ہے نہ ہو سکے گا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

عقیدہ نمبر ۵:۔ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن کن کے حکم

سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی اور جن اور فرشتے اور جبرائیل اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

تقویت الایمان ص ۱۸

عقیدہ نمبر ۶ :- اللہ کا سا علم اور کیلئے ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے.......... خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کی اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

تقویۃ الایمان ص ۷

عقیدہ نمبر ۷ :- ایک ختم ہے اس میں یوں پڑھتے ہیں "یا عبد القادر جیلانی شیاء للہ غرضیکہ ایسا لفظ منہ سے نہ بولے جس سے بو شرک کی آوے یا بے ادبی کی آوے۔

تقویۃ الایمان ص ۳۳

عقیدہ نمبر ۸ :- سو اس (نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

تقویۃ الایمان ص ۳۵

عقیدہ نمبر ۹ :- نفس بشریت میں مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہیں .... بنی آدم ہونیکی وجہ سے آپ کو بھائی کہا تو خلاف نص کے کہہ دیا

براہین قاطعہ ص ۳

عقیدہ نمبر ۱۰ :- انعقاد مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۲۶

اے ناظرین صاحبان! اب یہاں سے ورق الٹ کر وہابی نجدی عقائد اور

دیوبندی عقائد کا موازنہ کر لیجئے گا تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ فی الواقعہ یہ دونوں مسلک دو قالب یک جان ہیں اب یہاں تقویۃ الایمان کا جائزہ لئے چلتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ اس کتاب کی دیوبندیوں کے نزدیک کتنی اہمیت حاصل ہے اور اس کتاب کے متعلق صاحب کتاب کے قریبی رشتہ دار کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ مولوی اسماعیل دھلوی جس کو شہید کا لقب دیا جاتا ہے حالانکہ ہماری نگاہ میں شہید نہیں بلکہ قتیل ہے بہر حال تقویت الایمان نامی کتاب اسی اسماعیل کی تصنیف جو دراصل ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا خلاصہ ہی ہے یا یوں جانئے کہ کتاب التوحید بزبان عربی ہے اور تقویۃ الایمان بزبان اردو ہے اس کتاب میں اول سے لے کر آخر تک جو لکھا ہے اس کی تعلیم سے کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا بلکہ سب کے سب کافر و مشرک ہو جاتے ہیں حتی کہ مصنف صاحب خود بھی اپنے فتووں کی زد سے محفوظ نہیں رہ سکتے یہ عقائد نامہ جو ابھی بیان ہوا ہے اسی کتاب تقویۃ الایمان سے نقل شدہ ہے جو در حقیقت تقویت الایمان نہیں بلکہ تفویت الایمان ہے دیوبندی حضرات اس کتاب کی تعلیم کو عین اسلامی تعلیم سمجھتے ہیں اور اس کتاب کی بے حد تعریف، توصیف و مدح خوانی کرتے ہیں۔

تقویت الایمان:۔ یہ وہ کتاب ہے جس پر دیوبندیوں کے عقائد کی دیوار مستعد ہے تمام دیوبندی حضرات اس کتاب کی مدح خوانی میں رطب السان ہیں چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی اس کے متعلق یوں بیان کرتے ہیں۔ "کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک وبدعت میں لاجواب کتاب ہے اور اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین

اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۵۲

نوٹ :- لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ دیکھا جناب تقویۃ الایمان وہ کتاب ہے جس کی سطر سطر سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی بے ادبی اور گستاخی ٹپکتی ہے اسی کتاب کو دیوبندی صاحبان عین اسلام ہی سمجھتے ہیں حالانکہ جو اس کتاب کے مولف و مصنف ہیں وہ خود لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا گیا ہے بعض جگہ تیز الفاظ اور تشدد بھی ہو گیا ہے اس کے شائع ہونے پر تشدد بھی ہوگا وغیرہ وغیرہ دیکھئے۔

ارواح ثلاثہ حکایت نمبر ۵۹ ص ۱۰۳

جو مولوی اشرف علی تھانوی کی تالیف شدہ ہے اور اس سے تقویۃ الایمان کی حقیقت کھل جائے گی قدرت خداوندی دیکھئے ایک طرف فاضلان دیوبند اس کتاب کو رشد و ہدایت کا ذریعہ سمجھ کر دانتوں سے پکڑے ہوئے ہیں دوسری جانب اسماعیل کے قریبی رشتہ دار اسی کتاب کو ذلالت و گمراہی کا سبب بیان کرتے ہیں چنانچہ سیف الجبار میں مولانا رضا علی صاحب کا ایک مضمون درج ہے وہ کہتا ہے "کہا مولوی مخصوص اللہ نے (مخصوص اللہ صاحب شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے صاحبزادہ ہیں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے برادرزادہ ہیں) کہ اس (اسماعیل دہلوی) کا رسالہ تقویۃ الایمان عمل نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ کا ہے اور غاوی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں یہ دو شخص مولوی اسماعیل اور مولوی اسحاق ایسے

پیدا ہوئے کہ دونوں کے امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے چھن گیا تھا مانند قول مشہور ہے۔ ع

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ایسے ہی زندیق ہو گئے

تحقیق الحقیقت ص ۱۴۳ بحوالہ سیف الجبار ص ۲۱۰

اے تقویۃ الایمان پر ایمان رکھنے والو! اور اس کتاب کی تعلیم کو عین اسلام کہنے والو! ذرا سوچو تو سہی کہ جس کتاب کا خود مولف یہ خدشہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں بعض جگہ تشدد بعض جگہ تیز الفاظ اور شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا گیا ہے اس پر شورش کا خطرہ ہے گھر والے مصنف کو زندیق اور اس کی کتاب کو برائی اور بگاڑ کا مجموعہ کہتے ہیں۔ مگر اسی کتاب کو تم حق و سچ اور عین اسلام سمجھتے ہو سچ ہے کہ ع

"پیر نمے پرند مریدان مے پرانند"

یہ تھی داستان تقویت الایمان اب آگے چلتے ہیں یہاں تک تو دیوبندیوں کے عمائدین ستہ کا ذاتی تعارف تھا اور اب ان کے اجتماعی اصول سنیئے جن اصولوں کے پیش نظر نہ عظمت الٰہیہ محفوظ رہ سکی اور نہ عزت و حرمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نہ ہی عزت واحترام اولیاء کرام چین پا سکا۔ اسی طرح نہ شان اہل بیعت رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خوں چکار قلم سے مامون و محفوظ رہ سکی اور ستم بر بالائے ستم یہ کہ ہر جگہ مسلمانوں پر شرک و کفر کی توپ چلا کر ان کو کافر و مشرک قبر پرست۔ پیر پرست اور نہ جانے کیسے کیسے قبیح الفاظوں سے نوازا جا رہا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے وہ

عبارات ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں جن سے توہین الٰہی کا مفہوم مترشح ہوتا ہے۔

توہین الٰہی :۔اس شہنشاہ کی تو شان ہے کہ ایک آن ہی ایک کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے اور جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

تقویۃ الایمان ص ۱۸

نوٹ :۔اہل سنت (بریلوی) کے نزدیک حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل و نظیر کے پیدا کرنے سے قدرت و مشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدائش میں تمام انبیاء سے حقیقتاً اول ہیں اور بعثت آپ کی تمام انبیاء سے آخر ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں سو ظاہر ہے کہ جس طرح اول حقیقی میں تعدد محال بالذات ہے اسی طرح ختم الانبیاء ہونے میں بھی تعدد محال اور ممتنع ہے۔ لذا بۃ

اگر مثل و نظیر کے امکان کا عقیدہ اپنایا جائے تو مطابق ارشاد ربانی "وَلٰكِنْ الرَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّنِ۔" کے منافی ہے کیونکہ اگر اسکو تسلیم کر لیا جائے تو قول خداوندی کا جھوٹ ہونا ثابت ہوتا ہے مگر اللہ سے جھوٹ کا صادر ہونا محال ہے اور محال تحت قدرت بھی نہیں ہے جیسا کہ علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر روح البیان جلد ا ص ۹۲۸ میں لکھتے ہیں "اَلْمُحَالُ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ قُدْرَتِهٖ وَلَا يَلْزِمُ مِنْ ذَالِكَ النُّقْصِ فِيْ الْقَادِرِ" یعنی محال عادی تحت قدرت نہیں اور نہ اس سے قدرت خداوندی میں کوئی نقص ہے ایسا ہی کتب فقہ المسامرہ ص ۱۸۰

ج ۳ میں بھی لکھا ہے اس مرقومہ عبارت کو بے غبار کرنے کے لئے اسماعیل دہلوی صاحب خداوند کریم کے جھوٹ کو اسی طرح ثابت کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

(۲) اگر مرا از محال ممتنع لزاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست لانسلم کہ کذب مذکورہ محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقا آں بر ملائکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست الالازم آید کہ قدرت انسانی زائد از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقعہ والقا آں بر مخاطبین در قدرت اکثرافراد انسانی است۔

رسالہ یکروزہ اسماعیل دہلوی ص ۱۷۔۲۱۷

یعنی اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ کے خداتعالی کے تحت قدرت نہیں تو ہم یہ نہیں مانتے کہ یہ جھوٹ ممتنع لذاتہ ہو کیونکہ کوئی جھوٹی بات فرشتوں کے واسطے سے نبیوں کو پہنچانی خدا کی قدرت سے باہر نہیں ورنہ آدمی کی قدرت کا خدا کی قدرت سے بڑھ کر ہونا لازم آتا ہے۔اسلئے کہ بہت سے آدمی جھوٹی بات بنا کر لوگوں کو سنا دینے پر قادر ہے۔

نوٹ :۔اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اگر جھوٹ کا پایا جانا خدا تعالی میں تسلیم نہ کیا جائے تو خدا کی قدرت انسانوں کی قدرت سے کم ثابت ہوتی ہے۔اس وہابیہ اصول پر اگرچہ اعتماد کر ہی لیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے مثلاً کھانا ،پینا،سونا،پاخانہ کرنا،چوری کرنا، جھوٹ بولنا وغیرہ وغیرہ تو خدا کیلئے بھی یہ سب کچھ ممکن ہوگا مگر اللہ تعالی ان مجموعہ صفات سے بالکل منزہ ہے اور پاک ہے۔

استغفر اللہ! اللہ مجدہ الکریم کے مقدسہ صفات عالیہ کو مخلوق سے

اشتباہ کرنا، توہین اور سنگین قسم کی گستاخی نہیں تو اور کیا ہے۔
(۳) امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۰۷

نوٹ :-کذب (جھوٹ) ایک ایسا قبیح فعل ہے جس سے ابزد تقدس تعالیٰ کی ذات و صفات بالکل منزہ ہے کیونکہ جھوٹ نقص ہے عیب ہے اور یہ محال عقلی ہے جو زیر قدرت بھی نہیں ہے۔ معززین کرام نے اس مسئلہ پر شرح و بسط سے گفتگو فرمائی ہے چنانچہ حضرت علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْکِذْبَ وَ الْخَلْفَ فِیْ قَوْلِہٖ مُحَالٌ تفسیر کبیر زیر آمہ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا اور علامہ قاضی امام عبد الرحمان تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں۔ فَاِنَّہٗ لَا یَتِطَرَقُ الْکِذْبَ اِلیٰ خَبْرِہٖ بِوَجْھِہٖ لِاَنَّہٗ نُقْصٌ وَھُوَ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مُحَالٌ۔ یعنی امام رازیؒ فرماتے ہیں کذب اور خلف (وعدہ خلافی) اللہ تعالیٰ کے قول میں محال ہے اور بیضاوی میں قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ اس بات کی نفی ہے کہ کوئی خدا سے زیادہ سچا نہیں اسلئے کہ جھوٹ خدا کی طرف راہ نہیں پاتا اس وجہ سے کہ جھوٹ عیب ہے اور خدا تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ معتزلہ کی تردید میں فرماتے ہیں۔ فَقَدْ جَوَّزْ وَالْکِذْبَ ھٰذا خَطَاءٌ عَظِیْمٌ بَلْ یُقَرِّبَ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْر فَاِنَّ الْعُقَلَاءُ اِجْمَعُو اعلیٰ اَنَّہٗ تعالیٰ مُنْزِہٖ عَلٰی عَنِ الْکِذْبِ انتی

بیشک (معتزلہ) نے کذب کو جائز کیا اور یہ بہت بڑی خطا ہے بلکہ قریب الی الکفر ہے اس واسطے عاقلوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ

تعالی کذب سے منزہ ہے۔ علامہ علاء الدین بغدادیؒ تفسیر خازن میں اسی آیہ کے تحت رقم کرتے ہیں۔ اَیْ لَاْ اَحَدٌ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ تعالیٰ فَاِنَّہٗ لَاْ یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا یَجُوْزُ عَلَیْہِ الْکِذْبُ انتھی۔ یعنی نہیں ہے کوئی زیادہ سچا اللہ سے اس لئے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ ہی اس پر کذب جائز ہے۔ لہٰذا تمام مفسرین کرام کا اس پر اجماع ہے اور ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ یہ عقیدہ صرف اہل اسلام ہی کا نہیں بلکہ اہل ملل (یہودی۔ نصرانی) اور ہر سمجھدار کافر بھی اتفاق کئے ہوئے ہے جیسے نبراس شرح عقائد میں لکھا ہے۔ وَاَعْلَمُ اِنَّ اَھْلُ الْمَلَلَ اِجْمَعُوْ اعلی اَنَّ الْکَذِبَ مِنَ اللّٰہِ مَحَالٌ۔ ص ۲۱۹

یعنی تمام ملت والوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالی سے جھوٹ کا صادر ہونا محال عقلی ہے۔ پس ان بزرگان دین کے اقوالات سے معلوم ہوا کہ اللہ مجدہ الکریم کو جھوٹا تصور کرنے میں انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے گویا اس سلسلہ میں علامہ رازی فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْمُومِنَ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَّتَعَلَّقَ بِاللّٰہِ الْکِذْبَ یَخْرُجُ بِذَالِکَ عَنِ الْاِیْمَانِ۔ تفسیر کبیر جلد ۵ یعنی مومن کیلئے کوئی جواز نہیں کہ اللہ کے متعلق کذب کا گمان کرے ورنہ اس کا قائل بے ایمان ہو جائے گا۔

(۴) امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے ایک خوش نما دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ اسماعیل دہلوی کی پشت پناہی کر سکے لیکن یہ بھی ادھر اُدھر کی مارتے رہے مگر کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکے بلکہ اپنے ایمان ہی کو ضائع کرتے رہے۔ اب اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے توضیح عرض کی جاتی ہے۔

وضاحت:- کسی جرم پر کسی سزا کا مقرر کرنا وعید ہے اور کسی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری پر انعام واکرام کا اعلان کرنا وعدہ ہے اب وعید اور وعد کی تعریف معلوم ہونے کے بعد خوب سمجھ لیں کہ خلف وعد یعنی وعد خلافی کرنا یہ ایک عیب ہے اور نقص ہے اللہ مجدہ الکریم اس نقص وعیب سے پاک ہے اور کسی جرم کے کرنے والے کو جرم کی سزا نہ دینا اور معاف کر دینا یہ عیب نہیں اور نہ ہی نقص ہے بلکہ یہ ایک رحم و کرم کی بات ہے جس کو خلف وعید کہا جاتا ہے اشاعرہ صاحباں اسی خلف وعید کے قائل ہیں کیونکہ یہ عیب و نقص نہیں جو لوگ اس کے عدم جواز کے قائل ہیں ان کی مراد کفار کی وعید ہے اب واضح ہو گیا ہے کہ اشاعرہ کے نزدیک معنیٰ جواز خلف وعیدہ کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے وعدے اور ارادے کے مطابق گنہگار کو بھی بخش دے گا اس جگہ نہ جھوٹ کا ہونا ثابت ہے نہ ہی یہ خلف وعید کی فرع ہے بلکہ بہ اعتبار ظاہر کے مجازاً اس کا نام خلف وعید رکھا گیا ہے۔ اس کو خوب سمجھنے کی غرض سے ایک اور مثال عرض کئے دیتا ہوں جس سے اور بھی تسلی اور تشفی ہو جائے گی۔

مثال:- ایک بادشاہ اگر میدان جنگ کی کسی خاص جانبازی پر کوئی انعام مقرر کر دے اور کوئی سپاہی اس جنگ میں پوری جانبازی سے کام لے پھر بادشاہ اس کو انعام نہ دے تو اس کو خلف وعدہ یعنی وعدہ خلافی کہا جائے گا اور ساتھ ہی بادشاہ کو بدنام کیا جائیگا اور اگر وہ ہی بادشاہ اعلان کر دے کہ میدان جنگ میں دشمن کے بالمقابل جو جاں بچا کر بھاگ نکلے گا تو اس کو میں پھانسی دے دوں گا پھر کوئی سپاہی جان بچا کر جنگ سے بھاگ نکلے اور

اپنی جان بچالے پھر وہ ہی بادشاہ اس سپاہی کے بال بچوں پر رحم وکرم کرتے ہوئے پھانسی نہ دے تو کوئی عاقل یہ نہیں کہے گا کہ بادشاہ نے وعدہ خلافی کی ہے بلکہ وہ تو یہ کہے گا کہ بادشاہ نے اس سپاہی پر رحم وکرم کیا ہے اور یہ کہ اس کی جان بخشی کر دی ہے لہٰذا یہی خلف وعید کا مفہوم ہے یہ عیب نہیں بلکہ رحم وکرم کا کمال ہے اب تو اس مسئلہ کی نوعیت کو آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ جس کی آڑ لے کر دیوبندی پیشوائے پنجم مولوی خلیل احمد نے جو امکان کذب کو خلف وعید کی فرع بیان کی اور رب کریم کی طرف جھوٹ کو زیر قدرت ہونے کی ناکام کوشش کی ہے یہی توہین خداوندی ہے یہاں ایک مسئلہ بھی سن لیجیے۔

مسئلہ :۔اللہ تعالیٰ نے گناہ گاروں کیلئے جن سزاؤں کا اعلان کیا ہے ان کے خلاف ہو سکتا ہے یا نہیں تو اس کا جواب علمائے کرام نے یہ دیا ہے چنانچہ علامہ شامی نے ردالمختار میں لکھا ہے جسے خلیل احمد نے بھی براہین قاطعہ کے صفحہ نمبر دو پر نقل کیا ہے۔"هَلْ يَجُوْزُ خَلَفَ فِي الْوَعِيْدَ فَظَاهِرُ هَا فِي الْمَوَاقِفِ وَالْمَقَاصِدِ اِنَّ الْاَشَاعِرَةَ قَائِلُوْنَ بِجَوَازِهِ لَاْ يَعِدُ نقصاً بَلْ جوداً وكَرَماً" یعنی پس کتاب مواقف اور مقاصد کی عبارت سے ظاہر ہے اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں کہ وعید کے خلاف ہو سکتا ہے کیوں کہ گنہگاروں کیلئے جو وعیدیں فرمائی گئی ہیں ان کو ان سے معاف کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ اس طرح کرنا نقص نہیں سمجھا جائے گا بلکہ اللہ مجدہ الکریم کی بخشش اور کرم نوازی تصور کی جائیگی پس معلوم ہوا کہ خلف وعید ہر گز کذب نہیں لیکن دیوبندیوں کے پیشوائے پنجم نے اس خلف وعید کو کذب سمجھ رکھا ہے اس لئے لکھ مارا ہے کہ کذب خلف

وعید کی فرع سے اب آپ ہی سوچیں کہ کذب جیسی مکروہ اور قبیح صفت سے رب کائنات متصف کرنا گستاخی اور توہین ہے یا نہیں ناچیز کے نزدیک تو گستاخی ہی گستاخی ہے۔

(۵) انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو اس کا کوئی علم نہیں کہ کیا کریں گے اللہ کو ان کے کرن کے بعد معلوم ہوگا۔

تفسیر بلغۃ الحیران از حسین علی واں بھچروی ص ۱۵۸-۱۵۷

نوٹ :- اہل سنت کے نزدیک علم الٰہی کا منکر خارج از اسلام ہے "مَنْ اِعْتَقَدَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ اِلاَّ شَیْءٌ قَبْلَ وَقُوْعِھَا فَھُوَ کَافِرٌ" جس شخص کا یہ اعتقاد ہو اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔ مولوی حسین علی واں بھچروی نے اس آیہ کریمہ سے مخلوق الٰہی کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے یہ حربہ اس کا بالکل ناکامیاب ہے کیونکہ آیت کریمہ "ولیعلم الدین......" اور اس قسم کی دوسری آیات و احادیث سے مجاہدین وغیر مجاہدین اور مومنین و منافقین کا امتیاز باہمی مراد ہے اور معانی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو مومنین سے اور غیر مجاہدین کو مجاہدین سے ابھی تک جدا نہیں کیا آئندہ (علم الٰہی کے مطابق) انہیں الگ کر دیا جائیگا۔ یہاں علم سے تمیز مراد ہے فلیعلمن اللہ بمنزلہ فلیمز اللہ کیلئے جسے اللہ تعالیٰ کے قول ویمنیز اللہ الخبیث من الطیب ط میں خبیث کا طیب سے جدا ہونا نصوص ہے ایسے ہی اس آیت میں (مولوی حسین علی نے نفی علم الٰہی کی دلیل سمجھی ہے) مومنین و منافقین مجاہدین اور غیر مجاہدین کا ایک دوسرے سے الگ ہونا مذکور ہے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ خدائے علیم و خبیر کو ان کا علم

ہی نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی شان تو اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ھے اور یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ وَیَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ ہے۔ یعنی وہ سینوں کے گھومنے والے تصورات کا عالم ہے اور زمین و آسمان کی مخلوق کے اسرار و اظہار کا بھی عالم ہے مگر یہاں مولوی حسین علی بھچروی کے متوسلین کا یہ کہنا کہ اس عبارت میں مولوی حسین علی صاحب نے اپنا مذہب بیان نہیں کیا بلکہ معتزلہ کا مذہب بیان کیا ہے یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے اس لئے کہ جب مولوی مذکور نے قرآن اور حدیث کو اس مذہب پر منطبق مانا تو اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا خواہ وہ معتزلہ کا مذہب ہی کیوں نہ ہو اگر کسی کا مذہب قرآن حدیث سے منطبق ہو تو اس کا انکار کیونکر کیا جا سکتا ہے پوری عبارت اس طرح ہے کہ "انسان خود مختار اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا اور آیہ قرآنی جیسا کہ ولیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں"۔

بلغۃ الحیران ص ۱۵۷-۱۵۸

ناظرین صاحبان! ذرا غور فرمائیے کہ معتزلہ کے عقیدہ کو نقل کر کے اس پر آیہ کریمہ اور احادیث کا منطبق ہونا مان لیا تو مولوی حسین علی بھی اس عقیدہ میں شامل ہو گئے اور اس پر قرینہ یہ کہ بلغۃ الحیران کی مندرجہ عبارت چیخ چیخ کر پکار رہی ہے کہ مولوی حسین علی نے اس عقیدہ کو صحیح تسلیم کیا ہے پس یہی بات رب ذوالجلال کی بارگاہ میں نہایت بے ادبی اور گستاخی ہے کیوں کہ اس میں رب کریم کے علم غیب کا انکار پنہاں ہے اب

جو گستاخانہ کلمات حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں نے لکھے ہیں ان میں سے چند ایک بھی ملاحظہ فرمائیں۔

توہین رسالت:-(۱) زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مصاحبت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے .... غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

صراط مستقیم اردو ص ۱۳۶ اور فارسی کے ص ۸۶ پر دیکھو

نوٹ:- دیکھئے! اس عبارت میں کیسے سخت مکروہ اور قبیح الفاظوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بیان کی گئی ہے اسماعیل دہلوی اور ان کے ہم مشرب لوگوں کو یہ غلط فہمی اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ انہوں نے تصور مصطفیٰ کو تصور الہ سے الگ اور غیر سمجھا ہے حالانکہ بات دراصل یہ ہے کہ خیال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیال خداوندی کا غیر نہیں بلکہ ان کا دیدار تو دیدار خداوندی ہے اور ان کا ذکر ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر اور اس کی اطاعت ہے (وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰه) اور ان بیعت اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰه) اور ان کا پھینکنا اللہ تعالیٰ کا پھینکنا ہے (وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى) اور ان کا کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى) اس قدر منزلت کے ماتحت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ عبادت وہ عبادت ہے جس میں محبوب علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت

کا تصور شامل حال ہو اس لئے ہم جب تشہد میں حضور علیہ السلام پر سلام بھیجتے ہیں تو آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا تصور کر کے ہی بطور انشاپڑھتے ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَتُه للّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ تمام فقہائے اجلہ نے ایسے ہی فرمایا ہے کہ سلام بطور حکایتاً نہ پڑھا جائے بلکہ صیغہ انشاء میں پڑھا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے تشخص کو مد نظر رکھا جائے امام محمد غزالیؒ احیاء العلوم جلد اول میں فرماتے ہیں "اِحضر فِیْ قَلْبَكَ وَ شَخْصَهٗ الْكَرِیْمَ وَ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" اور شبیر احمد عثمانی دیوبندی شارح مسلم نے بھی یہی لکھا ہے اور ملاں علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری مرقات شرح مشکوات میں لکھتے ہیں قَالَ الْغَزَالِیُ فِی الْاِحْیَاءِ قَبْلَ ذَالِكَ السَّلَامُ عَلَیْكَ اِحْضَرْ شَخْصَهٗ الْكَرِیْم فِی قَلْبَكَ وَلِیَصْدِقَ اَمْلَكٌ فِیْ اَنَّهٗ یَبْلُغَهٗ سَلَامَك وَیَرُدُّ عَلَیْكَ۔

مرقات شرح مسکواۃ جلد ۲ ص ۳۲۵

یعنی امام غزالی فرماتے ہیں (تشہد پڑھنے سے پہلے یوں کیفیت ہونی چاہئے) کہ السلام علیک پڑھنے سے پہلے اپنے دل میں حضور علیہ السلام کو حاضر کر کے سلام پڑھیں اور اس میں یہ امیدیں وابستہ رکھیں کہ تمہارا سلام ان کو پہنچ رہا ہے اور جو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم جواب دے رہے ہیں وہ تیرے سلام سے اکمل و اعلے ہے اب اس واقعہ کو حدیث سے موید کرتا ہوں تاکہ جو معروضات پیش نظر ہیں ان کی توثیق ہو جائے اور یہ عقیدہ صاف ہو جائے کہ نماز میں تعظیم رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا تصور آجانا نماز کو باطل نہیں کرتا۔

(حدیث)

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ روایت کرتے ہیں ایک دفعہ آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبیلہ عمرو بن عوف کے ہاں تشریف لے گئے وہاں سے آپ کی واپسی میں دیر ہو گئی اور ادھر نماز کا وقت آ گیا مسجد نبوی میں اذاں دے دی گئی صحابہ کرام مسجد میں جمع ہو گئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھنی شروع کر دی ابھی نماز ختم نہ ہونے پائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی تشریف لے آئے مسجد میں چونکہ نماز باجماعت شروع تھی اور آپ بھی مسجد میں پہلی صف کے قریب پہنچ گئے بعض صحابہؓ نے تالیاں بجاکر صدیق اکبرؓ کو متنبہ کرنے کیلئے اشارہ کیا تاکہ اسے نبی پاک کے آجانے کا علم ہو جائے مگر صدیق اکبر کی توجہ اس طرف مبذول نہ ہوئی (صدیق اکبر جب نماز میں مصروف ہو جاتے تو ان پر استغراقی کیفیت طاری ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے توجہ نہ کر سکے) پھر دوبارہ صدیق اکبرؓ کو توجہ دلانے کیلئے اکثر صحابہ نے تالیاں بجا بجاکر خبردار کیا تب صدیق اکبر سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لا چکے ہیں فوراً خیال آیا نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی موجودگی میں صدیق کا مصلائے امامت پر جمے رہنا ادب وایمان کے سراسر خلاف ہے الٹے پاؤں مصلائے امامت کو چھوڑ کر صف اول کی جانب پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تاکہ آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مصلائے امامت پر تشریف لائیں اور نماز کی تکمیل فرمائیں رسول خدا نے جب صدیقؓ کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو اشارہ سے فرمایا "ان

اُمکُثْ مَکَانَكَ" صدیق مصلائے امامت پر ہی کھڑے رہو مگر حضرت صدیقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی خاطر مصلائے امامت سے اتر آئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلیٰ پر تشریف لے گئے اور بقیہ نماز کی تکمیل فرمائی اور نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا اے صدیق جب مصلی پر کھڑے رہنے کی تمہیں اجازت دے دی گئی تھی تو پیچھے کیوں آ گئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ رسول خدا کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھے مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی عرف الشذی کے صفحہ نمبر ایک سو ستر پر لکھتا ہے "وَجَدْتُ هٰذَالْحَدِيْثُ فِيْ اَحَدَ عَشَرَ كِتَاباً" یعنی یہ حدیث کی گیارہ کتابوں میں پائی ہے۔

نوٹ :۔ غور فرمائیے! صدیق اکبر تو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و احترام اور تعظیم و تکریم کو ملحوظ رکھتے ہوئے بحالت نماز پیچھے چلے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مصلی خالی کر دیا صدیق اکبر کے اس فعل کو دیکھ کر نہ نبی پاک فرماتے ہیں اے صدیق! تم مشرک ہو گئے ہو تمہاری نماز فاسد ہو گئی کیوں کہ تو نے نماز میں میری تعظیم کی ہے اور بحالت نماز ہی میں میرے ادب و احترام کو برقرار رکھا یہ فعل تو نماز کو مشرک کی طرف کھینچ لیتا ہے میرے دوستو! اب انصاف تمہارے پلے ہے خود سوچ لیں اگر دیوبندیہ وہابیہ وغیرہ کی عبارت منقولہ کا یہ پہلو کہ "غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو (یعنی شیخ یا اس جیسے بزرگ خواہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کیوں نہ ہوں) وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے" درست ہوتا تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق کو جس نے آپ کی تعظیم کیلئے مصلائے امامت خالی کر دیا اور الٹے پاؤں چل کر پہلی صف میں شامل ہو گئے تھے اور جن لوگوں نے آپ کی تعظیم بجالانے کی خاطر صدیق اکبرؓ کو تالیاں بجاجا کر خبردار کیا انہیں یہ نہ فرمایا کہ اے صدیقؓ! اور اے صدیقؓ کو تالیاں بجاکر خبردار کرنے والو! تم نے سخت غلطی کھائی نماز میں میری تعظیم کا خیال آیا تم مشرک ہو گئے تمہاری نماز فاسد ہو گئی مگر ہوا یہ کہ نہ آپ ان کو نماز کے لوٹانے کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی ان پر مشرک ہونے کا فتوی لگاتے ہیں بلکہ وہی نماز جو صدیق اکبر نے پڑھائی شروع کی تھی اسی نماز کی تکمیل اس طرح فرمائی حضرت صدیق اکبر نے جو سورت قرات میں شروع کی تھی آپ نے اس صورت کو اس جگہ سے شروع کیا جہاں سے صدیق نے قرأت چھوڑی تھی۔ اس نماز کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح مکمل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فعل اس پہلو کا بطلان ہی بطلان ظاہر کرتا ہے اور اس عبارت کا دوسرا پہلو "شیخ یا اس جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالتماب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے" اس پہلو میں شیخ اور بزرگوں اور حضور علیہ اسلام کا بیل اور گدھے سے ملا کر ذکر کرنا سخت گستاخی اور بڑی توہین ہے یا نہیں ہے اور ضرور ہے۔ **اللھم نجنا من ھذا العقائد الدلوبندیة**

(۲) شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی کونسی وسعت علم کی کون سے نص قطعی ہے۔

براہین قاطعہ ص ۱۷

نوٹ :۔نص قطعی آیہ قرانیہ اور ارشاد نبویہ کی محکم دلیل اور مضبوط برہان کو کہتے ہیں دیوبندی پانچویں پیشوا کا یہ کہنا کہ کونسی نص قطعی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علمی کے ثبوت میں تو میں ایک ادنیٰ متبدی خادم العلماء وکشف برادر علمائے حق عرض کرتا ہوں سن لیجئے۔ قرآن پاک سے بڑھ کر اور کوئی نص قطعیہ نہیں ہوسکتی قرآن میں ہی تو ہے۔(۱) "وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيماً" یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو تمام ان چیزوں کا علم بخشا ہے جس کا علم پہلے سے آپ کو نہ تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر فضل عظیم ہے۔ علامہ معین الدین واعظ کاشفی تفسیر حسینی میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں "در بحر الحقائق آمداست کہ آں علم ماکان ومالکون است کہ حق تعالیٰ در شب اسری بدال حضرت عطا فرمود چنانچہ در حدیث معراج آمدہ است کہ من در زیر عرش بعدم قطرہ در حلق من ریختند فَعَلِمْتُ بِهَا مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ چنانچہ حدیث عُلِّمْتُ عِلْمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْن ازیں معنے خبر مے دہد یعنی یہ علم ماکان ومایکون ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے شب معراج میں حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا حدیث معراج میں ہے کہ میں عرش کے قریب تھا ایک قطرہ (علمیہ رحم وکرم کا) میرے حلق میں ڈالا پس میں نے اس وقت گزشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم ازبر کر لیا عُلِّمْتُ عِلْمُ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْن یہ حدیث اسی پر شاید ہے۔ یہ ہے جناب وسعت علمیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نص قطعی اور سنیئے (۲) وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ

شَهِيْدًا۔(۳) فَأَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِهٖ مَا اَوْحیٰ۔(۴) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَالٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مِنْ يَّشَاءُ(۵) وَمَا هُوَ عَلَى الغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (۶) اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَر یہ تمام آیات مشتے از خروار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وسعت علمی میں نص قطعی میں اگر مزید تفصیل مطلوب ہو تو صرف ان ہی آیات کی تفسیر ان تفاسیر میں ملاحظہ کریں۔ تفسیر عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی تفسیر خازن از علامہ علاؤالدین البغدادی تفسیر معالم التنزیل از علامہ بغوی تفسیر حسینی از علامہ واعظ کاشفی وغیرہ۔

(۳) علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

براہین قاطعہ ص ۵۲

نوٹ:۔ تمام مخلوق سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مقدس زیادہ ہے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف کو دوسروں کے علم سے کم سمجھے وہ نہایت پرلے درجہ کا بے ادب اور گستاخ ہے جیساکہ علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں ''فَاِنَّ مَنْ قَالَ فُلَانٌ اَعْلَمُ مِنْهُ صلى اللّٰه عليه وآله وسلم فَقَدْ عَابَهٗ وَنَقَصَهٗ ...... وَالْحُكْمُ فِيْهِ السَّابِ مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ هُمَا'' نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض ج ۴ ص ۳۳۵ + یعنی جس نے خدا کی کسی مخلوق کا علم حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ مانا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عیب لگایا اور آپ کے علم کی تنقیص کی ...... مخلوق خدا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم کم بتانے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو گالیاں دینے والوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس توہین نمبر ۳ سے معلوم ہوا وہابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان ملعون اور ملک الموت کے علم سے کم بتارہے ہیں اور نبی پاک کو عیب دار بنارہے ہیں یہ نبی پاک پر عیب لگانا توہین ہے اور توہین انبیاء کفر ہے۔

العیاذ باللہ من ذالک الافتریٰ

(۴) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے۔

حفظ الایمان مع تغیر العنوان ص ۱۳

نوٹ:۔ اس عبارت میں دیوبندیوں کے حکیم الامت نے نہایت ملمع سازی اور فن کاری سے کام لیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میری اس گستاخ عبارت پر یکدم کوئی لاوہ نہ پھوٹ پڑے۔ لکھنے والے کو پورا یقین تھا کہ اس کا ردعمل ضرور ہوگا اس لئے اس عبارت میں پوری جانفشانی سے ملمع سازی کی گئی اور اسے ایک چیستان بنادیا گیا مگر عشاقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کب چوکنے والی تھی جونہی یہ عبارت منظر عام پر آئی تو اہل سنت نے بادی النظر مطالعہ کیا کیوں کہ نبی پاک کی شان کا مسئلہ تھا تو سب کا پول کھل گیا اور ملمع سازی کے پرخچے اڑ گئے لکھنے والے کا سارا ابھرم ملیامیٹ ہو کر رہ گیا اور ہر خاص و عام پر واضح ہو گیا کہ یہ عبارت بے ادبی اور گستاخی سے مملو ہے۔ آمنہ کے لال کے علم کو بچوں اور پاگلوں اور چوپاؤں کے علم سے تشبیہ دی جارہی ہے۔ اہل سنت کا ہوشمند مستقبل آشنا طبقہ یہ نہ چاہتا تھا کہ آپس میں مناظرہ کی نوبت

آئے پورے اعتدال پسندی اور سنجیدگی سے تھانوی صاحب کے حامیین اور متوسلین کو سمجھانے لگے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَان۔ انسان خطا کا پتلا ہے کوئی تعجب نہیں یہ عبارت کوئی وحی الٰہی تو ہے نہیں جسے ترمیم نہ کیا جا سکے یہ سو فیصدی آپ کا حق ہے اس عبارت کو بدل کر توہین آمیز کلمات نکال کر عبارت درست کر لی جائے مگر تھانوی صاحب کے باوجود توجہ کرانے کے ادھر التفات ہی نہ کیا اور خموشی سی سادھ لی گئی۔ اس بات پر صرف بے گانے نالاں نہ تھے بلکہ یگانوں سے بھی نہ رہا گیا چنانچہ حیدر آباد دکن سے متوسلینوں نے خط لکھے اور یہی التجا پیش کی کہ اس عبارت میں ترمیم ہونی چاہئے یہ خود تھانوی صاحب کا بیان ہے مری طرف حیدر آباد سے مورخہ صفر ۱۳۴۲ھ کو ایک خط آیا ہے جس میں مواقع ترمیم کا ارتفاع ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے ''(۱) ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی علوم مجانین اور بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر سخت سوءادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جائے۔ (۲) جس میں مخلصین حامیین جناب والا کو حق بجانب جواب دینے میں سخت دشواری ہوتی ہے۔ (۳) وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت تو نہیں جس کی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت بحالہ بالفاظ باقی رکھنا ضروری ہو'' (مولوی حکیم الامت دیوبندیہ نے اس خط کا جواب اس عبارت کی کچھ تنقیح کر کے اس طرح کر دیا) ''غرض ان تنقیحات و تصریحات کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے نہ کسی خلاف مقصود یا نعوذ باللہ سوءادب کا اصلا ابہام رہا پس اس بناء پر واقعی ترمیم کی

مطلق ضرورت نہیں۔

ملخصاً تغیر العنوان ص ۲۸-۲۹-۳۰

تھانوی جی کی توجہ نہ کرنے پر تھانوی گروپ اور متوسلین دیوبند تین حصوں میں تقسیم ہو گئے ایک وہ جو اندھی تقلید میں مست ہو کر باوجود شکستہ دل ہونے کے یہ کہتے رہے۔

یہ آستان یار ہے صحن حرم نہیں
جب رکھ دیا ہے سر اٹھانا نہ چاہئے

اور تھانوی صاحب کے پشت پناہ ہو کر ان کی کمر پر تھپکیاں دینے لگے اور شاباش شاباش کے نعرے مارنے لگے دوسرے وہ جن کی ایمانی فراست نے بھانپ لیا اور ان پر حق واضح ہو گیا اور سمجھ گئے کہ گوبر و غلاظت پر عطر اور کیوڑے کا چھڑکاؤ بے سود ہے وہ بھی یہ کہتے ہوئے الگ ہو گئے۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

اور تیسرے وہ جو اعتدال پسند تھے نہ ان سے دوستی روا رکھی اور نہ ان سے دشمنی کا مظاہرہ کیا۔

کہنے لگے تم ایسوں سے فقط صاحب سلامت دور کی اچھی
نہ تم سے دوستی اچھی نہ تم سے دشمنی اچھی

جب صورتحال یہ پیدا ہو گئی تو آخر لامر تھانوی نے سوچا کہ اس کا اب کوئی حل ضرور ہونا چاہئے خیال آیا کہ اپنے متوسلین کی ایک جماعت

کیوں نہ بلالی جائے اور ان سے باہم مشورہ کیوں نہ کر لیا جائے اسی اثنا پر ایک مشاورتی کونسل طلب کی جس کے صدر تو علی الاطلاق شیخ نجد تھے اس مجلس میں تھانوی صاحب کی شکل نہایت مغموم سی بنی ہوئی تھی کیونکہ حفظ الایمان کی عبارت نے پریشان کر رکھا تھا جس کے خلاف مسلمانوں میں شوروغل مچا ہوا تھا اس مجلس کا افتتاح شیخ نجدی نے کیا اس کے بعد تھانوی کو گفتگو کا موقع دیا گیا تو آنجہانی دھیمی دھیمی آواز میں (یہ مصرع آلاپ کر خاموش سے ہو گئے) ع

خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

مطلب یہ تھا کہ عبارت حفظ الایمان کے واپس لینے پر بار بار متنبہ کیا جا رہا ہوں اس کی دھیمی آواز پر حاضرین مجلس کو نہایت رحم آیا اور بحث و تمحیص کے بعد فیصلہ طے پالیا کہ عبارت واپس لینے میں بڑی رسوائی ہو گی بدنامی ہو گی واپس قطعاً نہ لی جائے اس عبارت کی تاویل اور توجیہ کر کے مناظرے اور مجادلے کے ذریعے سے بے غبار بنائی جائے تب بھرم رہ سکتا ہے وگرنہ ہمارے علم و فضل کا جنازہ نکل جائے گا چنانچہ اس مجلس میں چار اشخاص انتخاب کیے گئے جن کو عبارت کے صاف کرنے کا اختیار سونپا گیا ان چاروں کے نام یہ ہیں (۱) مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری (۲) مولوی حسین احمد ٹانڈوی (۳) مولوی منظور نعمانی (۴) مولوی عبدالشکور لکھنوی۔ حفظ الایمان کی وہ عبارت جو محل نزاع تھی ان کے حوالے کر دی گئی۔ اب تھانوی کا چہرہ پژمردگی و پریشانی کے عالم سے ہٹ کر مسکراہٹ میں تبدیل ہوا خوشی و انبساط کے ساتھ کہنے لگے مجھے آج

کے دن تم جیسوں سے یہی امید تھی اس کے بعد اجلاس ختم ہو گیا ہر ذمہ دار اپنی بساط علمی سے حفظ الایمانی عبارت کی تاویل و توجیہہ کرنے لگا سب سے پہلے مرتضی احسن چاند پوری نے یہ تاویل پیش کی عبارت متنازعہ فیہا میں ''ایسا'' بمعنے اسقدر اور اتنا کے ہے پھر تشبیہ کیسی (یعنی اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کیلئے نہیں بلکہ مقدار کیلئے ہے)

توضیح البیان مصنفہ مرتضی حسن چاند پوری ص ۱۷ بحوالہ

خون کے آنسو از مشتاق نظامی

اس کے بعد دوسرے مبصر صاحب حسین احمد کی تاویل و توجیہہ سنیئے

سمجھتے تھے رہے گی جنگ محدود گل و بلبل
مگر تخریب نظم گلستان تک بات جا پہنچی

''حضرت مولانا تھانوی صاحب عبارت میں لفظ ''ایسا'' فرمارہے ہیں اتنا تو نہیں فرمارہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے برابر کردیا''

الشہاب الثاقب مصنفہ حسین احمد صف ۱۰۲

(یعنی اس عبارت میں لفظ ''ایسا'' تشبیہ کیلئے ہے مقدار کیلئے تو نہیں اگر ہوتا تو البتہ قباحت لازم آتی)

خلاصہ کلام:۔ مرتضی حسن چاند پوری کا کہنا ہے کہ لفظ ''ایسا'' تشبیہ کیلئے نہیں اس کے معنی اتنے اور اس قدر کے ہیں اگر تشبیہ کیلئے ہوتا تو توہین رسالت ہوتی جو موجب کفر ہے اور حسین احمد کا بیان ہے کہ لفظ

"ایسا" تشبیہ کیلئے ہے اگر بمعنے اتنا اور اس قدر کے ہوتا تو توہین رسالت ہوتی جس سے کفر لازم آتا۔

نتیجہ کلام:۔ مرتضٰی حسن کی تاویل کی بناپر حسین احمد پر کفر لازم آتا ہے اور حسین احمد کی تاویل کی بناپر مرتضٰی حسن کافر ٹھہرتے ہیں۔ آج کے دیوبندی ان دونوں صاحب کو اپنا مقتدا اور پیشوا جانتے ہوئے ان کے پیروکار ہیں جو ایک دوسرے کو کافر بنا رہے ہیں۔

اظہار حق:۔ بات اپنی طرف سے نہیں کہی گئی بلکہ حفظ الایمان کی عبارت پر تاویل و توجیہہ کا جو نتیجہ ہے ظاہر کر دیا گیا ہے کتنے شرم کی بات ہے ایک دوسرے کو کافر بناتے رہے مگر یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس عبارت کو خارج کر کے اور عبارت لکھدی جائے جو بالکل بے غبار ہو اور اس میں تاویل و توجیہہ کرنے کی ضرورت ہی نہ رہ سچ کہا ہے جگر اکبر آبادی نے ۔

اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

جب بات اتنے تک پہنچی کہ حسین احمد مرتضٰی کو اور مرتضٰی حسن حسین احمد کو کافر بنا رہا ہے تو اس وقت منظور نعمانی صاحب بھی حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل و توجیہہ لے کر منظر عام پر تشریف لے آئے اور یوں کہنے لگے کہ بھائیو ذرا میری بھی سنو!

(۱) حفظ الایمان کی عبارت میں وہ (ایسا) بلا تشبیہ کے اتنا کے معنی میں مستعمل ہے"

(۲) "حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کیلئے نہیں ہے"
فتح بریلی کا دل کش نظارہ مصنفہ منظور احمد نعمانی ص ۴۸-۴۴

نوٹ :- مرتضٰی حسن اور منظور نعمانی صاحب اس بات پر متفق ہیں کہ لفظ (ایسا) تشبیہ کیلئے نہیں ہے بلکہ معنٰی کے لحاظ سے اتنا اور اس قدر یعنی مقدار میں مستعمل ہے اب ناظرین صاحبان! ہی فیصلہ فرمائیں کہ منظور نعمانی اس اقرار کے بعد حسین احمد پر شریعت اسلامی کا کیا حکم ہے ابھی تک اختلاف ہی تھا ایک طرف حسین احمد تھے اور دوسری جانب مرتضٰی حسن اور منظور نعمانی تھے اتنے تک عبد الشکور لکھنوی بھی یہ شعر پڑھتے ہوئے آگئے ۔

ایسے محل پر دوستو رخنہ گری ہے خودکشی
تم بھی اسی جہاز میں ہم بھی اسی جہاز میں

کہنے لگے کہ بات ایسی کہنی چاہئے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یہ کیا تماشہ ہے کہ تھانوی جی کی عبارت کو صاف کرنے کیلئے سب کی بنیادیں کھوکھلی کئے دیتے ہو بھلا بتلاؤ تو سہی ان تاویلات و توجیہات کی بناء پر ہم میں کون مسلمان رہ جاتا ہے اگر ایسا تشبیہ کیلئے لیا جائے تو مرتضٰی حسن اور مولانا نعمانی سے رشتہ حیات ختم اگر اتنا اور اس قدر کا معنے لیجئے تو حسین احمد کافر ہوئے جاتے ہیں لہٰذا میری رائے مانو اور تاویل و توجیہہ کے چکر میں مت آؤ جس قدر تاویل و توجیہہ میں الجھو گے دلدل ہی میں پھنسو گے اب میرا فیصلہ سنو وہ یہ ہے کہ "جس صفت کو ہم مانتے ہیں ان کو رزیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور ہم

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات والا میں صفت علم غیب کی نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں۔"

نصرت ایمانی ص ۱۷ بحوالہ خون کے آنسو ج ۱ ص ۱۸۰

استغفر اللہ = مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کے پیشوا کی عبارت منقولہ "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے" اس کفریہ عبارت کو صاف کرنے کیلئے کتنی تاویلات و توجیہات کی گئیں مگر نتیجہ صفر نکلا فقط ایک دوسرے کو کافر بناتے رہے اور اس عبارت کا جواب دینا مشکل سے مشکل تر ہوتا گیا نہ اس کی ترمیم ہو سکی نہ اسے واپس لیا جا سکا یہی عبارت گستاخی اور بے ادبی اور کلمات کفریہ سے مملو ہے جو اہل سنت اور وہابیہ دیوبندیہ کے مابین محل نزاع بنی ہوئی ہے اس عبارت کو علمائے حجاز مقدسہ بھی برداشت نہ کر سکے چنانچہ مدینہ طیبہ کے مفتی سید احمد بن سید اسماعیل حسین برزنجی فرماتے ہیں "کہ رشید احمد گنگوہی نے اپنی براہین قاطعہ[1] میں لکھا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نصوص سے ثابت ہوئی۔

فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا

---

[1] حاشیہ:- براہین قاطعہ کے مولف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ہے اور رشید احمد گنگوہی اس کتاب کے موید و مصدق ہیں چنانچہ اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۷۰ پر لکھا ہے "اس احقر الناس خادم الطلبہ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ نے اس کتاب مستطاب کو اول سے آخر

دووجہ سے کفر ہے ایک یہ کہ اس میں اس کی تصریح ہے کہ ابلیس کا علم وسیع ہے نہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور یہ صاف صاف حضور علیہ السلام کی شان گھٹانا ہے دوسرے یہ کہ اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی وسعت ماننے کو شرک ٹھہرایا اور چاروں مذہبوں کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان گھٹانے والا کافر ہے اور یہ کہ جو کوئی ایمان کی کسی چیز کو شرک ٹھہرائے وہ کافر ہے اور وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا ہے آپ کی ذلت مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس عیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ کھلا ہوا کفر ہے بالاتفاق اس لئے کہ اس میں رشید احمد کے اس قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص شان ہے تو بدرجہ اولی کفر ہوگا اور قیامت تک اللہ تعالٰی کے غضب اور لعنت کا موجب تو یہ لوگ اس آیہ کریمہ کے سزاوار ہیں۔

(قُلْ اَبا للّٰہِ وَاٰیَاتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُم تَستَھزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْ تُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ یعنی اے نبی ان سے فرمادے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے مخول کرتے ہو بہانے نہ بناؤ عذر نہ کرو تم تو

تک بغور دیکھا الحق کہ بندہ کے نزدیک یہ رد اور جواب کافی اور الزام حجت وافی ہے بعض وگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کتاب ان کی اپنی لکھی ہے فقط شائع خلیل کے نام سے کی گئی ہے۔

کافر ہو چکے اپنے ایمان لانے کے بعد) یہ حکم ہے ان فرقوں اور ان شخصوں کا۔

حسام الحرمین ص ۷۵-۷۴

انہی گستاخ اور بے ادب عبارات دیوبندیہ وہابیہ کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حافظ خواجہ محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ سیال شریف مرحوم مغفور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدان باصفا موضع عینوں کے رہنے کی طرف ایک ناصحانہ مکتوب گرامی ارسال فرمایا تھا جس میں موجودہ دیوبندیوں کے عقائد سے انتباہ کرتے ہوئے یوں تحریر فرمایا کہ ''منکر دیوبندی لوگ قرآن مجید اور احادیث شریف کا غلط معنی کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں مسلمانو کی مساجد میں ایسے لوگوں کو تقریر کرنے کی قطعاً اجازت نہ دی جائے سنا ہے دیوبندی (مسلک کا بچاری) مولوی[1] .... آپ کے موضع عینوں میں اپنے باطل عقیدے کی اشاعت کے در پے ہے لہٰذا اسے اپنی مسجد میں تقریر کرنے سے بند کرا دیا جائے۔ اہل سنت مسلمان ایسے لوگوں (دیوبندیوں، وہابیوں، تبلیغیوں وغیرہ وغیرہ) کی اقتدا میں نماز بھی نہیں پڑھ سکتے کیوں کہ محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ لوگ گستاخ ہیں'' اس مکتوب گرامی کی نقل فوٹو سٹیٹ ناچیز کے پاس موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ سکتا ہے۔

نوٹ:۔ یہ عبارات اہل سنت اور وہابیوں کے درمیاں حد فاصل بنی

---

[1] مولوی کا نام بوجہ مصلحت اخفار کھا گیا ہے ممکن ہے اس کو ہدایت نصیب ہو جائے کیوں کہ ابھی عمر میں جواں سال ہے وہ شرمندہ ہوتا ہے۔

ہوئی ہیں آج تک ان کا حل نہ ہو سکا ان عبارتوں میں مصنفین اور ان کے حامیین لوگوں نے توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو برداشت کر لی مگر اپنی گستاخ عبارت کا کوئی صحیح حل تلاش کر کے ترمیم کرنا برداشت نہ کر سکے۔ صد حیف اور افسوس کہ حیات مستعار اور زندگی ناپائیدار کی خاطر نہ جانے انسان کیا سے کیا کر گزرتا ہے۔

وہ عشرت موت ہے یارب جو نظر پر ڈال دے پردے
وہ دولت قہر ہے جو دل کو تجھ سے بے خبر کر دے

اے پروردگار عالم اب اس سے بڑھ کر قیامت کی نشانی اور کیا ہو گی تیری خدائی میں ایسے سرکش اور باغی لوگ ہیں جو تیرا کھاتے ہیں اور تیرے محبوب ہی کو گالیاں دیتے ہیں اے کائنات کے پالنہار آج انسانوں کی کھلی آبادی میں تیرے محبوب کے علم کو شیطان اور ملک الموت سے کم بتایا جارہا ہے۔ شیطان اور ملک الموت وسعت علمی کو نص قرآنی سے ثابت کیا جارہا ہے مگر آمنہ کے لال کیلئے علم غیب ماننے والوں کو مشرک کہا جاتا ہے اور تیرے محبوب کے پاک علم کو جانوروں اور لڑکوں اور پاگلوں کے علم کی مانند کہا جارہا ہے۔

اے خالق ارض و سما یہ کیسا اندھیر ہے کہ نماز میں گائے بیل کا خیال لانے سے تو نماز ہو جائے مگر تیرے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خیال دل میں لانے سے نماز فاسد ہو جائے اے مالک و مختار رب کریم یہ وقت تیرے محبوب کے جاںنثاروں پر کتنا کٹھن ہے اور ان کی عقیدت و محبت کا کیسا سنگین امتحان ہے۔

اے رب قدیر ہم تیرے امتحان کے قابل نہیں اپنی عجز و ناتوانی کا احساس رکھتے ہوئے تیری جناب میں عہد و پیمان کرتے ہیں ہم عمر کے آخری لمحہ تک تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں پر نفریں و ملامت کرتے رہیں گے اور بے ادب کی تحریر و تقریر کا دنداں شکن جواب بھی دیتے رہیں گے تو ہمیں اسی راہ میں استقلال اور استحکام عطا فرما اور ہمارے سینے کو اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا گنجینہ بنادے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

توہین قرآن :- اس جگہ مفریں یہ معنی کرتے ہیں کہ قرآن فصیح و بلیغ کلام ہے اس کی مثل کوئی ایسی بلیغ و فصیح کلام لائے لیکن یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی وضاحت و بلاعت سے نہ تھا۔

کیوں کہ قرآن خاص واسطے فصحاء بلغا کیلئے نہیں آیا اور یہ کمال بھی سنیں تفسیر بلغتہ الحیر ان از حسین علی واں بھچروی ص ۱۲

نوٹ :- سبحان اللہ! کیا خوب ہے ایمان وہابیہ کا کہ قرآنی تعلیم تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فصحاء عرب کے سامنے قرآن مجید پیش فرمایا تو وہ اسے اساطیر الاولین کہہ کر انکار کر گئے اور کہا کہ نہ آپ پیغمبر ہیں اور نہ ہی یہ کلام الٰہی ہے ان دونوں اعتراضوں کو اٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا۔

"وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ" یعنی اے کافرو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو اور کہتے ہو کہ یہ قرآن نہیں یہ غلط ہے تو تم اس قرآن کے بالمقابل تمام فصحاء مل بیٹھ کر ایک ہی سورت بنالاؤ،

کر میں سمجھتا ہوں فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوا کہ یہ تم سے نہ ہوا ہے
نہ ہو سکے گا۔ پھر پورے تیئیس سال تک معارضہ پر معارضہ ہوتا رہا مگر
فصحاء و بلغاء عرب خدا کے کلام کے بالمقابل باوجود فصیح اور بلیغ ہونے
کے عاجز آگئے اور کوئی جواب بھی نہ دے سکے۔ اب ذرا اس عبارت
ر ذیلہ مندرجہ بالا کی تنقیح عرض کرتا ہوں تاکہ اسے سمجھنا آسان ہو جائے۔
تنقیح:- اس جگہ مفسرین یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن فصیح و بلیغ کلام
ہے (یعنی قرآن پاک کا فصیح و بلیغ ہونا صرف مفسرین کا قول ہے) یہ
خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاعت سے نہ تھا
(یعنی سوچنا چاہئے کہ کفار کو زیر کرنے کیلئے قرآن کو فصاحت و بلاغت
سے نہ تھا (یعنی سوچنا چاہئے کہ کفار کو زیر کرنے کیلئے قرآن کو فصاحت و
بلاغت کی ضرورت ہی نہ تھی کفار اس کے سوا بھی زیر ہو سکتے تھے) اور
یہ کمال ہی نہیں (یعنی کلام خدا میں فصاحت اور بلاغت کا ہونا کوئی کمال
یعنی کوئی خوبی بھی نہیں ہے حالانکہ قرآن مجید کا فصیح و بلیغ ہونا اعجاز
القرآن میں شامل ہے) ہمیں حیرت تو اس بات کی ہے کہ دنیا کے تمام
فصحاء اور ادیب اسی فصاحت و بلاغت سے مشہور ہوتے ہیں مگر اس
نامور وہابی کے نزدیک قرآن پاک تو بے تکا ہونا چاہئے تھا۔

فائدہ:- اہل سنت و جماعت کا ایمان ہے کہ قرآن نے یقیناً اپنی
فصاحت و بلاغت سے افصح والفصحا و ابلغ البلغا و افصل الفصلائے عرب
کو عاجز کیا تھا یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کے مقابلہ میں سرکار دو عالم صلی
اللہ علیہ و آلہ و سلم بار بار بلاتے رہے مگر وہ لوگ سورت تو اپنی جگہ ایک
آیت بھی نہ بنا سکے اور قرآن پاک کی یہ شان قیامت تک باقی رہے گی جو

شخص قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کو کوئی کمال نہیں سمجھتا تو وہ قرآن کی توہین کرنے کا موجب نہیں تو اور کیا ہے۔

توہین اہل بیت:-(۱) جس نے اس کے حکم کے خلاف کیا مثال اس کی اس شخص کی ہے جو فکر سے نہ چلے بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر خلاف راہ ہدایت سوا سوچنے کے چلے جدھر اس کا منہ آجائے ادھر ہی چلا جائے اور جو دوسرا شخص اس کے مقابلہ میں یمشی مکبا ہو کر نہیں چلتا بلکہ سویاً ہو کے چلتا ہے اور علی وجہہ ہو کر یعنی جدھر منہ آجائے ادھر نہیں بلکہ صراط مستقیم دیکھ کر چلتا ہے ان دونوں میں کون اہدیٰ ہوگا۔

کور کورانہ مرودر کربلا
تا نیفتی چوں حسین اندر بلا

تفسیر بلغتہ الحیران ص ۳۹۹

نوٹ:- ظاہر ہے کو سورۂ ملک کی آیت شریفہ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی مُکِبًّا وَجْھِہٖ اَھْدٰی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ط کی تفسیر بیان ہو رہی ہے جس میں صریحا کفار کا بیان ہے کیوں کہ ان الکافرون الا فی غرور اس پر دلالت کرتا ہے بعض مفسریں کا کہنا ہے کہ مکباً سے ابو جہل مراد ہے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے سارے کفار مراد ہیں۔ مولوی عبدالحق حقانی صاحب اپنی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں دیکھئے تفسیر حقانی۔ لیکن حسین علی واں بھچروی نے سنگ دلی اور بے دردی و بد دینی سے مکباً کا مقصداق راکب دوش مصطفیٰ حضرت حسین علیہ السلام کو قرار دے دیا ہے اور ان ہی کو کور رو (اندھے پن میں چلنے

لا) بنا کر ابو جہل اور کفار سے ملا کر ذکر کر رہا ہے۔ ناظرین کرام! ذرا
و چیں کہ حضرت حسینؑ کو کور رو اور کج رو کہنا یہ جگر گوشہ رسول مقبول
لی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین نہیں تو اور کیا ہے حالانکہ یہ حسین وہ
سین ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان
الیہ ہے۔ اَلْحُسَیْنُ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ وَمَنْ یُّحِبُّ الْحُسَیْنَ
حَبَّہُ اللّٰہِ۔ ادب المفرد بخاری للبخاری والترمذی وابن ماجہ نقلاً عن یعلی

ن مرہ۔

(۲) غم کرنا امام حسینؓ کا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔
(۳) ذکر شہادت کا عشرہ محرم کے ایام میں کرنا مشابہت روافض کے منع ہے۔
(۴) محرم ذکر شہادت حسنین علیہما السلام اگرچہ بروایت صحیحہ ہو
.... دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافص کی وجہ سے حرام ہے۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۳۵ / ۲۷۵-۲-۴۳۴

(۵) حضرت والا (اشرف علی تھانوی) نے فرمایا کہ (ذکر حسین محرم
یں) بہ تشبہ بالروافضن کی بناء پر ناجائز ہے۔

ص ۴۶، سطر ۱۶-۱۷ اشرف السوانح

(۶) ایک مجلس منعقد کر کے نہایت شرح وبسط کے ساتھ شہادت کا قصہ
س ارادے سے بیان کرنا کہ لوگ اس کو سن کر افسوس کریں اور حسرت
و زاری کریں اگرچہ ظاہری نظر سے اس میں کچھ خلل معلوم نہیں ہوتا
یکن در حقیقت یہ بھی مکروہ ہے اور ناپسندیدہ فعل ہے۔

صراط مستقیم اردو ص ۱۰۳

نوٹ:۔ دیکھئے تعلیمات دیوبندیہ میں امام حسین کا غم اور ذکر مبارک کرنا

صرف منع نہیں بلکہ حرام ہے مکروہ ہے ناپسندیدہ ہے وغیرہ وغیرہ اہل سنت کہتے ہیں کہ سنیوں کے سینے سے کربلا کی داستان اور ظلم وستم کی کہانی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی پریشان کر رکھا تھا وہ محو نہیں ہو سکتی عاشور محرم میں ذکر حسین بروایات صحیحہ شرعی قانون کے تحت جائز ہے حلال ہے اور نصیحت حاصل کرنے کیلئے عین راہ صواب ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا طریقہ تھا وہ محرم میں سر الشہادتین کا وعظ فرمایا کرتے تھے اور ماحضر اشیاء پر نیاز بھی تقسیم فرماتے تھے۔

(۷) ایک دن جناب ولایت مآب علی کرم اللہ وجہ اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہری سلام اللہ علیہا کو خواب میں (سید احمد بریلوی مرشد اسماعیل قتیل دہلوی نے) دیکھا جناب علی المرتضیٰ نے آپ کو (سید احمد کو) اپنے دست مبارک سے شست وشو کی جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے اور شست وشو کرتے ہیں اور جناب فاطمہ الزہریٰ نے نہایت عمدہ اور قیمتی لباس اپنے دست مبارک سے آپ (سید احمد) کو پہنایا۔

صراط مستقیم ص ۲۴۰

فائدہ:- امام حسینؓ کا ذکر شہادت محرم میں کرنا اور ان کا کربلا کی طرف جانے کو کور رو ہو کر چلنے کا الزام لگانا اور حضرت حسین کا ذکر ابو جہل و دیگر کفار کے ساتھ ملا کر کرنا پھر جناب سیدہ طاہرہ عابدہ زاہدہ حضرت فاطمہ الزہریٰ کے ہاتھوں ایک ننگے دھڑنگے اجنبی کو کپڑے پہنوانا اور ایک عاقل بالغ کو حضرت علی کے ہاتھوں شست وشو کروانا یہ اہل بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی اہم ترین توہین ہے۔ حالانکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھما کا گھر مبارک وہ گھر ہے جس میں ملائکہ

مقربین بھی بدوں پردہ کروائے حاضر نہیں ہوتے۔ اب آگے چلئے اور ایک اور گروہ کا ذکر سنیئے اس گروہ کا عقیدہ بھی وہابیہ دیوبندیہ عقیدہ ہے مگر نشر واشاعت کا ایک نیا طریقہ اختراع کر چکا ہے اس گروہ کا نام تبلیغی جماعت اور یہ جماعت بھی در حقیقت دیوبندیہ کی ایک جماعت ہے۔

تبلیغی جماعت:۔ اس جماعت کے بانی مبانی مولانا الیاس صاحب ہیں یہ یعنی ۱۳۰۳ھ میں بستی کاندھلہ میں پیدا ہوئے اور بڑے ہو کر عالم فاضل ہوئے پھر انہوں نے بستی نظام الدین میں قیام کیا اور وہاں ہی ایک تبلیغی مدرسہ بنام ''کاشف العلوم'' جاری کیا غالباً جو تا حال جاری ہے مولوی الیاس نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی مولوی محمد یحییٰ کاندھلوی کے زیر سایہ حاصل کی پھر دیوبند پہنچ کر اپنے تعلیم کے بقیہ مراحل طے کئے اور دار العلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اس کے بعد علم معرفت کی تحصیل کیلئے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے اس پر استاد کی تعلیم اور مرشد کی تربیت نے وہ اثر کیا کہ مولوی الیاس صاحب بھی ایک پکے اور سچے وہابی ہو گئے اور وہابیت پھیلانے کیلئے ایک نیا روپ اختیار کر کے ایک تحریک کی بنیاد رکھ دی جو آج کل تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے اشاعت وہابیت کیلئے ظاہری اصول یہ بنائے کہ لوگوں کو در پردہ ہم آلہ و ہم نوالہ بنا لیا جائے اور ساتھ ملا کر مختلف شہروں میں لے جا کر کوچہ کوچہ پھرایا جائے اور رات بسر کرنے کیلئے مسجدوں کا انتخاب کیا جائے ایک چلہ یا دو چلہ (چالیس دن یا اسی دن) اپنے ساتھ بٹھا اٹھا کر اپنے جال میں مقید کر لیا جائے اور وہابیت کے اصول ان میں کوٹ کوٹ کر بھر دیئے جائیں اور

انہیں وہابی بنالیا جائے چنانچہ تبلیغی جماعت کے سنہرے اصول یعنی کلمہ و نماز و چلت پھرت کا یہی ظاہری محاسن کام کر گیا پس سادہ مزاج لوگ ان کے گھراؤ میں گھر گئے۔ الغرض یہ جماعت بھی وہابیت کے سلسلے ہی کی ایک کڑی ہے صرف گروہ کا نام الگ ہے عقیدۃً یہ لوگ بھی وہابی ہیں اور اصل میں دیوبندیوں ہی سے برآمد ہوئے ہیں۔

تعارف :- بانی اس گروہ کے مولوی الیاس کا تعارف جن لفظوں میں اس کی نانی صاحبہ نے کیا ہے یاران نکتہ داں کی طبع ضیافت کیلئے وہ ہی پیش خدمت ہے جو خالی از حکمت نہیں "امی بی (مولوی الیاس کی نانی صاحبہ) مولانا پر شفیق تھیں فرمایا کرتی تھیں کہ اختر (مولوی الیاس کا تاریخی نام) مجھے تجھ سے صحابہ کرام کی خوشبو آتی ہے کبھی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرماتی تھیں کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔

دینی دعوت ص ۴۲ بحوالہ سوانح یوسف ص ۱۳۲

نوٹ :- اے ناظرین کرام! اب اندازہ لگایئے کہ بچپنے میں جن کا یہ عالم ہے کہ صحابہ کرام کی صورتیں ان کے اردگرد پھرتی تھیں تو اس کا عالم شباب کیسا قیامت خیز ہوگا۔ ہمیں حیرت تو اس بات کی ہے کہ جن کے عقیدہ میں "نقل کفر کفر نباشد" انبیاء علیہم السلام تک مر کر مٹی میں مل گئے ہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان سے ذکر کیا جا چکا ہے پھر صحابہ کی صورتیں جنہیں بلاشبہ انبیاء کا مرتبہ حاصل نہیں کہاں سے مولانا الیاس کی نانی صاحبہ نے اخذ کی تھیں جو دماغ میں مستحضر تھیں جسے کہا جا رہا ہے کہ یہ صحابہ کی سی صورتیں ہیں کیا یہ نانی صاحبہ صحابہ کے دور کی تھیں جو

آج تک طویل العمری کی بدولت زندہ رہیں اور وہ صورتیں جو اس دور میں ملاحظہ کی تھیں آج پھر وہی صورتیں نظر آ گئیں یہ کیا معمہ ہے یہ فیصلہ آپ کی نظر کیا جاتا ہے خود ہی سوچنا ہو گا میرے خیال میں یہ عقل وذہانت کا فقدان ہے جو عقیدے کے بگاڑ سے مفقود ہوا ہے اب مولانا الیاس صاحب کا ایک ملفوظ ملاحظہ فرمائیے تاکہ واضح ہو جائے کہ والا جناب کا بچپنا تو وہ تھا جو ابھی بیان ہوا ہے اب سن بلوغ کا واقعہ سنیئے گا جس سے مولانا کے عالم شباب کا پتہ چل جائے گا چنانچہ مرتب ملفوظات مولانا منظور نعمانی صاحب اس طرح لکھتا ہے "آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کنتم خیرامت اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکرط کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو۔

ملفوظات الیاس صف ۵۱ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۴۷

نوٹ :- لا الہ الا اللہ! ذرا غضب دیکھئے کہ یہ آیت کریمہ خدا کی نازل شدہ ہے اور اس کی تفسیر بھی وہ ہی نازل کر رہا ہے فرق صرف یہ ہے آیہ شریفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور تفسیر مولانا الیاس پر القاء ہوئی ہے حالانکہ چودہ سو برس پہلے دنیا اسلام میں یہ آیت پڑھی جا رہی ہے سب نے اس کا مفہوم یہی سمجھا ہے کہ یہ امت محمدیہ کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ تم بہترین امت ہو تمہارا فرض منصبی یہ ہے کہ تم لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاؤ اور برائی کے کاموں سے روکو۔ مگر چودہ سو برس بعد آج پہلی دفعہ اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ معاذاللہ یہ آیت کریمہ کی تفسیر مولانا الیاس کی شان

میں اتری ہے اور اس کا تفسیری مفہوم یہ ہے کہ مولانا الیاس مثل انبیاء علیہم السلام کے ہیں اور لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہیں۔ خدا کی پناہ! جب آدمی شقاوت پر اتر آتا ہے تو کیسی کیسی لرزا دینے والی جسارتیں کرتا ہے بعینہ مرزائیت کے بانی غلام احمد قادیانی نے بھی قرآن پاک کی ایک آیہ کے ساتھ اس طرح کا مذاق کیا تھا۔ "مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَ ھُمْ ط کے الہام میں محمد الرسول اللہ سے مراد میں (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) ہوں"۔

دیکھو اخبار الفضل قادیان ۱۵ جولائی ۱۹۲۵ء
بحوالہ تبلیغی جماعت سطر ۶ ص ۴۸

نوٹ:- ناظرین صاحباں ذرا غور فرمایئے کہ دین کی ثابت شدہ حقیقتوں کی بغاوت کیلئے انبیاء علیہم السلام کی مثل ظاہر کیے جانے کا دعویٰ کیا ہی کم تھا کہ اس دعویٰ کو آیت کی تفسیر بنادیا گیا اور مزید ستم یہ کہ اسے خدا کی طرف سے نازل شدہ الہام بھی قرار دے دیا گیا ایک طرف نبوت جیسا ادعی اور دوسری جانب آیت کی معنوی تحریف تیسری خدا کی ذات پر بہتان۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

دیکھو میرے بھائیو! ایک ہی نشانہ سے تین حرمتوں کا خون ہو رہا ہے یہ ہے جناب مولانا الیاس صاحب کا عالم شباب الغرض مولوی الیاس نے بھی وہابیت اپنے پیرو مرشد اور استاد کے اثر سے قبول کر لی اور اس مذہب نامہذب کے پھیلانے میں کمربستہ ہوا کیوں کہ اس کے ہر دو مقتداء نہایت کٹر اور پرلے درجے کے وہابی تھے۔ مولوی الیاس کے مرشد کے تعارف کی چنداں ضرورت نہیں کیوں کہ اس کا ذکر تو

دیوبندیت کے پانچویں پیشوا کے نام سے ہو چکا ہے اب یہاں صرف اس کے استاد صاحب کا مختصر سا تعارف سنتے چلیئے۔

مولانا الیاس کا استاد:۔ مولوی الیاس کے استاد مولوی محمود الحسن دیوبندی ہیں اور وہ مولوی ذوالفقار علی صاحب کے فرزند ارجمند ہیں اس نے دیوبند کے مدرسہ سے تعلیم حاصل کی اور یہ دیوبند کے پہلے طالبعلم ہیں جنہوں نے تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دیوبند کے مدرسہ میں معلّمی اختیار کی دیوبند کے مدرسہ میں جب مولانا الیاس بغرض تعلیم پہنچے تو اس وقت دیوبند کے مدرسہ میں انہی کا تسلط تھا چنانچہ مولانا محمود الحسن صاحب نے مکمل دیوبندی تعلیم لی جس کے سبب سے مولوی الیاس پر بھی دیوبندیہ وہابیہ کا رنگ چڑھ گیا مولوی محمود الحسن سیاسی تحریک کانگریس کے علمبردار بھی رہ چکے ہیں۔

انہوں نے سیاست میں رہ کر کئی ایسے فتوے بھی دیئے تھے جن سے ہندوستان کی تعلیمی یونیورسٹیاں اور کالجوں کی چہل پہل تو رہتی مگر مسلمانوں کے ارادے ضرور ماند پڑ جاتے اس لئے قوم نے مولوی محمود الحسن کے فتوؤں کو ہرگز قبول نہ کیا اگرچہ اس بات کی تفصیل درکار ہو تو رسالہ ترک سوالات ملاحظہ فرمایئے۔ مولوی الیاس کے اس استاد نے رئیس الوہابیہ رشید احمد گنگوھی کی وفات کے سلسلہ میں ایک مرثیہ تصنیف کیا تھا جو "مرثیہ گنگوہی" کے نام سے مشہور ہے اور اب بھی بازار میں دستیاب ہے اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ دیوبندی مسلک کے مطابق حضرت مرثیہ حسینؑ علیہ اسلام کو زمین میں دفن کر دینا چاہیئے۔

مرثیہ حسینؑ اور دیوبندی فتویٰ:۔ مرثیہ شہدائے کربلا جلا دینا یا

دفن کر دینا ضروری ہے" دیکھئے فتاوی رشیدیہ مولفہ پیشوائے دیوبند نمبر سوم کا صفحہ نمبر دو سو چہتر

فائدہ:- ایک طرف تو یہ فتویٰ کہ مرثیہ حضرت حسین علیہ السلام جلا دو یا زمین میں دفن کر دو مگر دوسری جانب اس کے برعکس دیوبندیوں کے زیر اہتمام مرثیہ گنگوہی اب بھی چھپ کر بک رہا ہے الغرض یہ مرثیہ مولوی الیاس کے استاد کی کاوش و محنت ہے اس کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں جن میں وہابی دیوبندیوں کی پیر پرستی کا بھرم کھل جائے گا حالانکہ وہ پیر پرست اور گور پرستی کا طعنہ اہل سنت وجماعت کو دیتے ہیں کہتے ہیں ایسے ویسے ہیں۔ اب شعر سنیئے اور خود اندازہ لگایئے کہ ہم اہل سنت پیر پرست ہیں یا وہابیہ دیوبندیہ خود ہمارے عقائد سے چند قدم آگے ہیں۔

(۱) تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں میں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

مرثیہ گنگوہی

نوٹ:- حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن کوہ طور پر تشریف لے گئے اور اللہ کریم کے حضور جمال الٰہیہ کے دیکھنے کی التجا کی یہ قرآنی واقعہ ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے "رب ارنی انی انظر الیك یعنی یا اللہ مری خواہش ہے کہ مجھے اپنا جمال مبارک دکھایئے میں دیکھنا چاہتا ہوں اس واقعہ کو تشبیہ" محمود الحسن صاحب ذہن میں رکھ کر اپنے پیشوا و مقتداء رشید احمد گنگوہی کے حضور التجا کر رہے ہیں جس میں اس کی شرح کچھ اس طرح ہے کہ خود محمود الحسن صاحب بمنزلہ موسیٰ علیہ السلام اور

رشید گنگوھی کو بمنزلہ رب کائنات تصور کر کے پکار رہے ہیں اور رشید صاحب کی قبر کو کوہ طور سمجھ رہے ہیں تو یہاں موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کرنا اور قبر گنگوھی کو کوہ طور سے ملانا اور رشید صاحب کو خدا کے ساتھ تشبیہ ملا کر عرض کرنا اس بیان میں۔ رب کائنات اور موسیٰ علیہ السلام اور کوہ طور کی توہین اور بے ادبی نہیں ہے۔ ہے اور ضرور ہے۔ دوستو! رب کائنات کی ذاب عالیہ لَیسَ کَمِثلِهٖ فِی شَیٔ ہے اور موسیٰؑ وہ پیغمبر ہیں جن کا ذکر قرآن میں تمام انبیاء کرام کے ذکر سے زیادہ ہے اور کوہ طور وہ مقدس پہاڑی ہے جس کے متعلق ادب واحترام کا لحاظ سنیئے۔ جب موسیٰؑ کوہ طور پر جاتے تو ادباً حکم ہوتا تھا یَا مُوسٰی فَاخلَع نَعلَیكَ اور رب قدیر خود اس پہاڑ مقدس کی قسمیں اٹھاتا ہے۔ الغرض استاد مولوی الیاس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کر کے خود کو ایک مثیل موسیٰ کی طرح مثل ونظیر بنانا یہ اس کی کتنی بڑی تعلّی ہے جو صرف عقیدہ کے بگاڑ سے پیدا ہوئی اور اب دوسرا شعر بھی اسی مرثیہ کا سنیئے۔

(۲) نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا قضائے مبرم

مرثیہ گنگوھی

نوٹ:۔ اگر ان کے سامنے حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم کا یہ مصرع پڑھ دیا جائے۔ ع

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تو فوراً ان کو پارہ چڑھ آتا ہے اور یوں فتوی داغنے لگتے ہیں کہ اس کا

پڑھنا کفر و شرک ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے وہ کون طاقت ہے جو تقدیر بدل ڈالے یہ صرف اللہ کا کام ہے اللہ نے کسی اور کو نہیں سونپا مگر اپنے لئے یہ ہی عقیدہ شیر مادر بن جاتا ہے دیکھئے ایک مولوی غلام اللہ خان راولپنڈی کا مرید اپنے شیخ کے متعلق یوں نغمہ ریز ہے۔

(۱) سن اکتالیس سے پہلے میں بڑا ہی سخت غالی تھا
گھراؤ بدعتوں کا تھا گرفتار قوالی تھا

(۲) غلام اللہ کے اک ہی وعظ نے مجھ کو بدل ڈالا
عقیدہ تھا جو بد میرا اسے میں نے اگل ڈالا

پوسٹ مارٹم ص ۸ بحوالہ سوانح حسین علی

(۳) مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو ذرا دیکھیں ابن مریم

نوٹ:۔ اس شعر میں ظاہر کیا جا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ تو صرف مردے جلاتے تھے مگر گنگوھی صاحب کی وہ شان ہے انہوں نے فقط مردوں کو زندہ نہیں کیا بلکہ زندوں کو مرنے بھی نہ دیتے تھے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ گنگوھی امام الوہابیہ صاحب تصرف تھے گویا جسے چاہیں موت دے دیں جسے چاہیں زندہ رہنے دیں یہ سب کچھ گنگوہی کے اختیار میں تھا مگر اچھبنے کی بات یہ ہے کہ آنجہانی خود زندہ نہ رہ سکے پھر تعجب یہ کہ اگر ہم بعطاء الٰہی اسی تصرف کو مد نظر رکھتے ہوئے اولیاء کرام اور انبیاء عظام کو صاحب تصرف مانیں تو ہم کافر و مشرک ہو جائیں اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تو ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ”رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، یہ

ان کا عقیدہ تقویۃ الایمان کے صفحہ نمبر ۴۳ میں بڑے طمطراق سے ثبت کیا گیا ہے تف ان کے اس برے عقیدہ پر انبیاء و اولیاء علیہم السلام تو عند اللہ بڑا مقام ہے۔ نبیوں کے مطابق ارشاد ربانی ہے "وَكَانَ عِندَ اللّٰهِ وَجِيهًا" وہ تو کچھ نہ کر سکیں اور یہاں رشید کے چاہنے سے سب کچھ ہو رہا ہے مرے دوستو! سوچئے یہ لوگ ہمیں اہل سنت کو اولیاء پرست اور قبر پرست کہتے پھرتے ہیں اور اپنے گھر کی خبر بھی نہیں لیتے انہی لوگوں پر یہ کہاوت صادق آتی ہے کہ اپنی آنکھوں میں شہتیر نہیں دیکھ سکتے اور دوسروں کی آنکھ میں ان کو تنکا نظر آ جاتا ہے اب اس جماعت کا مقصد دیکھئے کہ یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

تبلیغی جمات کا مقصد: -اس جماعت کا مقصد وحید صرف یہ ہے کہ مولوی تھانوی صاحب چوتھے پیشوائے دیوبندیت کی تعلیم کو عام کیا جائے اور اس کی تصنیفات سے علم اور اس کے پیروؤں سے عمل حاصل کیا جائے مولانا الیاس صاحب کہتے ہیں "حضرت تھانوی سے تعلق بڑھانے، حضرت کے برکات سے استفادہ اور ساتھ ہی ترقی درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کیلئے سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔

ملفوظات الیاس ص ۶۹

نوٹ: - عبارت کی سطر سطر پکار کر کہہ رہی ہے کہ تبلیغی جماعت کی تمام جدوجہد کا مرکزی نقطہ تھانوی صاحب کی روح کی خوشنودی حاصل

کرنی ہے یہاں ایک مولانا الیاس کا مکتوب درج کیا جاتا ہے تاکہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

مکتوب :۔"حضرت تھانوی سے منتفع ہونے کیلئے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوجائے ان کی کتابوں سے علم آئے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل۔

مکتوبات الیاس ص ۱۳۸ بحوالہ تبلیغی جماعت

نوٹ :۔اب ظاہر ہے کہ مولانا الیاس اور اس کی تیار کردہ پارٹی کا صرف واحد مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم پھیلانا نہیں بلکہ تھانوی تعلیم کو عام کرنا بھی ہے اور تھانوی کی روح کو خوش کرنا ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اس جماعت نے اپنا یہ مقصد تبلیغ کیوں قرار دیا ہے ہر ایک کی پسند ہے جسے وہ پسند کرتا ہے۔ع

"خیال اپنا اپنا پسند اپنی اپنی"

ہاں اعتراض ہے تو اس بات پر ہے کہ یہ جماعت مسلمانوں کو فریب کیوں دے رہی ہے یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہم خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو پھیلانے کیلئے نکلے ہیں۔ ہمارا کسی سے اختلاف نہیں وغیرہ اور یہ لوگ صاف کیوں نہیں کہتے کہ ہم وہابی ہیں اور وہابیت پھیلانا چاہتے ہیں۔ مرے دوستو! یاد رکھو جس جماعت کی نقل وحرکت ابتداً جھوٹ پر ہو اس کی انتہا کس چیز پر ہوگی کیا یہ سچ نہیں ؏

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

آیئے اب تھانوی صاحب کی تعلیمات اور ہدایات کا جائزہ لیں

ا کہ اس جماعت کی مضرتوں کا صحیح طور پر اندازہ ہو سکے۔
انوی تعلیم :- (ا) مولانا احمد اکبر آبادی تھانوی تعلیم کے متعلق
قمطراز ہیں "اپنے معاملات میں تاویل اور توجیہہ اور اغماض و مسامحت
چشم پوشی) کرنے کی مولانا (تھانوی) میں جو خوبی تھی اس کا اندازہ اس
یک واقعہ سے ہی ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ
یں نے رات خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ ہر چند کلمہ شریف صحیح
صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار یہ ہوتا ہے لا الہ الا اللہ کے
عد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس کا صاف
ور سیدھا جواب یہ تھا کہ یہ کلمہ کفر ہے شیطان کا فریب اور نفس کا
ھوکہ ہے تم فوراً توبہ کرو اور استغفار کرو لیکن مولانا تھانوی صاحب یہ
رما کر بات آئی گئی کر دیتے ہیں کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ
ب کچھ اس کا نتیجہ اور ثمرہ ہے"

ماہ نامہ برہان دہلی

مجریہ ماہ فروری ۱۹۵۲ء بحوالہ تبلیغی جماعت ۶۰

وٹ :- اس واقعہ پر گھر ہی کے آشنا کا تبصرہ کافی ہے اس لئے کسی مزید
بصرے کی ضرورت نہیں لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ یہ واقعہ
صرف خواب ہی کا نہیں بلکہ بیداری میں بھی یہی کیفیت ہے چنانچہ مرید
ا اعتراف سنئے وہ کہتا ہے "حالت بیداری میں جب کلمہ شریف کی غلطی
ر خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے
اس خیال بندہ بیٹھ گیا پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی
کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں

لیکن پھر بھی کہتا ہوں اللھم صلی علے سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔

رسالہ الامداد مجریہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵

نوٹ :۔ کم بخت وہ زبان کتنی عیار ہے جو اپنے مرشد کو کلمہ تنقیص کہنے کیلئے بے قابو نہیں ہوئی لیکن اس کی نبوت کے اقرار کرنیکے کیلئے بے قابو ہو جاتی ہے اگرچہ اسے قبول کر لیا جائے تو بڑے سے بڑا دشنام طراز بھی یہ کہہ کر نکل جائیگا کہ کیا کروں مجبور ہوں بے اختیار ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس واقعہ میں عبرتناک تماشہ تو یہ ہے کہ بجائے اسکے مولانا تھانوی اپنے مرید کو اس کلمہ کفر پر صریح حکم لگاتے اور اس کو تنبیہ کرتے کہ یہ نفس کا دھوکہ ہے شیطان کا فریب ہے مگر مولانا صاحب نے مرید کی طرف حوصلہ افزاء جواب دیتے ہوئے یہ لکھا کہ "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

۲۴ شوال ۱۳۳۶ھ الامداد ص ۳۵

اسی طرز کا ایک اور واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) دارالعلوم دیوبند کے بڑے جلسے دستار بندی میں بعض حضرات نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت کی مصلحت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فضائل بیان کئے جائیں تاکہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو اور موقع بھی اچھا ہے کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں حضرت والا اشرف علی تھانوی نے باادب عرض کیا کہ اس کیلئے روایات کی ضرورت ہے اور وہ مجھ کو مستحضر نہیں۔

(اشرف السوانح ص ۹ جلد نمبر ۱)

نوٹ :- یہ وہ تھانوی ہیں جن کو حکیم الامت جامع المجددین اور مجدد کے لقب سے نوازا جاتا ہے تھانوی صاحب کو شرک و کفر اور بدعت کے مسلہ اقسام بہ یک وقت مستحضر تھے شادی کا سہرا باندھنا شرک، عبدالنبی نام رکھنا شرک، پیر بخش، فرید بخش نام رکھنا شرک، صابون سازی کا طریقہ گوشت گلانے کی ترکیب، مربہ اور چٹنی بنانے کا طریقہ جو بہشتی زیور کے گیارہ حصوں میں بھر دیا گیا ہے وہ تو سب کچھ یاد ہے الغرض صابن فیکٹری کا ناظم اعلیٰ اور مطبخ کے ناظم امور دواساز کارخانہ کا جنرل ناظم انجمن مسلم خواتین کے کمانڈر ان چیف کو جو باتیں معلوم ہونی چاہئے تھیں وہ من و عن تھانوی کے ذہن میں مستحضر تھیں مگر افسوس صد افسوس کہ تھانوی صاحب کا ذہن خالی تھا فضائل رسول علیہ السلام سے جو کہ وہ وعظ میں بیان کرنے تھے مگر یاد رہے کہ اس عنوان پر معمولی تعلیم والا گھنٹوں تقریر کر سکتا ہے اور کچھ بھی نہ سہی صرف روایات کے موضوع پر تھانوی صاحب وعظ فرما سکتے تھے مگر مگر یہ کہہ کہ وہ روایات مجھ کو مستحضر نہیں اور فضائل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وعظ فرمانے سے انکار کر گئے۔ میرے دوستو حقیقت یہ ہے کہ فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گفتگو کرنے کیلئے عشق و ایمان کے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے مگر وہ بد نصیب اس موضوع پر کیا بیان کر سکتا ہے جس نے ساری زندگی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف اور میلاد شریف پر زبانیں کسی ہوں اور میلاد کے عاملین کو کافر و مشرک قرار دیا ہو اور اس دار الفنا سے دار البقا

جاتے ہوئے حفظ ایمان جیسی رسلیا جس میں سرکار معظم کی جی بھر توہین کی گئی اور وہ کفری عبارات کا پلندہ چھوڑ گیا ہو۔

ناظرین محترم! غور فرمائیں اسی طرح کی کفر نواز تعلیم تبلیغی جماعت نے پھیلائی تو کیا حشر ہوگا یہ تھی تعلیم تھانوی کی مختصر روداد اور اب ہدایات تھانوی بھی سنئے۔

تھانوی ہدایات:-(۱) فاتحہ نیاز ولیوں کی مت دلایا کرو بزرگوں کی منت مت مانو بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو۔

قصد السبیل ص ۲۶ بحوالہ تاج بہشتی زیور ج ۷

(۲) کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کی خبر ہو گئی ہے کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا سہرہ باندھنا علی بخش حسین بخش اور عبد النبی نام رکھنا اور یوں کہنا کہ اللہ و رسول اگر چاہے تو فلاں کام ہو جائے گا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔

بہشتی زیور ج اص ۷ ۴

نوٹ:- یہ ہدایات تھانوی ہیں جن کو عام کرنے کیلئے تبلیغی جماعت کوشاں ہے مگر یہ جماعت ظاہر طور پر یہ اصول بیان کرتی پھرتی ہے۔ تصحیح کلمہ اور صحت نماز شرک اور شرک کی باتیں مٹانا وغیرہ جہاں تک ظاہر محاسن کا تعلق ہے بجا ہے لیکن اس کے پردہ میں جو کام ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر نماز رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خیال آیا تو نماز ختم یہ خیال نماز کو شرک کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے "شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں! اپنی ہمت کو لگانا اپنے گدھے اور بیل کی صورت میں

مستغرق ہونے سے برا ہے.............. یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

صراط مستقیم فارسی ص ۸۶

جب اس جماعت کے عقیدے میں بحالت نماز سردار دارین سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آنا شرک ہے تو یہ تبلیغی جماعت نماز کی تبلیغ سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتی ہے جب کہ نماز میں "التحیات" پڑھنا واجب ہے اور نماز پڑھتے وقت نمازی جب یہ جملہ السلام علیک ایھا النبی پڑھے گا تو ظاہر ہے کہ اسے نبی پاک کا تصور ضرور آئے گا اب اس کی دو صورتیں ہیں یا تو نماز میں یک لخت التحیات پڑھنا ہی چھوڑ دیا جائے لیکن مشکل یہ ہے کہ اس کا نماز میں پڑھنا واجب ٹھہرایا گیا ہے اور واجب کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی اور دوسری صورت یہ ہے کہ التحیات کو پڑھ لیا جائے لیکن نبی پاک کا خیال دل میں نہ لایا جائے پھر مشکل یہ ہے کہ فقہائے کرام کا یہ ارشاد ہے کہ التحیات کو نماز میں بصورت انشا ادا کیا جائے حکایتاً تصور نہ کیا جائے دیکھئے درمختار وغیرہ امام غزالی "احیاء العلوم ج ۱ ص ۹۰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے "اِحْضَرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ الْكَرِیْمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِیْمَ وَ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ" یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دل میں پہلے حاضر کرو اور کہو السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اپنے دل میں سچی آرزو پیدا کرو یہ سلام ان کو پہنچ رہا ہے۔

مذاق العارفین ج ۱ ص ۲۱۵

غرض کسی صورت میں بھی تبلیغی جماعت والوں کیلئے نماز کی

ادائیگی سے عہدہ بر آ ہونا نا ممکن ہے بجز اس کے وہ اپنے اس عقیدے سے تائب ہو جائیں جب تبلیغی جماعت والوں کیلئے خود اپنی نماز سے صحیح طور پر عہدہ بر آ ہونا ممکن نہیں تو دوسروں کی نماز کا کیا یقین؟

تبلیغی جماعت وہابیت کے نقش قدم پر:- شروع شروع میں جب وہابی نجدی تحریک اٹھی تو اس کا طریق کار بھی اسی تحریک تبلیغی جماعت کے ساتھ ہو بہو مشابہت رکھتا ہے اب یہاں ان دونوں تحریک کے دعوؤں کی یکسانیت بیان کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ جس طرح ان کے دعوؤں میں یکسانیت ہے اسی طرح ان کے عقائد بھی ہم آہنگ اور ہمرنگ میں سرمو فرق نہیں۔ عبدالوہاب نجدی نے جس وقت وہابیت پھیلانے کا بیڑا اٹھایا تھا تو اس وقت اس کا طریقہ کار بھی اسی طرح کا تھا چنانچہ مولوی مسعود عالم ندوی لکھتا ہے "انہوں (محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار) نے بدعت کے استیصال اور توحید و اخلاق کے عام کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا دعوت کی بنیاد توحید پر رکھی کلمہ لاالہ الا اللہ کا بول بالا ہو ان کا شعار تھا

محمد بن عبدالوہاب ص ۴۴

بعینہ تبلیغی جماعت نے اپنے مشن کی بنیاد تصیح کلمہ پر رکھی جیسا کہ قارئین ابھی پڑھ چکے ہیں اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے "شیخ (محمد ابن عبدالوہاب) کی تشریف آوری سے پہلے درعیہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں جماعت کی گرم بازاری تھی شیخ نے سب سے پہلے وعظ و تدریس کے حلقے قائم کئے اور صبح سے شام تک آنے والوں کو کتاب و سنت کی تعلیم دیتے اور دینی دعوت توحید اخلاص فی العبادۃ اللہ کی

(محمد عبدالوہاب ص ۴۴) بالکل اسی طرح مولانا الیاس نے بھی سب سے پہلے بستی نظام الدین میں سلسلہ تدریس جاری کیا یہاں دعوت کے ذریعے میواتیوں میں اصلاح کرنی شروع کی۔ ابن عبدالوہاب نجدی کا ایک طریقہ یہ بھی تھا ''شیخ نے اپنی دعوت کا حلقہ وسیع کیا اور دور دور کے شہروں میں علماء امراء اور وزراء اور قضات کے پاس تبلیغی خطوط بھیجے اور انہیں اپنی دعوت کے قبول کرنے پر آمادہ کرنے لگے (محمد بن عبدالوہاب ص ۴۷) اسی طرح مولوی الیاس نے بستی نظام الدین میں حلقہ وسیع کیا پھر اس جماعت کے ذریعے اندرون و بیرون ملک تبلیغی جماعت کے دستے بھیجنے شروع کئے اب بات سامنے آگئی ہے کہ ان دونوں تحریکوں یعنی تحریک وہابیہ نجدیہ اور تحریک تبلیغیہ وہابیہ میں عملی و اعتقادی یکسانیت ہی یکسانیت ہے ذرا سا فرق بھی نہیں تبلیغی جماعت ٹھیک وہابیت کے نقش قدم پر چل رہی ہے اس جماعت کے لوگ اپنے لئے وہابی ہونے کا اعتراف فخریہ طور پر پیش کرتے رہتے ہیں اور دیوبندی بھی ان میں ملے جلے ہیں گویا یہ سب ہی ایک رشتہ میں منسلک ہیں۔

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی کا اعتراف:- جس زمانہ میں مولوی اشرف علی تھانوی کانپور کی مسجد میں مقیم تھے تو ایک دفعہ محلہ کی چند عورتیں فاتحہ کرانے کیلئے کچھ مٹھائی مسجد میں لے آئیں تو مولانا (اشرف علی) کے طالبعلموں نے بجائے فاتحہ کے مٹھائی لے کر خود کھا گئے عورتوں نے غصہ میں آکر ہنگامہ پیدا کر دیا تو لوگ بھی جمع ہو گئے جب مولوی اشرف علی کو علم ہوا تو وہ بھی آگئے اور لوگوں کو کہنے لگے کہ

بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کیلئے مت لایا کرو۔

اشرف السوانح ج ۱ ص ۴۸

نوٹ :۔ یہ وہ تھانوی صاحب ہیں جن کی تعلیم عام کرنے کیلئے تبلیغی جماعت والے کام کر رہے ہیں وہ خود کہہ رہا ہے کہ ہم وہابی ہیں مگر اب تبلیغی جماعت سنیت کے لبادہ میں نقاب پوش ہو کر اپنے اصل روپ کو چھپاتی ہے اور اپنے کو وہابی کہلوانے سے گھبراتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے سنی کہلائے پھرتے ہیں اصل میں وہابی ہیں۔

(۲) منظور نعمانی اور مولوی ذکریا کا اعتراف :۔ مولوی الیاس جس وقت قریب المرگ تھے تو اس کی جگہ جانشین کی بابت چہ مے گوئیاں ہونے لگیں۔ منظور نعمانی صاحب اس وقت اس جماعت کا سرگرم رکن تھا وہ کہتا ہے کہ میں اور مولوی علی میاں ایک رات دیر تک اسی سوچ بچار کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کے مشن کو قائم رکھنے کیلئے شیخ الحدیث محمد ذکریا کاندھلوی کو جانشین بنالیا جائے تو یہ کام سرانجام ہو سکے گا ورنہ یہ مشکل امر ہے پھر میں حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا "ہم لوگوں کا اندازہ ہے جناب والا کو بھی اس سے اتفاق ہوگا یہ کہ حضرت کے بعد جناب یہاں (بستی نظام الدین میں) قیام کا فیصلہ فرمالیں کیوں کہ ان سب کا جناب کے ساتھ الحمد للہ عقیدت و محبت کا خاص تعلق ہے.......... اگر ایسا نہ ہوا تو تھوڑے دنوں کے بعد یہ سارا مجمع منتشر ہو جائے گا اور ہم خود اپنے بارہ میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم "بڑے سخت وہابی" ہیں ہمارے اس بات کی کوئی

کشش نہیں ہو گی کہ یہاں حضرت کی قبر تھی اور یہ مسجد ہے حضرت شیخ الحدیث نے میری بات پوری خاموشی سے سنی اور جب میں اپنی عرض کر چکا تو فرمایا بس انتظار کرو اللہ سے دعا کرو اور اگر دیکھو کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی تو مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے دور دیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔

ملخصاً سوانح یوسف ص ۹۰-۹۳

نوٹ:- تھانوی سے لے کر منظور نعمانی اور محمد زکریا تک تمام قائدین و عمائدین تبلیغی اپنی وہابیت کا اقرار کر رہے ہیں ان حضرات کا وہابی ہونا صرف سنیوں کا الزام نہیں ہے بلکہ خود ان کی زبان کا اقرار ہے کہ یہاں وہابی رہتے ہیں ہم بڑے سخت وہابی ہیں میں تم سے بڑا وہابی ہوں اب اس بات کا صاف پتہ چل گیا کہ یہ سب کے سب وہابی ہیں اب جو کوئی ان کا ساتھ دے تو ان کی مرضی۔

گر نیاید رغبت بہ ہیچ کس
بر رسولاں بلاغ و باشد و بس

فائدہ:- مولوی اشرف علی تھانوی مولوی زکریا سہارنپوری اور مولوی منظور نعمانی کے بیانوں سے ایک تو ان کا وہابی ہونا معلوم ہوا دوسرا عقائد وہابیہ کی عکاسی بھی ہو گئی تیسرا اولیاء اللہ کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے اور ان کی زیارت کرنے سے روکنا بھی ثابت ہوا کیوں کہ ولیوں کے عرس کی حاضری سے ہمیشہ ہی روکتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال

شہدائے کے مزارات پر جا کر ہدیۂ تحفۂ فاتحہ کا ایصال ثواب فرمایا کرتے تھے ہاں پہلے پہل اوائل اسلام میں جب تک صحابہ کرام کا ایمان ابھی تک راسخ نہیں ہوا تھا اور نو مسلم تھے اس وقت بہ تحت حکمت ان کو زیارت قبر وغیرہ سے ضرور روکا گیا تھا مگر جب ایمان مضبوط ہو تا چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکماً فرمایا کُنْتُ نَہَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَتِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُھَا۔ یعنی میں نے تم کو زیارت قبر سے منع کیا تھا مگر اب اجازت ہے۔

تنظیمی جماعت:۔ ابھی ابھی چند سال ہوئے ہیں کہ ایک نئی تحریک بنام تنظیم اہل سنت نمودار ہوئی ہے جس نے لوگوں کے سامنے اپنا نصب العین تحفظ ناموس صحابہ اور رافضیت وشعیت کا رد بلیغ بیان کیا ہے بظاہر تو یہ اصول اس جماعت کے اچھے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں کو مفتوح کرتے ہیں خواہ اس کے در پردہ کوئی ہی لائحہ عمل ہو منفعت بخش ہو یا ضرر رساں یا یوں جانئے کہ جس طرح ولایتی چیز بڑی نفیس اور چمکدار ہوتی ہے جو ناظرین کو اپنی نفاست سے کھینچ لیتی ہے خواہ اس میں نفع ہو یا نہ ہو ایسے ہی اس تنظیم نے اپنے اصول تو بڑے جاذب نظر تجویز کئے ہیں تاکہ لوگوں کو ان اصولوں کی بدولت مسحور کر لیں اور اپنا وقار بھی مہیا کر لیں مگر باطنی طور پر یہ جماعت بھی پہلی جماعتوں کی طرح وہابیت کے سلسلے کی ایک کڑی ہے ان کے انہی اصولوں کو دیکھ کر بہت سے لوگ ان کے پھندے میں آگئے ہاں کئی صاحب بصیرت لوگ جنہوں نے اس جماعت کو قریب تر ہو کر دیکھا تو وہ فوراً ان کی بد عقائدگی کو دیکھ کر ان سے الگ ہو گئے اور کئی لوگ ان کے جال میں آ ہی گئے جب اس جماعت

...ا تسلط قائم کرلیا اور اپنے کردار اور گفتار کا ایک الگ محاذ بنالیا اور ...اتھ ساتھ ا رخ بھی بدلنا شروع کیا اور تردید مذہب حقہ اہل سنت و ...اعت کی طرف پلٹے اور حملے کرنے شروع کردیئے مثلاً نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نورانیت سے انکار کا حملہ امیر معاویہؓ کی مدح وثناء ...نظر رکھ کر حضرت علی کو موردالزام ٹھہرانے کا حملہ اور حضرت حسن کا زہر سے شہید ہونے کے انکار کا حملہ وغیرہ اور ساتھ ہی یزید کی منقبت ...ابت کرنے لگے الغرض یہ تنظیمی جماعت بھی وہابیہ دیوبندیہ کی ہی ایک جماعت ہے اور تنظیمیت کا لبادہ اوڑھ کر اور نقاب پہن کر سامنے تشریف لائی ہے اب اس کے چند عقائد سنئے۔

عقائد تنظیمیہ :-(۱) نفس اور ذات کے اعتبار سے آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) دوسرے انسانوں کی طرح ہیں (۲) حضور صلعم (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) دوسرے بشر اور آدمیوں کی طرح ہیں (۳) محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) بظاہر بشر نہیں در حقیقت بشر ہیں۔(بشریت النبی از نورالحسن بخاری سابق صدر اہل سنت صفحات علے الترتیب ص ۸۰-۸۹)

نوٹ :- حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی حقیقت نور ہے اور ظاہر شکل و صورت میں بشر ہیں اور پیدائش لحاظ سے عام بشروں کی پیدائش سے ممتاز ہیں اور اعلے حیثیت کے مالک ہیں جس وقت اس عالم موجودات میں آپ نے ظہور فرمایا تو آپ ناف بریدہ و مختون شدہ تھے کیا اس عالم ناپائیدار میں کوئی ایسی اور پیدائش ہوئی ہے جو ناف بریدہ اور مختون شدہ ہو نہیں اور ہرگز نہیں نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد تاحال یہ صورت سامنے آئی پس ثابت ہوا کہ آپ کی بشریت دوسرے انسانوں کی بشریت کی مانند ہرگز نہیں اس سلسلہ میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں ''آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خلقت تمام افراد انسانی سے ہر رنگ میں نرالی ہے بلکہ افراد عالم میں کوئی فرد کسی حیثیت میں آپ سے مناسبت نہیں رکھتا آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ذات بوجود انسانی وجود کے اللہ جل شانہ کے نور سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے خلقت من نور اللہ یعنی میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں اور کسی کو یہ سعادت میسر نہیں ہوئی''

مکتوبات دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۰

(۴) حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نور نہیں ماننا ہوگا بشر ماننا پڑے گا۔

بشریت النبی ص ۳۴

نوٹ :- آنحضرت کی خلقت مبارکہ بلاشبہ نور سے مخلوق ہے اس کا منکر گمراہ اور بد عقیدہ ملحد ہے قَدْجَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ مُّبِیْنٌ۔ اس آیہ میں نور سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔ قِیْلَ بِالْمُرَادِ الْاَوَّلْ ھُوَالرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ علیہ و آلہ وسلم وَ بِالثَّانِیْ الْقُرْانُ۔ تفسیر روح البیاں ج ۲ ص ۳۶۹ تفسیر ابی السعود برحاشیہ تفسیر کبیر ۴/ص ۳۶۔ بعض لوگ یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ اس جگہ قرآن ہی کو نور بیان کیا گیا ہے مگر ان کا یہ کہنا ہرگز قابل قبول نہیں اس لئے کہ نور اور کتاب مبین کے درمیان واو عاطفہ ہے اور عطف مغائرت چاہتا ہے حدیث پاک میں ہے کہ ایک بار جابر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے یہ بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق فرمائی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جواباً فرمایا "یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ" اے جابر رب کائنات نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ یہاں نور سے روح مراد ہے جس سے حضور علیہ السلام کے جسم مبارک کا نور ہونا ثابت نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث پاک میں نور نبیک من نورہ ہے جس طرح نُورِہٖ میں اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد اللہ تعالیٰ کا نور مراد ہے اسی طرح

نُوْرَ نَبِیِّكَ میں اضافت بیانیہ ہے اور لفظ نور سے مراد ذات پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ اس مقام پر یہ کہنا کہ صرف روح پاک نور ہے جسم اقدس نور نہیں یہ بات بے خبری پر مبنی ہے اور جہالت پر دال ہے۔

حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مدارج النبوت کے صفحہ نمبر ایک سوچھ پر لکھتے ہیں۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از فرق تا قدم نور بود کہ دیدہ حیرت در جمال وکمال او خیرہ مے باشد"

بحوالہ تحقیق الحق ص ۱۳

(۵) غائب کا اپنی جگہ حضور علیہ السلام کو حاضر و موجود جان کر بصیغہ یا وندا دخطاب ممنوع وحرام ہے۔

حیات الاموات از نورالحسن بخاری ص ۱۳۶

نوٹ نمبرا:- مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبندیہ نے تحذیر الناس کے صفحہ نمبر دس پر لکھا ہے کہ "اَلنَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُوْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو بعد لحاظ صله من انفسم کہ دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولی بمعنی اقربٌ هے "اس نتیجہ سے صاف ظاہر ہے کہ جو مومن ہے تو اس کے ساتھ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وہ قرب ہے یعنی بقرینہ قرب حاضر وناظر کے ہے جتنا کہ مومن کو اپنے جان سے قرب ہے اور جو مومن نہیں اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حاضر وناظر نہ مانے تو مضائقہ ہی نہیں کیونکہ یہ تو اس کی شومئ قسمت اور حرماں نصیبی کی علامت ہے۔

نوٹ نمبر ۲:- نماز میں التحیات پڑھتے وقت خطاب ندائیہ السلام علیک ایہا النبی موجود ہے اور یہ تحیہ و سلام بصیغہ انشاء ادا کیا جاتا ہے جو حاضر و ناظر کا مقتضی ہے کیا یہ خطاب حرام و ممنوع ہے جس کے پڑھنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں ہرگز نہیں اگر یہ خطاب ناجائز ہوتا تو رسول پاک اس کا حکم کیوں فرماتے؟

نوٹ نمبر ۳:- حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لَہُ الْخَلْقَ وَالْاَمْرُ عَالِمِ اَمْرٌ مُقَیّدُ بِجِھَتٍ وَ طُرفِ وَ قُربِ وَ بُعَدَ وغیرہ نہیں ہے بس اس کے جواز میں کچھ شک نہیں امداد المشتاق ص ۵۹ و شمائم امدادیہ

اب ثابت ہوا کہ نعرہ رسالت وغیرہ یعنی کلمہ یا کے ساتھ یا رسول اللہ یا نبی اللہ جس صورت میں پکارا جائے جائز و حلال ہے یا رسول اللہ کو پکارنا عشق و محبت سے ہوتا ہے یا توسل و استشفاع کیلئے یا بوقت دکھ و مصیبت اور تکلیف میں ہوتا ہے بہر حال جس طرح کی پکار ہی کیوں نہ ہو سوائے وہابیہ دھرم کے ممنوع و حرام نہیں ہے بلکہ جائز و مستحسن ہے اب فیصلہ ناظرین کی عدالت میں ہے خواہ تنظیموں کا ساتھ دے کر وہ بھی نعرہ رسالت سے انکار کر دیں یا اہل سنت کا ساتھ دے کر نعرہ رسالت لگانے کو تسلم کر لیں۔ نمبر ۶...... یزید کی بھی بڑی شان ثابت ہوتی ہے۔

ماہ نامہ دعوت لاہور کا امیر معاویہ نمبر و ص ۲۰۹

نوٹ:- اَخرجَ الرُّیَانی عَنْ اَبی الدَّرْدیٰ اَوَّلُ مَنْ یُبَدِلُ سُنَّتی رَجُلٌ مِنْ بَنی اُمَیَّۃَ یُقَالُ لَہٗ یَزیدُ ط حضور علیہ السلام فرماتے ہیں پہلا

شخص جو مری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنو امیہ سے ہو گا اور اس کا نام یزید ہے۔ (اسعات الراغبین از شیخ محمد صبغان علے ہامش نور الابصار مصری ص ۱۷۷ وصواعق محرکہ کا ترجمہ برق سوزاں ص ۲۳۰)
حضرات یہی یزید ہے جس نے سب سے پہلے آقا کی سنت کو بدلا اور معرکہ کرب وبلا میں خاندان رسول پر محشر برپا کر دیا تھا تنظیمی دھرم والے اسی یزید کی عظمت و بزرگی ثابت کرنے میں مصروف ہیں بھلا جس کو رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے باغی قرار دیا ہو اس کی کس طرح عظمت و برتری ثابت کی جاسکتی ہے حدیث پاک میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں قَالَ اِنَّهُ كَانَ يَبْكِي حِيْنَ وَلَدَ الْحُسَيْنَ فَقِيْلَ لَهُ مَا يُبْكِيْكَ يا رسول الله قَالَ يَقْتُلِهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَه یعنی جس وقت حضرت حسینؓ تولد ہوئے تو رسول پاک حسینؓ کو دیکھ کر گریہ فرمانے لگے پوچھا گیا یا رسول یہ رونا کیسا فرمایا مرے اس لخت جگر کو بیدردی سے باغی لوگ قتل کر دیں گے رونا اس لئے ہے۔ آپ کی یہ پیشنگوئی بالکل ٹھیک ثابت ہوئی یزیدی فوجیوں کے ہاتھوں حضرت حسین شہید ہو گئے اور وہ یزید باغی ثابت ہوا جس یزید کو تنظیمی دھرم والے زمین سے اٹھا کر آسمان پر بٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اسے بہشتی [1] ثابت کرتے پھرتے ہیں۔

العیاذ باللہ

حاشیہ [1]:۔ مولوی غلام محمد فاضل دیوبندی نے لکھا ہے کہ مجھے اپنے ماں باپ کا علم تو نہیں مگر حضرت یزید کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہے رشید ابن رشید ص ۳۴۱

(۷) دوسرے لشکر کے امیر غزوہ قسطنطنیہ میں یزید بن معاویہ تھے اور یہ حضور کی نبوت کی بڑی دلیل ہے۔

ماہ نامہ دعوت لاہور کا امیر معاویہ نمبر ص ۳۳

نوٹ :- سبحان اللہ! اور دلائل اور براہین سے تسامح اور چشم پوشی اور یزید پلید کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر دلیل قرار دینا نہایت ستم ظریفی اور ابلہانہ کارروائی کے سوا اور کچھ نہیں یزید ملعون کو نبوت پر دلیل تب سمجھا جاتا جب کوئی ہم کو نبوت کی دلیل نہ ملتی وہ بھی کراہتاً مگر تنظیموں کو حمایت یزید درکار تھی اس لئے اس کو نبوت کی دلیل سمجھا جارہا ہے دلائل نبوت کے سلسلہ میں علمائے کرام نے بڑی بڑی اجلہ کتب رقم کررکھی ہیں جیسے دلائل النبوت علامہ بیہقی اور حجۃ اللہ علی العالمین علامہ نبہانی صاحب مگر اے تنظیمو! اگر ان کتابوں تک تمہاری رسائی نہ ممکن ہے تو صرف درس نظامی کی ابتدائی کتاب "تحفہ رسولیہ" کا مطالعہ کرلیجئے اور میرا مشورہ یہ ہے کہ یزید کی حمایت کو چھوڑ دیجئے کیونکہ یہ وہ شخصیت ہے جس کی زد سے بیت اللہ شریف کی حرمت وعظمت نہ بچ سکی نہ مدینہ میں مسجد نبوی کی تکریم و تعظیم محفوظ رہ سکی اس پر شاہد ایک اقتباس سنئے علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں رقم طراز ہیں "یزید کے لشکر نے بہت سوں کو قتل کیا اور فساد عظیم برپا کیا لوگوں کو اسیر بنایا مدینہ کی بے حرمتی کی اور یہ ایک مشہور بات ہے یہاں تک کہ تین سو نوجوان اور اتنے ہی صحابہ قتل ہوئے اور سات سو کے قریب قرآن کے قاری مارے گئے کئی روز مدینہ کی بے حرمتی ہوتی رہی مسجد نبوی میں نماز باجماعت نہ ہو سکی اہل مدینہ روپوش رہے یہاں تک

کہ کتوں اور بھیڑیوں نے مسجد میں داخل ہو کر رسول کریم کے ممبر پر پیشاب کیا پھر اس کا یہ لشکر حضرت ابن زبیر سے جنگ کیلئے مکہ کی طرف گیا اور وہاں ان لوگوں نے منجیق سے کعبہ پر سنگ باری کی اور اسے آگ سے جلایا۔

برق سوزاں ترجمہ اردو صواعق محرقہ ص ۶۳۵

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں "یزیدی لشکر مدینہ طیبہ کی تاراجی کے مکہ معظّمہ آیا اور حضرت عبداللہ ابن زبیر کا محاصر کر لیا ان سے قتال کیا ان پر منجیق کے ذریعے آتش باری کی یہ واقعہ ۶۴ھ کا ہے جس کی آگ کے شعلوں سے کعبہ کے پردے جل گئے چھت جل گئی اور اس مینڈھے کے وہ سینگیں جل گئیں جو اسماعیل کے مدلہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیجا تھا وہ دونوں سینگیں کعبہ کی چھت میں تھیں۔

کربلا کا مسافر ص ۱۹۱ نقلاً تاریخ الخلفا لیسوطی و صواعق

اے ناظرین محترم! ایسے سفاک اور بداطوار ملعون کو نبوت کی دلیل بنانا ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے اب فیصلہ تمہاری نگاہ کا منتظر جدھر چاہو ادھر کر دو یہ تمہاری ہی مرضی پر منحصر ہے۔ ع

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

۸ (ا) آپ (امیر معاویہؓ) سیدنا حضرت علی کے مقابلہ میں ضرور تھے مگر اس حقیقت کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرے گی کہ اس میدان میں حضرت معاویہ کو مجبوراً اترنا پڑا۔

(ب) جب سیدنا حضرت علی کی فوج شام پر حملہ کے ارادے سے نخیلہ تک پہنچ گئی تو اس وقت مجبوراً حضرت معاویہ مقابلہ کو نکلے۔

ج)حضرت معاویہ نے صفین میں ابتداء اور پہل نہیں کی آپ کو مجبوراً
ں مسلمانوں کی جنگ میں آنا پڑا۔

ماہ نامہ دعوت لاہور امیر معاویہ نمبر
علی الترتیب ص ۴۷/ ۳۸،۵۳/ ۵۴

(یاد رہے کہ ماہ نامہ دعوت تنظیمی مسلک کا اپنا جاری کردہ ماہ نامہ ہے)

وٹ:- تنظیمی عقائد کے نمبر ۸ کی تینوں عبارتوں میں خط کشیدہ لفظ
جبوراً قابل غور و التفات ہے کیونکہ اس لفظ کو تین مقاموں میں داخل کر
کے یہ تاثر پیدا کیا گیا ہے کہ حضرت علی نے صفین میں جنگی ابتداء اور
پہل کی ہے اور امیر معاویہؓ کو مجبوراً دفاعی لحاظ سے بالمقابل جنگ میں آنا
پڑا اب مناسب ہے کہ یہاں تنظیمی جماعت کے معتمد اور جید مفسر عالم
دین کی زبانی ان کی تسلی کروادی جائے تاکہ اصل حقیقت سامنے آجائے
اور ان کا بہتان جو حضرت علی کی ذات پر لگایا جارہا ہے اس کا صفایا ہو جائے
اور حضرت علی کی شان دوبالا ہو جائے چنانچہ خاندان ولی الٰہی کے چشم و
چراغ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"چوں امیر (حضرت علی) راخبر شد کہ لشکر معاویہ شہر انبار
را غارت کروند بنفس نفیس خود پیادہ از دولت خانہ رواں شد تا بموضع
نخیلہ کہ بیروں شہر کوفہ است رسید بعضے یاراں از عقب دویدند"

تحفہ اثنا عشریہ قدیم ص ۳۹۴

یعنی جس وقت حضرت علیؓ کو خبر ہوئی کہ معاویہ کا لشکر حملہ کر
کے شہر انبار کو برباد کر رہا ہے تو حضرت علی اپنے گھر سے اکیلے پاپیادہ چل
پڑے اور موضع نخیلہ تک جا پہنچے دوسرے یاران جانثاراں حضرت علی

پیچھے بعد میں جا ملے۔ اب غور کیجئے سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت علی پر نخیلہ کے مقام تک پہنچنے کا الزام لگایا جا رہا ہے اور اس کے بر عکس مجبوراً کا لفظ استعمال کر کے محاربین کی آمد بیان کی جا رہی ہے یہ کس طرح حق بجانب ہے کیا وہ گروہ جو جنگ کی ابتداء کر رہا ہو اس کا قائد بغیر لشکر نخیلہ کے مقام پر پاپیادہ جا سکتا ہے۔ اسی سلسلہ میں علامہ ابن حجر نے بھی لکھا ہے ''آپ کے خلاف حضرت معاویہ اور آپ کے شامیوں ساتھیوں نے خروج کیا حضرت علی کو جب اطلاع ملی تو آپ چل پڑے۔

برق سوزاں ترجمہ صواعق ص ۴۰۶

اب ان ہر دو اصحابہ کا آپس میں تنازع کے ہو جانے کے بارے میں ہمارا موقف کیا ہے۔ کیا ان دونوں حضرات پر طعن و تشنیع روا ہے یا نہ اس کا جواب علمائے حق نے بڑی شرح وبسط سے دیا ہے اس بارہ میں ہمارا مسلک یہ ہے۔

مسلک اہل سنت و جماعت:۔ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ كَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ وَاَنَّ مَنْ حَارَبَهُ مُخْطِيٌّ فِي الْاِجْتِهَادِ فَهُوَ مَعْذُوْرٌ وَاِنَّ كُلًّا مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ عَادِلٌ صَالِحٌ وَلَا يَجُوْزُ الطَّعْنُ فِي اَحَدِهِ مِنْهُمْ لِاَحَادِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ فِي مَدْحِ الصَّحَابَةِ وَنَهْيِ عَنْ سَبِّهِمْ وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ۔

سنیوں کا عقیدہ ہے کہ حق علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہے آپ نے جو لڑائی کی ہے وہ اجتہادی غلطی ہے جس پر وہ معذور سمجھے گئے ہیں لیکن ہر در فریق صحابہ میں سے تھے جن کی بابت علماء کرام کا یہ مقولہ ہے کہ اصحابی کل ھم عدول صحابہ تمام کے تمام صاحب عدل ہیں یہ ہرگز

موردالزام سنیں ان پر لعن طعن ہرگز نہ کیا جائے یہی مذہب حق ہے اور اسی پر مدار ہے۔

(۹) تنظیمی حضرت علی کی خلافت پر ناقدانہ انداز میں امیر معاویہ کے اس قول کا ساتھ دیتے ہوئے کہتے ہیں "کہ نہ ہماری رائے میں ابھی خلافت کا انعقاد ہوا ہے جب انعقاد ہوا ہی نہیں تو خلافت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا پہلے قصاص عثمان کا مطالبہ اور بعد میں نئے سرے سے امارت کا انتخاب کیا جائے گا حضرت علی کی خلافت اصول انتخاب کے پیش نظر غیر مسلم ہے"

امیر معاویہ نمبر ص ۱۳۸

نوٹ:- حضرت عثمان کے شہید ہو جانے کے بعد سب سے پہلا کام خلیفہ کا تقرر تھا اس لئے کہ ملکی نظم و نسق میں کوئی خلل واقع نہ ہو جائے اس مدعا کے پیش نظر مدینہ کے تمام لوگ جمع ہو کر حضرت علی کے پاس آئے جن میں اہل بدر صحابہ بھی شامل تھے انہوں نے عرض کیا اب ایک امیر کا ہونا ضروری ہے ہم آپ کے سوا اس عہدہ خلافت پر زیادہ حقدار کسی اور کو نہیں سمجھتے چنانچہ اس طرح حضرت علی کی صحابہ نے بیعت کر لی اور انہیں اپنا خلیفہ منتخب کر لیا جسے حضرت علے نے بھی منظور فرمالیا امیر معاویہ اس وقت شام میں تھے ان کی طرف بھی ایک بیعت نامہ بھیجا گیا تو معاویہؓ نے حضرت علی کی بیعت ہونے سے انکار کر دیا اس انکار کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں نے امیر معاویہ کو باغی کہنا شروع کر دیا اب بغاوت کے تصور کا امیر معاویہ نے یہی جواب دیا جس کو تنظیمی جماعت کے عقیدہ نمبر ۹ کے تحت درج کیا گیا ہے یعنی معاویہ نے کہا کہ

کہ ہم خلافت علیؓ کو تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ سب سے پہلے حضرت عثمان کے قاتلین سے اس کے قتل کا قصاص لینا چاہئے تھا نہ کہ خلافت کا انتخاب امیر معاویہ کے اس قول کی حمایت میں تنظیم والوں نے اپنا عقیدہ استوار کر لیا، مگر اس معاملہ میں خلافت علی حق بجانب تھی اور برعکس اس کے امیر معاویہ باغی تھے جیسا کہ عبدالعزیز شاہ صاحب محدث دھلوی نے بھی بغاوت معاویہ کا ذکر کیا ہے، آئندہ اس کا حوالہ عرض کیا جائے گا مگر پہلے حضرت علیؓ کی خلافت کا مختصر واقعہ سنئے۔

خلافت علیؓ:- (۱) علامہ ابن حجر الہیتی مکی فرماتے ہیں "گزشتہ بیان سے معلوم ہو گیا ہے کہ ارباب اہل و عقد کے اتفاق سے جس میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ابو موسیٰ، حضرت ابن عباس، حضرت خزیمہ بن ثابت اور حضرت ابی الھیثم بن البتہان، حضرت محمد بن سلمہ اور حضرت عمار بن یاسر شامل ہیں خلفائے ثلاثہ کے بعد امام المرتضیٰ ولولی المجتبیٰ حضرت علی ابن ابی طالب کے حقدار نہیں اور شرح مقاصد میں بعض متکلمین سے بیان کیا گیا ہے کہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور شوریٰ کے زمانہ میں اس کے انعقاد کی وجہ یہ ہے کہ خلافت کے حق دار علی یا عثمان اور یہ اجماع اس بات پر ہے کہ اگر عثمان نہ ہوں تو خلافت حضرت علی کیلئے ہے۔

برق سوزاں ترجمہ صواعق اردو ص ۴۰۸-۴۰۹

(۲) امام جلیل خاتم الحفاظ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ عنہ فرماتے ہیں "بُویِعَ عَلَی الْخِلَافَةِ بَعْدَ الْغَدِ مِنْ قَتَلَ عُثْمَانَ بِالْمَدِیْنَةِ فَبَایَعَهُ جَمِیْعُ مَنْ کَانَ بِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ۔

یعنی قتل عثمان کے دوسرے دن حضرت علی کی خلافت پر سب کے سب صحابہ جو مدینہ میں موجود تھے انہوں نے حضرت علی کی خلافت کیلئے بیعت کرلی۔

تاریخ الخلفاء للسیوطی بحوالہ کربلا کا مسافر ۱۴۲

(۳) امام ابو جعفر محبّ طبری ریاض النضرہ جلد دوم صفحہ نمبر ایک سو چھبیس پر ارقام فرماتے ہیں جَاءَ النَّاسُ کُلُّ ھُمْ اِلیٰ عَلِيٍّ لِیُبَا یِعُوْہُ فَقَالَ لَھُمْ لَیْسَ ھٰذَا اِلَیْکُمْ اِنَّمَا ھُوَ اِلیٰ اَھْلِ بَدْرٍ فَمَنْ رَضِيَ بِہٖ اَھْلَ بَدْرٍ فَھُوَ الْخَلِیْفَۃُ فَلَمْ یَبْقَ اَحَدٌ مِنْ اَھْلِ بَدْرٍ اِلاَّ قَالَ مَانَرٰی اَحَقَّ لَھَا مِنْكَ فَلَمَّا رَاٰی عَلِي ذَالِكَ جَاءَ الْمَسْجِدَ فَصُورَ الْمِنبَر وَکَانَ اَوَّلَ مَنْ صَعِدَ بَایِعَہُ طَلْحَۃَ وَ الزُّبَیْرَ وَ سَائِر اصحَاب مُحَمّد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔

کربلا کا مسافر ص ۱۴۳-۱۴۲

یعنی سب لوگ حضرت علی کے پاس آئے تاکہ وہ حضرت علی کے ہاتھ بیعت خلافت کریں تو حضرت علی نے کہا کہ یہ تمہارا حق نہیں اہل مدینہ، اہل بدر جسے پسند کریں وہ خلیفہ ہے پھر تمام اہل بدر نے کہا کہ اے علی آپ سے زیادہ خلافت کا کوئی حقدار نہیں تو اس وقت حضرت علی مسجد میں تشریف لائے اور ممبر پر جلوہ افروز ہوئے سب سے پہلے حضرت طلحہ وزبیر نے پھر سارے صحابہ نے بیعت کی۔

نوٹ :۔ جن لوگوں نے خلافت علیؓ کے انعقاد کا انکار کیا تھا اور تنظیمی حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے اس حقیقت کو اب ناظرین صاحبان نے خوب سمجھ لیا ہوگا کہ حضرت علیؓ کی خلافت پر اجماع ہوا تھا یا علیؓ خود بخود

تخت خلافت پر سوار ہو گئے میرے بھائی! حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت حق اور بر حق ہے سنئے اس کے بر حق ہونے کی دلیل۔

معیار حق :- (۱) عَنْ اَبُوْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم اَكْثَرُ يَا عِمَارَ يَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةَ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے عمار تجھے باغی ٹولہ قتل کرے گا۔

(۱) مسلم ترجم ج ۶ ص ۴۴۲

(۲) ترمذی ج ۲ ص ۲۲۱

(۲) شیخ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ قَالَ الواقدی وَالَّذِيْنَ اَجْمَعَ عَلَيْهِ قَتلَ عَمارَ اَنَّهُ قُتِلَ مَعَ عَلِيِ بِصَفِيْنَ سَنَةٌ سَبْعَ وَ ثَلاثِين وَهُوَ ابنَ (۹۳) سَنَةً وَدُفِنَ هُنَاكَ۔ یعنی واقدی نے کہا ہے کہ عمار بن یاسر کے قتل کے بارہ میں وہ چیز جس پر اجماع کیا گیا ہے کہ ۹۳ سال کی عمر میں ۳۷ھ میں حضرت علی کی حمایت میں صفین کے جنگ میں قتل ہوا اور وہیں ہی دفن ہوئے۔

تہذیب التہذیب ۷ ص ۴۰ بحوالہ کربلا کا مسافر ص ۲۰۳

ان احادیث کے پیش نظر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ حضرت علی کی خلافت حق ہے۔

(۳) امام نووی شارح مسلم شریف کے جلد دوم صفحہ دو سو چھیانوے میں رقم کرتے ہیں۔ قَالَ الْعُلَماَء هٰذَا الْحَدِيْث حُجَّةٌ ظَاهِرَةٌ فِيْ اَنَّ عَلِياً كَانَ مُحقَقِ مُصِيبًا وَ الطَّائِفَةَ الْاُخْرٰى بَغَاتِ مُجتَهِدُوْنَ فَلاَ اِثم عَلَيْه۔ یعنی علما کا کہنا ہے یہ کھلی ہوئی اس بات کی دلیل ہے کہ علی حق

اور صواب پر تھے اور دوسرے گروہ یعنی امیر معاویہ اور اس کا گروہ باغیوں میں سے تھے مگر یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی جس پر کوئی عذر نہیں (اگر مجتہد سے خطاب ہو جائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا)۔

(۴) غوث الزمانی قطب ربانی شہ باز لامکانی بھی اس سلسلہ میں اس طرح فرماتے ہیں۔ قَالَ فَاِنَّ بَیْعَتِی لَا تَکُوْنُ سِرًّا وَلٰکِنْ اَخْرُجَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَبَایَعَہُ النَّاسُ فَکَانَ اِمَاماً حَقّاً اِلٰی اَنْ قُتِلَ۔ یعنی حضرت علی نے فرمایا میری بیعت علی الاعلان ہوگی پھر مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کی بیعت کی پس آپ خلیفہ برحق ہوئے اور وقت شہادت تک امام برحق ہی رہے۔

غنیۃ الطالبین ج ا ص ۸۷

اس کے برعکس خروج کرنے والوں کے متعلق شاہ عبدالعزیز شاہ محدث دہلوی فرماتے ہیں "اہل سنت قاطبہ اجماع دارند ہر انکہ معاویہ بن ابی سفیان از ابتدائے امامت حضرت امیر (علی علیہ السلام) بغایت تفویض حضرت امام حسن تا واز بغات بود کہ اطاعت امام وقت نداشت۔

تحفہ اثناعشریہ ص ۳۹۴

یعنی اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان خلافت علی سے لے کر امام حسن کی خلافت سے دستبردار ہونے تک باغی رہا۔

نوٹ:- یاد رہے کہ یہ اختلاف و فساد کوئی ذاتی جھگڑا نہ تھا بلکہ قتال عثمان کی بابت سیاسی کشمکش تھی جو نااہل لوگوں کی وجہ سے طول پکڑ گئی جیسا کہ امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ "قَالَ الْکَمَالُ اِبْنُ

شَرِیْفٍ لَیْسَ الْمُرادُ بَاشْجَرَ بَیْنَ عَلِیٍّ و مُعَاوِیَةَ الْمنَازِعَةَ فِی الْاَمَارَتِ کَمَا تَوَہَّمَہٗ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا الْمُنَازِعَتَهٗ کَانَ بِسَبَبِ قَتَلَةِ بِعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عنه اِلٰی عَشِیْرَتِهٖ ط

الیواقیت والجواہر ص ۵۹

یعنی کمال ابن شریف نے کہا ہے کہ حضرت علی اور معاویہ کے درمیان جو نزاع تھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ امارت کے سلسلہ میں نزاع تھی جیسا کہ بعضوں کو اسی بات کا وہم ہوا ہے نزاع دراصل عثمانؓ کے قتل ہونے کے بارہ میں تھی لواحقین عثمان کہتے تھے کہ قاتلان عثمانؓ کو اس کے خاندان کے حوالے کر دیا جائے تاکہ یہ ان سے انتقام لے سکیں اس نزاع کی یہی حقیقت تھی۔

امیر معاویہؓ کے متعلق عقیدہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک اشتہار لکھ کر شہروں میں آویزاں کرتے ہیں جس میں جنگ صفیں کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔ کَتَبَهٗ اِلٰی اَهْلَ الْاَمْصَارِ وَ تَقَصُّ مِنْهُ مَاجَرٰی بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ اَهْلَ صِفِّیْنَ وَکَانَ بَدَاءُ اَمْرِنَا اَنَا الْتَقَیْنَا وَالْقَوْمَ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَ الظَّاهِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَ نَبِیَّنَا وَاحِدٌ وَ دَعْوَتَنَا فِی الْاِسْلَامِ وَاحِدَةٌ لَا تَسْتَزِیْدُهُمْ فِی الْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِیْقِ رَسُوْلِهٖ وَلَا نَسْتَزِیْدُوْنَنَا اَلْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اِخْتَلَفْنَا فِیْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بُرَآءُ۔

یعنی مختلف علاقوں کے باشندوں کو صفیں کی روئیداد سے مطلع کرنے کیلئے تحریر فرمایا کہ ابتدأ صورتحال یہ تھی کہ ہم اور شام والوں میں مذہبی کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ ہمارا اور ان کا رب ایک ہے اور ہمارا نبی ایک

اور دعوت اسلام بھی ایک ہے نہ ہم توحید و رسالت کے ساتھ ایمان لانے میں ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں دینی امر اءایک ہے صرف اختلاف قصاص سیدنا عثمانؓ کے متعلق تھا جس سے ہم بری ہیں۔

نوٹ:۔ حضرت علیؓ کے ساتھ امیر معاویہ کی جنگ بھی ہوئی مگر حضرت علیؓ نے تبرابازی نہیں کی بلکہ ان کو مومن و مسلمان ہی سمجھا اور ایمانی موازنہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم دونوں فریق ایمان وایقان میں ایک ہیں یہی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام کے تمام صحابہ عادل ہیں اور ان کا مقام سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی مخلوق سے کم نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کے درجہ کے بعد صحابہ ہی کا مقام ہے ان پر کیچڑ اچھالنا تبرابازی وگالی گلوچ سے کام لینا بدترین جہالت وگمراہی ہے۔

(۱۰) سیدنا حسن (رضی اللہ عنہ) کی وفات زہر سے ہوئی ہی نہیں اور نہ حضرت کو زہر دی گئی ہے۔

امیر معاویہ نمبر ص۱۱۸

نوٹ:۔ حضرت حسن کی شہادت بلاشبہ زہر سے ہوئی اس پر اکثر قرآئن موجود ہیں چنانچہ دیکھئے صواعق میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ”آپ کی بیوی جعدہ دختر اشعث بن قیس الکندی کو یزید نے زہر دینے کیلئے خفیہ طور پر بھجوایا یزید نے آپ (حضرت حسن) کی شادی اس سے کروائی اور اس پر ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا اور اس نے آپ کو زہر دے دیا آپ چالیس روز تک بیمار رہے جب آپ فوت ہوگئے تو اس (جعدہ بنت اشعث) نے یزید کو وعدہ پورا کرنے کے متعلق پوچھا اس نے (یزید نے) جواب دیا ہم نے تو حسن کیلئے بھی تجھے پسند نہیں کیا تجھے اپنے لئے کیسے

پسند کر سکتے ہیں۔

برق سوزاں ترجمہ صواعق ص ۴۷۴

اس سلسلہ میں اس بات پر یہ قرینہ بھی صادق آتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی پر الشہادتین میں لکھتے ہیں جو کمالات اور خوبیاں جداجدا پیغمبروں میں تھیں وہ تمام ہمارے نبی میں جمع ہو گئی تھیں صرف ایک کمال کافی تھا اور وہ کمال یا مرتبہ شہادت ہے جس کی کمی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کمی کو اس طرح پورا کیا شہادت دو قسمی بنائی ایک شہادت جہری اور دوسری شہادت سری۔ جہری شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں حاصل کی اور سری شہادت حضرت حسن نے زہر کھا کر حاصل کی ان دونوں شہادتوں کے مجموعہ شہادت کے مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اس لئے کہ الولد سر بوالدیہ بیٹے کا کمال باپ کا کمال تصور ہوتا ہے اس قرینہ کے تحت حضرت حسن کی شہادت کا انکار کرنا در حقیقت حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کمال شہادت کا انکار ہے۔

(۱۱) آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا ارشاد جو آپ کی رائے پر مبنی تھا فقط مشورہ اور رائے کی حیثیت رکھتا ہے۔

بشریت النبی ص ۹۸

نوٹ :۔ حضور علیہ السلام کی ہر بات وحی الٰہی ہوتی ہے وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ جو چیز آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے نکلتی ہے وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بلکہ وحی حق ہو کر نکلتی ہے اسی آیہ کی تفسیر یوں بیان ہوئی ہے۔ "کَیْفَ یَنْطِقُ

عَنِ الْهَوٰی کَانَ مُقَدَّساً عَنْ شَوائِبِ الْخَلِیْقَةِ مُنَوَّرًا بِاَنْوارِ الْحَقِیْقَةِ کَانَ نَقْطَ الْحَقِ"۔ یعنی آپ نفس خواہشانی سے کیسے بات کریں جبکہ آپ کی ذات سے خواہش کی علت سلب کر لی گئی ہے آپ عام پیدائش کے لوازمات سے مقدس اور حقیقت کے انوار سے منور ہیں اس لئے ان کی گویائی حق ہی حق ہے۔

تفسیر عرائس البیان ج ۲ ص ۳۸۵

ناظرین محترم! یہ تھا مختصر خاکہ تنظیمی جماعت کا جو آپ کے سامنے ہے آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ یہ جماعت کس منزل کا راستہ تلاش کر رہی ہے میرا اندازہ تو یہ ہے کہ یہ جماعت خارجیت کی طرف دھیرے دھیرے قدم اٹھا رہی ہے۔

اسلامی جماعت:- اس جماعت کے مورث اعلیٰ سید ابو الاعلےٰ مودودی صاحب ہیں یہ شروع ہی سے ایک سیاسی جماعت ہے جس کی ظاہری خواہش تو یہ ہے کہ ملک بھر میں اسلامی حکومت قائم ہو ظاہری اصول تو یہ بہت اچھا ہے مگر یاد رہے کہ یہ جماعت جو قانون رائج کرنا چاہتی ہے وہ قرآن اور حدیث سے اخذ شدہ نہیں ہے بلکہ مودودی صاحب کے خیالات پراگندہ کا ڈھنڈورہ ہے گویا (قانون جماعت اسلامی) مودودی صاحب کے اصولوں کا ایک پلندہ ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ جماعت بھی وہابیت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کو ابھی واضح کر دیا جائے گا۔ مودودی اور اس کی نام نہاد جماعت نے گو اپنا نام اسلامی جماعت تجویز کر لیا ہے مگر جو اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیا ہے اس اسلام سے اس جماعت اسلامی کو دور کا واسطہ بھی

نہیں یہ محض ایک خوش نما دھوکہ ہے جس کی وجہ سے بھولی عوام ان کا ساتھ دے رہی ہے مولانا مودودی صاحب تقلید کو کفر و شرک تصور کرتے ہیں قرآن پاک کی تفسیر بیان کرنے میں اٹکل پچو درایت سے کام لیتے ہیں اور حدیث رسول پر تنقید کرنے سے نہیں جھکتے سابقہ بیان وعیان شدہ گروہوں کی طرح انبیاء علیہم السلام اولیاء عظام محدثین کرام اور مجددین اسلام پر اعتراض کرنے سے نہیں گھبراتے مولانا مودودی کے افکار و خیالات اور واقعات و اعتقادات جو اس کے لٹریچر میں موجود ہیں اب ان سے چند اقوال پیش کیے جائیں گے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ اسلامی جماعت کا دھندہ بھی وہابیت میں الجھا ہوا ہے سب سے پہلے مودودی صاحب کا تشخص ملاحظہ فرمائیے۔

تشخص مودودی: ۔(۱) میں نے اس قرآن کے الفاظ کو اردو جامہ پہنانے کی بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر مرے دل پر پڑتا ہے اسے حتیٰ الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کردوں۔

تفسیر تفہیم القرآن ج ا ص ۱۰ دیباچہ ترجمہ قرآن

(۲) نہ میں مسلک اہل حدیث اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت و شافعیت کا پابند ہوں۔

(رسائل و مسائل ج ا ص ۱۱۵ بحوالہ جماعت اسلامی ص ۲۲

(۳) میرے نزدیک اہل علم کیلئے تقلید و ناجائز اور گناہ ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بدتر چیز ہے۔

رسائل و مسائل

م) میں نے دین کو ماضی وحال کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ
آن اور حدیث سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔
ماہ نامہ ترجمان القرآن ۱۹۴۵ء

مودودی کی قرآن دانی :-ناظرین محترم! یہاں مودودی صاحب کا
یک تفسیری نوٹ پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے
مودودی صاحب قرآنی علوم کے نکتہ داں ہیں یا قرآنی علوم و معرفت
سے ناداں اقتباس کے ملاحظہ کرنے کے بعد تم کو حقیقت علمیہ مولانا
مودودی سے خوب واقفیت ہو جائیگی۔ مولوی مودودی اپنی تفسیر میں یہ
لکھتے ہیں "جس طرح موسیٰ علیہ السلام بے خبر تھے کہ انہیں نبی بنایا
جانے والا ہے اور ایک عظیم الشان مشن پر وہ معمور کئے جانے والے ہیں
ان کے حاشیہ خیال میں بھی اس کا ارادہ یا خواہش تو درکنار اس کی توقع
تک نہ گزری تھی بس یکا یک انہیں راہ چلتے کھینچ بلایا گیا اور نبی بنا کر وہ
حیرت انگیز کام ان سے لیا گیا جو ان کی سابقہ زندگی سے کوئی مناسبت
نہیں رکھتا تھا ٹھیک ایسا ہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ بھی پیش آیا۔
تفسیر تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۶۶۷ حاشیہ نمبر ۱۰۹

نوٹ :-(۱) قرآن پاک میں یہ ذکر موجود ہے جس وقت رب کریم
نے انبیاء علیہم السلام کے روحوں کو جمع کر کے ان سے یہ عہد لیا کہ اے
ارواح انبیاء میں تجھے جس وقت عالم مثال میں نبوت اور علم اور حکمت
سے منور کر کے بھیج دوں اور وہاں تمہارا زمانہ نبوت عین عروج کی
منزلوں کو چھوڑ رہا ہو اس وقت اگر میں اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) کو نبوت اور رسالت سے نواز کر مبعوث کر دوں تو تم سب کے سب انبیاء اپنی اپنی نبوت کا تاج اتار کر میرے حبیب کی امت میں شامل ہو جانا فقط صرف ایمان ہی نہیں لانا بلکہ ایمان لا کر ان کی ہر طرح کی امداد بھی کرنا تمہارے لئے لازم ہے چنانچہ یہ مضمون قرآن پاک میں ان لفظوں میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔ "وَاِذَا اَخَذَ اللّٰہُ مِیثَاقَ النَّبِیِّنَ لَمَا اٰتَیتکُم مِنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَۃٍ الی آخر"۔

القرآن ۳:۸۱

(۲) جس زمانہ میں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تو اس وقت فرعون بنی اسرائیل کے بچوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہا تھا حضرت موسیٰؑ کی والدہ اس بارہ میں سخت تشویشناک تھیں کہ کہیں میرا بچہ بھی اس نالائق کافر کے ہاتھوں موت کے گھاٹ نہ اتر جائے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کر دی جس میں یہ حکم تھا کہ اے ام موسیٰ اگر تجھے قتل موسیٰ کا خطرہ لاحق ہو جائے تو موسیٰ کو دریا میں ڈال دینا میں تیرے بیٹے موسیٰ کی پوری خبر داری رکھوں گا۔ چنانچہ یہ مضمون بھی قرآن پاک میں اس طرح موجود ہے "وَاَوْحَینا الی اُمّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْہِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْہِ فَاَلْقِیْہِ فِیْ الْیَمّ وَلَا تَحزَنِی اِنَّا رَادُّوْہُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوہُ مِنَ الْمُرسَلِیْنَ"

القرآن ۲۸:۸

یعنی موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلاتی جا اگر کہیں دشمن کا زیادہ خوف و خطرہ ہو جائے تو اسے دریا میں ڈال دینا پھر دوبارہ ہم اس کو تیری طرف

ہی لوٹادیں گے اور سن لو یہ موسیٰ دشمنوں سے بچارہے گا بالآخر میں اسے رسولوں میں سے ایک رسول بناؤں گا۔ اس قرآنی بیان سے نتیجہ یہ نکلا کہ موسیٰؑ کے اعلان نبوت کرنے سے پہلے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو یہ علم تھا کہ میرا لڑکا نبی بنے گا پھر کیسے ممکن ہے کہ موسیٰؑ قبل از اظہار نبوت اپنے نبی ہونے کے علم سے بے خبر ہو یا یہ کس طرح ہو سکتا ہے جس وقت ارواح انبیاء کو پکارا گیا کیا اس وقت موسیٰ علیہ اسلام کا روح موجود نہ تھا تھا اور ضرور تھا یہ صرف مودودی صاحب کی نادانشمندی کا ثبوت ہے اور کم فہمی کا نتیجہ ہ کہ ''موسیٰؑ بے خبر تھے کہ انہیں نبی بنایا جانے والا ہے'' تا'' یہ مودودی صاحب کی ہٹ بازی صرف موسیٰ کیلئے نہیں بلکہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیلئے بھی یہی عقیدہ ظاہر کرتا ہے کہ ''ٹھیک ایسا ہی معاملہ\ آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔

العیاذ باللہ

ع خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

(۳) عَنْ اَبُو ھریرۃ قَالَ قَالُوا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ متیٰ وَجَبَتْ لك النُبوَّتَ قَالَ بَیْنَ اٰدمَ وَ نَفخَ الرُّوْحَ فِیْمَا۔

مشکوٰۃ مترجم ج ۳ ص ۱۴۱

یعنی ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کو نبوت کب سے ملی ہے آپ نے جواباً فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم میں روح اور جسم نے تعلق نہیں پکڑا تھا صرف یہی نہیں بلکہ ہمارے نبی اپنی نبوت کا مکمل علم رکھتے ہیں فرماتے

ہیں میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا چنانچہ عرباص بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا ''اِنِّیْ عِندَ اللّٰہِ مَکْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّینَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِی طِینَتِہٖ''۔ یعنی ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ابھی تک گوندھی ہوئی مٹی کے درمیان ہی تھے میں اس وقت سے نبی ہوں اور ساتھ خاتم الانبیاء بھی ہوں ایسے ہی کتب احادیث میں اس قسم کی ہزاروں احادیث موجود ہیں جن سے یہی مضمون ملتا ہے کہ میں اول الخلق ہوں اور نبی ہوں ان فرامین رسول امین کے بالمقابل مودودی کا عبارتی تفسیری نوٹ پرکھ کر جانچ پڑتال کریجئے جس تفسیر میں بے دردی سے کہدیا گیا ہے کہ جس طرح موسیٰؑ کو نبی ہونے سے پہلے لاعلمی تھی اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ بھی اس طرح کا تھا یہ قول کتنا حق بجانب ہے یا بالکل لغو اور بے ہودہ فرسودہ کلام ہے۔یاد رہے کہ یہ باطل اور محض باطل ہے یہ فقہائے کرام اور مفسرین عظام کے اقوالات سے علیحدگی اور اپنے طاغوتی دماغ پر بھروسہ کرنے کا ثمرہ ہے یہ وہی مودودی ہے جن کے متعلق علمائے دیوبند اور سہارنپور نے کہا کہ مودودی اور اس کی جماعت سے کنارہ کش رہنے میں سلامتی ہے۔ مکتوبات شیخ الاسلام کے حاشیہ میں ہے کہ ''مودودی تحریک جو جماعت اسلامی کے نام سے چلائی جارہی ہے دیوبند اور سہارن پور اور دہلی.......... وغیرہ کے مفتی صاحبان اور معمر علمائے کرام کی اکثریت اس جماعت کو مسلمانوں کیلئے مضر سمجھتی ہے.......... مسلمانوں کو مشورہ دیتی ہیں کہ مسلمان اس جماعت سے کنارہ کش رہیں دین کی سلامتی اسی میں ہے۔

بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۱۳۶

اے جماعت اسلامی کے علمبر دارو! سنو اور کان دھر کر سنو اگر اپنے دامن کو دین حق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمیں دیا ہے کے ساتھ وابستہ رکھنا چاہتے ہو تو تعلیمات مودودیہ کو زنادقہ اور ملحدانہ تعلیم تسلیم کرنا پڑے گی اور معلم کو بھی زندیق اور ملحد شمار کرنا ہو گا اب یہ انحصار تمہاری مرضی پر۔

ع پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

میں تو اب خداوند قدوس کے دربار عالیہ میں ملتجی ہوتا ہوں۔

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در دے
مرے مولی تیری مرضی جدھر چاہے ادھر کر دے

اے قادر مطلق تیرے حضور میں دعا ہے ہمیں اور ہمارے ہم مسلک بھائیوں کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گستاخوں میں سے محفوظ و مامون رکھ۔ آمین بجاہ النبی الکریم الروف الرحیم

(۵) یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں کہ بخاری میں جتنی احادیثیں درج ہیں ان کے مضامین کو جوں کا توں بلا تنقید قبول کر لینا چاہیے۔

ترجمان القرآن نومبر، دسمبر ۱۹۵۰ء

بحوالہ مسلمہ خلافت و حکومت ص ۶۷

(۶) مجھے گروہ علمائے میں شامل ہونے کا فخر حاصل نہیں ہوا میں ایک بیچ راس کا آدمی ہوں میں نے جدید اور قدیم طریق ہائے تعلیم سے کچھ پایا ہے اور دونوں کو چوں کو چل پھر کر دیکھا ہے اپنی بصیرت کی بناء پر نہ میں قدیم گروہ کو سراپا خیر سمجھتا ہوں اور نہ جدید گروہ کو۔

ترجمان القرآن ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

بحوالہ مودودی جماعت ص۵

نوٹ :- مولوی مودودی صاحب کا مطالعہ اس قید و بند کا پابند نہیں کہ آیت کے ضمن میں رسول خدا فداہ امی وابی نے کیا بات فرمائی ہے۔

یا عبداللہ ابن عباسؓ اور عام صحابہ کرام یا خلفائے راشدین سے کیا منقول ہے یہ سب اس کی نظر میں پرانا ذخیرہ ہے اور احادیث خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا تنقید قبول کر لینا بھی پسند نہیں کرتا ذرا سوچنے کی بات ہے جو درس گاہ نبوت کے تربیت یافتہ صحابہ تک معیار حق نہیں مانتا تو پھر مودودی صاحب کی کیا ضمانت ہے کہ جو ان کے ذہن و فکر نے قبول کیا ہے وہ سولہ آنے صحیح اور درست بات ہے پھر جن بزرگان دین نے ۲۰-۳۰ سال تک چٹائیوں پر بیٹھ کر خشک اور باسی روٹی کے ٹکڑوں سے گزارہ کر کے دین متین کی تعلیم حاصل کی ہو اور اجتہاد کا مقام حاصل کیا ہو ان بزرگوں کو بھی آں جہانی صاحب نے معاف نہیں کیا ان پر بھی دل برداشتہ ہو کر بھڑاس نکالتے ہوئے لکھتے ہیں "اس باز پرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنزالدقائق وہدایہ اور عالمگیری کے مصنفوں کے دامن میں پناہ مل سکے گی البتہ بعض جہلا کو یہ جواب دینے کا موقع ضرور مل جائے گا کہ رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا کُبَرآءَ نَا فَاَضَلُّوْہُ سَبِیلاَہ رَبَّنَا اٰتِھِمْ ضِعْفً مِنَ الْعَذَاب وَلعناً کبیراً"

حقوق الزوجین ص۹۶ بحوالہ مودودی جماعت ص۶

نوٹ :- اصل میں یہ آیہ شریفہ ان کفار اور مشرکین کے حق میں وارد ہوئی ہیں جو یہاں اس دنیا میں کفر و شرک میں مبتلا رہے ہیں وہ جب

خ میں ڈالے جائیں گے تو وہ کفراور شرک سے بے زاری کا اعلان
طرح کریں گے۔اے پروردگار ہمیں اپنے بڑوں نے دھوکہ میں
ا اور ہمیں راہ راست سے باز رکھایا اللہ! اب ہمارے عوض ان ہی کو
ادے اس آیہ شریف کی حقیقت تو یہ تھی مگر مودودی صاحب نے
ج تان کر یہ الزام صاحب ہدایہ اور صاحب کنزاور صاحب عالمگیری کی
ف منسوب کر دیا اور ان کی کتابوں کے پڑھنے والوں کو ان مشرکین
ے ساتھ ملا کر ذکر دیا۔ دیکھئے اس مسٹر صاحب نے فقہائے کرام کی کتنی
ت توہین کی ہے حالانکہ فتاوی عالمگیریہ میں لکھا کہ عالم دین کی تحقیر
نا تکفیر سے کم نہیں تمثیلاً فرماتے ہیں فقط عالم کو عویلم کہے تو کہنے والا
فر ہو جاتا ہے اب اس جگہ مودودی صاحب کی ایک چالاکی ملاحظہ
رمایئے وہ یہ کہ حالیہ عبارت جسے مستخطی سے ظاہر کیا گیا ہے وہ عبارت
وجودہ کتابوں کے ایڈیشنوں سے غائب کر دی گئی ہے اب مسٹر
ودودی نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ جس جگہ اپنے عبارت کو
فتار ہوتے ہوئے دیکھا تو فوراً .... کی طرح پینترا بدلا اور گرفتہ
عبارت کی ترمیم کر ڈالی یا سرے سے بالکل غائب کر دی اس طرح کی
ودودی کی کئی عبارات ہیں جو پہلے کچھ ہیں اور اب کچھ۔ چنانچہ ایک
یاسی کشمکش نامی کتاب ہے جس کی ایک عبارت کے ساتھ یہی کھیل کھیلا
گیا ہے وہ عبارت یہ ہے "افسوس لیگ کے قائداعظم سے لے کر
چھوٹے مقتدیوں تک ایک ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز و
فکر رکھتا ہو اور اسلامی نکتہ نگاہ سے دیکھتا ہو" لیکن قیام پاکستان کے بعد
بڑی چابک دستی سے بغیر کسی اعتراض کے قائداعظم کا نام نکال کر اس

کی جگہ بڑے بڑے لیڈروں کے الفاظ شامل کر دیئے۔

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ مجریہ ۱۹۴۹ء

نوٹ :- امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الکبریٰ میں ارقام فرماتے ہیں۔ "جَمِیعُ الْائِمَۃِ الْمُجتَھِدِینَ یَشْفَعُوْنَ فِیْ اِتبَاعِھِم وَیَلَاحِظُوْ نَھُمْ فِیْ شَدَآئِدِھِمْ فِیْ الْبَرْزَخِ وَ یَوْمَ لْقِیَامَتِ حَتّٰی یُجَاوِزُ الصِّرَاطِ" یعنی تمام مجتہدین اپنے اپنے پیروں کی شفاعت کرتے ہیں دنیا و حشر میں اور قبر و نشر میں بلکہ ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگاہ داشت کرتے ہیں جب تک کہ پل سے نہ گزر جائیں۔ علامہ شعرانی قدس الربانی اسی موضوع کی ایک اور حکایت بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ الاسلام ناصر الدین اللقائی مالکی کے وصال پا جانے کے بعد بعض نیک لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا کہ جب منکرین نے مجھے سوالات کیلئے اٹھایا فقالَ لَمَّا اِجلِسنیٰ الْمَلَکَان فِیْ الْقَبرِ یَسْألانِی اتَاھُمَا الْاِمَامَ مَالِکِ فَقَالَ مِثْلَ ھٰذَا یَحتَاجَ اِلٰی سَوَالَ لِی اِیْمَانِہٖ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ تَنحیَا عَنہُ فَتَنحیَا عَنّیَ۔ خواب کے دیکھنے والے شیخ ناصر الدین نے پوچھا کہ قبر میں آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا تو شیخ صاحب نے جواب دیا جب منکرین آئے اور سوالات کیلئے مجھے اٹھایا تو امام مالک قبر میں آگئے اور فرشتوں سے کہا ایسے شخص سے کیا حاجت ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لانے کی پوچھ گچھ کی جائے پس الگ ہو جاؤ اس مردولی سے تو وہ فرشتے مجھ سے دور ہو گئے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اجلہ علمائے کرام نے کیسے احسن

طریقے سے فقہائے کرام اور مجتہدین عظام کے فضائل بیان کرتے ہوئے منکرین کارد بلیغ فرمایا ہے مگر مسٹر مودودی صاحب خشک ملاں کی طرح کیاہانپے جارہاہے بخوف طوالت اس پر کفایت کرتاہوں وگرنہ اس موضوع پر سب کچھ سامنے لایا جا سکتا ہے۔ وهذ کاف لتفکرة للعاقلون۔

لگے ہاتھوں مسٹر مودودی کی ایک اور گستاخی و بے باکی ملاحظہ فرمایئے چنانچہ مودودی نے لکھا ہے "یہ قانون جو ریگستان عرب کے ایک ان پڑھ چرواہے نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے" (کتاب پردہ بار پنجم نومبر ۱۹۴۹ء) مگر یاد رہے کہ یہی عبارت ۷۲ء کے ایڈیشن میں اس طرح بدل دی ہے "یہ قانون جو ریگستان عرب کے ایک انسان نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے"

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ فروری ۱۹۵۵ء، دسمبر ۱۹۸۵ء)

نوٹ:- استغفر اللہ العظیم! اے ناظرین محترم دیکھئے یہ وہی لفظ ہے جس سے بے ادبی کا پہلو نکل سکتا تھا اس وجہ سے اللہ رب العزت نے مسلمانو کو اس لفظ کے استعمال کرنے سے روک دیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے یا ایّھا الّذین امنوا لا تقولو راعنا وقولوا نظرنا و اسمعوا وللکافرین عذاب الیم اس آیہ میں راعنا لفظ کو چھوڑ دینے کا حکم دیا کہ اس کو اگر معروفاً پڑھا گیا تو یہ چرواہے کے معنی میں ہو جائے گا اس سے میرے محبوب کی بے ادبی متصور ہو سکتی ہے اس لئے سرے سے روک دیا کہ مومنو! راعنا مت کہو بلکہ انظرنا اور اسمعوا کا استعمال کرو تاکہ کوئی گستاخی و بے ادبی کا معنی پیدا نہ کر سکے مگر اس منہ پھٹ ملاں نے بلا خوف و

خطر وہ ہی الفاظ جو ممنوع تھے لکھدیئے "ریگستان عرب کے چرواہے"
جب علمائے حقہ نے گرفت کی فوراً پینترا بدل کر دوسرے ایڈیشنوں
میں یہ عبارت ترمیم ہوگئی جواب کہ موجود ہے۔

ع
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست

اب مودودی کی قلم جو توہین الٰہی توہین رسول توہین اولیا میں قلابازیاں کھائے چلی جارہی ہے اب اس قلم خونچکار کی بے باکیاں، گستاخیاں اور سفاکیاں ملاحظہ کیجئے۔

توہین الٰہی:۔ "جہاں معیار حق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو معیوب نہ سمجھا جائے ایسی جگہ زنا اور قذف کی حد جاری کرنا ظلم ہوگا"
نمبر ۲ "جہاں نظام معیشت نہیں وہاں چور کا ہاتھ کاٹنا دوہرا ظلم ہے"
نمبر ۳ "اپنی جگہ تو چور کے ہاتھ کاٹنا ہی نہیں بلکہ قید کی سزا دینا بھی بعض حالات میں ظلم ہوگی"۔

تفہیمات جلد نمبر ۲ ص ۲۸۱ و ص ۲۸۲

نوٹ:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ ...... وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ط۔
ان ارشادات ربانی سے واضح ہوا کہ خداوند قدوس کسی انسان پر ہرگز ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور قطع الدین یعنی چور کی سزا ہاتھوں کا کاٹنا رب کائنات کا مجوزہ قانون ہے اب مودودی نظریہ کو سامنے رکھئے اور ذرا سوچئے تو سہی کہ اس قدرت کے نافذ شدہ قانون کو مودودی صاحب ظلم اور ظلم ہی سے تعبیر کر رہا ہے اب اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے خدا ظالم ہے اور چور کے ہاتھوں کا کاٹنا ظلم بر ظلم ہے یاد رہے کہ فقہ کی کتابوں میں رب کائنات کو ناقص ظالم کاذب جاہل کہنے والا پکا کافر

ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام نقائص سے عالی اور منزہ ہے چنانچہ فقہ کی مشہور و معروف کتاب مسامرہ کی جلد ۳ ص ۱۸۰ میں لکھا ہے "لَا یُوْصَفُ اللّٰہُ بِالْکَذِبِ وَالظُّلْمِ وَالسَّفْہِ لِاَنَّ الْمُحَالَ لَا یَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَتِ۔ یعنی اللہ پاک کو ظلم و کذب و سفہ سے متصف نہیں کیا جاسکتا ان صفات مذمومہ سے اللہ تعالیٰ پاک ہے اور یہ چیزیں تحت قدرت بھی نہیں۔

مودودی کے ہاتھوں عظمت انبیاء کا خون:-

(۱) نبی ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک بڑا گناہ ہو گیا تھا۔ (رسائل و مسائل ج ۱ ص ۳۱ بحوالہ جماعت اسلامی سے اختلاف کیوں ص ۱۸) (۲) اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام صاحب علم تھے خود بہت دانشمندی کے ساتھ کام کرتے تھے مگر پھر بھی اس موقع پر ان کے علم میں ایک کسر رہ گئی (تفہیم القرآن ص ۴۲۱ حاشیہ نمبر ۶۰) (۳) بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اشرف اور اعلیٰ انسان بھی تھوڑی دیر کیلئے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے (تفہیم القرآن ص ۳۴۳ حاشیہ نمبر ۵۰) (۴) نبی کی معصومیت کے یہ معنی نہیں کہ اس سے گناہ اور لغزش و خطا کی قوت و استعداد سلب کرلی گئی ہے حتی کہ گناہ کا صدور اور اس کے امکان ہی میں نہ رہا (تفہیم القرآن ص ۳۹۳ حاشیہ نمبر ۲۲) (۵) حضور علیہ السلام سے اپنی پیغمبرانہ زندگی میں بس وہ ہی چند لغزشیں ہوئی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے فوراً اصلاح فرمادیں (منصف رسالت ص ۷ ۲ ماخوذ مودودی جماعت ص ۴۱)

نوٹ:- ان تحریرات کے لکھتے وقت شاید مودودی صاحب کو یہ خیال نہیں آیا ہو گا کہ میں تو تخفیف ناموس نبوت کر رہا ہوں آیا ہو گا اور ضرور آیا ہو گا کیونکہ ایسے نابلد نہیں ہزاروں کتابیں لکھ چکے ہیں مگر وجہ صرف یہ ہے کہ انانیت اور تعلی کا سر پر تاج چھکا چکے ہیں جو کچھ ان کا ذہن قبول کرتا ہے اسی مضمون کو صفحہ قرطاس پر ثبت کر دیتے ہیں خواہ کتنا ہی انبیاء کرام عظمت کا خون کیوں نہ ہو جائے آیئے اب صحابہ کرام پر اس کی بہتان تراشی سنئے۔

صحابہ کرام پر بہتان مودودی:-(۱) اسلامی تحریک کی سربراہی کیلئے یہ لوگ موزوں بھی نہیں ہو سکتے تھے کہ وہ ایمان تو ضرور لے آئے تھے مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و تربیت سے ان کو فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا تھا۔

خلافت وملوکیت ۱۰۹

(۲) حضرت عثمان کی پالیسی کا یہ پہلو بلا شبہ غلط تھا کام بہر حال غلط ہو تا ہے۔

خلافت وملوکیت ص ۱۱۶

(۳) مال غنیمت کے تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہ نے کتاب و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی صریح خلاف وزی کی۔

خلافت وملوکیت ص ۱۷۴

(۴) صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی صل میرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کرتے تھے۔

ترجمان القرآن ربیع ثانی ۱۳۵۷ھ

نوٹ:-عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّتَ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اور اَصْحَابِي كَا النَّجُوْمِ اِقْتَدَيْتُم اِهْتَدَيْتُمْ یعنی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے یعنی میرا اور میرے صحابہ کے طریقہ کو لازم پکڑو کیوں کہ میرے صحابہ رشد و ہدایت کے مینار ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی انہوں نے صراط مستقیم کو پا لیا جن نفوس زکیہ کو رسول معظم ہمارے لئے مقتدا بنانے کو محبوب سمجھیں انہیں مودودی صاحب کا نظریہ مورد الزام ٹھہرائے تو ظاہر ہے مودودی نظریہ میں صحابہ رسول اکثر غلط کار تھے اور غلطیاں کرتے تھے۔ مودودی کی اس جماعت کو اسلامی جماعت ہزار بار کہہ لیا جائے مگر مرے نزدیک یہ گستاخوں کی غیر اسلامی جماعت ہے یا اسے مودودی ماڈرن اسلامی جماعت کہا جائے اصل اسلامی جماعت کے کہلانے کی یہ ہر گز مستحق ہی نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

مودودی کے ہاتھوں توحید کا قتل:- انسان خدا کا قائل ہو یا منکر خدا کو سجدہ کر رہا ہو یا پتھر کو خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر کی جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے اور اس کے قانون کے تحت میں زندہ ہے تو لا محالہ وہ بغیر جانے بوجھے بلا عمداً واختیار طوعاً و کرہاً خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے اور عبادت میں لگا ہوا ہے۔

تفہیمات ج ۱ ص ۴۲

بحوالہ ماہ نامہ ماہ طیبہ مئی ۱۹۵۷

فائدہ:- مودودی کا کہنا کہ جو بت پرست ہے یا منکر خدا یا غیر کا پوجا کرتا ہے وہ یقیناً خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے اور اس کی عبادت میں لگا ہوا ہے

یہ مودودی کی غلط فہمی ہے کیونکہ اس نے تسبیح اور عبادت کو ایک ہی مفہوم میں سمجھ لیا ہے حالانکہ ان دونوں لفظوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے تسبیح کے معانی خدا کو امکان و حدوث کے نقائص سے پاک اظہار کرنا ہے اور عبادت کے معانی خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور تعظیم کیلئے اپنے نفس کی خواہش کے خلاف کرنا ہے اگرچہ اس پر یقین رکھا جائے کہ خدا کا منکر پتھر کو سجدہ کرنے والا اور غیر خدا کی پوجا کرنیوالا ہمہ تن فطرۃً خدا کی عبادت میں مصروف ہے تو سینکڑوں آیات خداوندی سے تصادم ہو جائے گا اگر یہ اصول ٹھیک ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی تعلیم پر پانی پھر جاتا ہے کہ انہوں نے غیر خدا کی پوجا اور پتھروں کے سجدوں سے کیوں روکا مودودی مذہب میں تو وہ خدا کی عبادت کر رہے ہیں اب میاں خیر سے سوچیں تو سہی! اگر مودودی کی طرز و فکر والا مذہب قبول کر لیا جائے تو ایمان کا دیوالیہ نکل جاتا ہے اور اگر مودودی مذہب کے خلاف ہو جائیں تو مودودی مذہب کا جنازہ نکل جاتا ہے یہ مودودی صاحب کا علمائے کرام سے الگ ہو کر اپنی ذہنی اختراع کا ثمرہ ہے ہاں اگر مودودی صاحب علمائے سابقین جس میں صحابہ کرام علمائے متکلمین و مجددین سلف و خلف شامل ہیں ان کی کتابوں سے استفادہ حاصل کر لیتا تو شاید اس دلدل میں نہ پھنستا اس ماڈرن ملاں نے عبادت اور توحید کے معنی میں اتنی وسعت پیدا کر دی ہے کہ شرک کو عبادت اور بت پرستی کو خدا پرستی شرک خدا کو بندہ پرستار مانتے ہوئے نہ ان کا عقیدہ توحید مجروح ہوا اور نہ ہی عبادت کے مفہوم پر کوئی حرف آیا لیکن یہی صاحب انبیاء اولیاء اور ان کے عقیدت مندوں کو جو ظاہراً

باطناً سچے مسلمان ہیں موحد ہیں عابد ہیں ان کو مشرک سمجھتا ہے ذرا ذکر و فکر کی تیر گی دیکھیے کوئی مشرک ہو کر بھی خدا کا پرستار بندہ ہے یعنی مشرک ہو کر بھی مشرک نہیں اور جو حقیقتاً مومن ہیں پرستار خداوند ہیں وہ مومن ہو کر بھی مشرک ہیں۔

فیا للعحب هیا للعجب

مودودی کی جنگ :- ''انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد و قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں (بتوں کی پوجا پاٹ ختم ہو گیا) مگر انبیاء اولیاء شہداء صالحین مجاذیب اقطاب ابدال علماء مشائخ اور ظل آلہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی رہی جاہل دماغوں نے مشرکین سے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنالیا .... مشرکانہ پوجاپاٹ کی جگہ فاتحہ زیارت نذر و نیاز عرس صندل چڑھاوا نشان علم تعزیے اور اس قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی شریعت بناڈالی''

تجدید واحیاے دین ۱۹-۲۰

نوٹ :- یہ جماعت اسلامی کی جنگ ہے جو پس پردہ لڑی جاتی ہے جس کے بل بوتے سادہ لوح انسانوں کو دھوکا دے کر اچک لیا جاتا ہے اور ساتھ دعوی یہ کہ ہم کسی مسلم فرقے کی دل آزاری نہیں کرتے اور ہمارے ہاں عقائد کی جنگ بالکل لڑی ہی نہیں جاتی بلکہ ہماری پالیسی اسلام کے بنیادی اصولوں تک محدود ہے مگر یاد رہے کہ یہ ان کا دعویٰ باطل ہے اور لغو ہے۔

اولیاءاللہ اور مودودی:۔ اس (رب بنانے) کی مثالیں موجود زمانہ میں بھی ہمیں ملتی ہیں کسی انسان کو لوگ مشکل کشا کہتے ہیں حالانکہ مشکل کشائی کی کوئی طاقت ان کے پاس نہیں ہے کسی کو گنج بخش کے نام سے پکارتے ہیں حالانکہ اس کے پاس کوئی گنج نہیں کہ کسی کو بخشے، کسی کیلئے داتا کا لفظ بولتے ہیں حالانکہ وہ کسی کا مالک نہیں کہ کسی کا وہ داتا بن سکے کسی کو غریب نواز کے نام سے موسوم کرتے ہیں حالانکہ وہ غریب اقتدار میں کوئی حصہ نہیں رکھتا جس کی بناء پر کسی غریب کو نواز سکے کسی کو غوث (فریادرس) کہا جاتا ہے حالانکہ وہ زور نہیں رکھتا کہ کسی کی فریاد کو پہنچے پس در حقیقت ایسے نام محض ہیں جن کے پیچھے کوئی مسمیٰ نہیں۔

تفسیر تفہیم القرآن ص۴۶ جلد ۲ ج نمبر ۵۴

نوٹ:۔ مودودی کی ان عبارات کو پڑھ لینے کے بعد عقیدۂ مودودی بھی سامنے آگیا۔ پس ظاہر ہے کہ مودودی کے پاس سوائے وہابیت کے اور کوئی چیز ہی نہیں محض نام الگ ہے۔

مشکل کشا:۔ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبُ قَالَ کَانَ عُمَرُ یَتَعَوَّذُ بِاللّٰہِ مِنْ مُعْضَلَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا ابو حسن (طبقات ابن سعد) حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں حضرت عمر مشکلات میں اللہ کی پناہ پکڑے تھے جس وقت حضرت علی پاس نہ ہوتے تھے ابوالحسن حسن کاکوروی صاحب لکھتے ہیں حضرت فاروق اعظم دعا مانگتے تھے الٰہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مشکل آ پڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہ ہوں یہاں ہے ظاہر ہے کہ علی المرتضیٰ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر کے کلام سے نکالا گیا ہے جس کا ظہور اب تک چلا آتا ہے۔

تفریح الاذکیاج ۲ص ۳۸۲

نوٹ :- مودودی صاحب! حضرت علیؓ مشکل کشا حضرت علی حسن ہجویریؒ داتا گنج بخش خواہ معین الدین اجمیریؒ غریب نواز حضرت محبوب سبحانی شہ باز لامکانی سید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الاجمعین جیسے عظیم المرتبت اور جلیل القدر روحانی شخصیات کی خداداد صفات اور تصرفات کو تحقیرانہ انداز میں ذکر کرکے کس طرح ان حضرات کو بے کس اور بے بس ظاہر کرتا جارہا ہے حالانکہ کوئی بھی محبوبان خدا کو رب بنانے کا تصور ہی نہیں کرتا پس زیادہ نہ سہی کاش مودودی اپنے ممدوحین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی انفاس العارفین اور اسماعیل قتیل دہلوی کی صراط مستقیم ایک ہی مرتبہ پڑھ لیتا تو پھر محبوبان خدا کے خلاف اپنا قلم اندھے کی لاٹھی کی طرح اور ظالم کی تلوار کی مثل شاید استعمال نہ کرتا اب ایک ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں وہ یہ کہ ممکن ہے کسی صاحب کو مرے متعلق یہ گمان ہو کہ مولف نے ہر ایک گروہ کو جن کا ذکر پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے سب کے سب وہابی ہی وہابی بنائے جارہا ہے اور مودودی کی جماعت بھی انہی کے ساتھ ملا رہا ہے اس خدشہ کو دور کرنے کیلیے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے تاکہ مولف ناچیز اس بہتان سے مصئون ومامون رہے۔ ہفت روزہ رسالہ زندگی لاہور جو مودودی اسلامی جماعت کا ایک آرگن ہے اس کی زبانی سنئے جس سے مودودی کی وہابیت کا بھرم کھل جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی ایک اشاعت میں اس طرح لکھا ہے۔

"جماعت اسلامی نے گو اپنی پالیسی اسلام کے بنیادی اصولوں تک

محدود رکھی ہے لیکن اس کے قائد مولانا مودودی نے اختلاف مسائل سے بھی بحث کی ہے اور ان میں اپنی انفرادی رائے قائم کی ہے اس لئے جماعت کے بارہ میں یہ تاثر قائم ہو گیا ہے کہ یہ ایک مخصوص مذہبی فرقہ ہے یہ تاثر خود جماعت کے کارکنوں نے اپنے رویئے سے اور گہرا کیا ہے وہ خود کو مولانا کی تشریحات و تعبیرات سے الگ رکھ کر اگر صرف اصولی باتوں میں جماعت کی مدافعت کرتے یہ پیچیدگی پیدا نہ ہوتی لیکن انہوں نے عقائد کی بحث میں الجھنا اور مولانا کی تعبیرات کو واجب التسلیم ٹھہرانا شروع کر دیا جس سے فرقہ وارانہ اختلاف کی جڑیں پھیلتی گئیں اور جماعت اسلامی کا چاروں طرف گھیراؤ ہو گیا۔

ہفت روزہ زندگی لاہور ص ۱۴

بحوالہ ماہ نامہ ماہ طیبہ فروری ۱۹۷۱ء

نوٹ :- لاہور کے ہفت روزہ زندگی کا شمارہ ۲۸ دسمبر ۷۰ء تا ۳ جنوری ۷۱ء میں ایک مضمون "جماعت اسلامی کے شکست کے اسباب" شائع ہوتا رہا ہے جس میں مضمون نگار نے ذیل کے اسباب نمبر ۳ پر یہی سبب لکھا ہے جس کا اقتباس مندرجہ بالا ذکر کیا گیا ہے اب نتیجہ خود ہی اخذ فرمائیں کہ یہ جملہ "مولانا مودودی نے اختلافی مسائل سے بھی بحث کی ہے اور ان میں اپنی انفرادی رائے قائم کی ہے" کس چیز کی عکاسی کر رہا ہے ابھی ابھی جو تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۶ حاشیہ نمبر ۵۴ سے نقل ہوا ہے یعنی کسی کو مشکل کشا کسی کو گنج بخش کسی کو داتا کسی کو غریب نواز اور کسی کو غوث وغیرہ کہا جاتا ہے کہ یہ محض نام ہیں جن کے پیچھے کوئی مسمی نہیں یہ بزرگ جن کے یہ القاب ہیں وہ تو اولیائے امت

مرحومہ میں اعلیٰ درجہ کی فائز المرام ہستیاں ہیں اب میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ حرکات وسکنات ٹھیک وہابیت کی عکاسی نہیں کر رہے۔ کر رہے ہیں اور ضرور کر رہے ہیں اسی سلسلہ میں اسی ہفت روزہ زندگی کا ایک اقتباس اور بھی سن لیں جس کی سرخی نمایاں طور پر ہفت روزہ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔

"کیا یہ وہابی فرقہ ہے" جماعت اسلامی کا ایک مقصد مسلمانوں کی فرقہ بندی کو ختم کرنا بھی تھا پھر کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ لوگ اسے وہابی فرقہ کہنے لگے آخر یہ کیوں ہوا بظاہر یہ بات بہت ہی غیر اہم ہے لیکن یہ ناقابل حقیقت ہے کہ یہ غیر اہم بات جماعت کی مقبولیت میں سدراہ بن گئی ہے اور حالیہ الیکشن میں اہل سنت کے امیدواروں کی زیادہ تعداد میں کامیابی اس کا واضح ثبوت ہے پالیسی تو یہ ہے کہ اہل سنت، اہل سنت رہے، اہل حدیث، اہل حدیث رہے، دیوبندی، دیوبندی رہے، بریلوی، بریلوی رہے، شیعہ، شیعہ رہے ہر ایک جس مسلک کو صحیح سمجھتا ہے اسی پر عمل کرے اور دوسرا جس مسلک کے صحیح ہونے کا قائل ہے اسے اس پر عمل کرنے دے۔ (تقریر مولانا مودودی ہفت روزہ زندگی لاہور 9 نومبر ۱۹۷۰ء) لیکن عملی طور پر ہوتا یہ ہے کہ جماعت سے متعلق جو حضرات نذر و نیاز کی کوئی چیز ان کے گھر میں بھیجی جائے تو واپس کر دیتے ہیں کیا وہ اس طرح لوگوں کو جماعت سے دور نہیں کر رہے۔ خاص طور پر ایسی صورت میں کہ وہابی بہت جامع اصطلاح بن چکی ہے۔

(ہفت روزہ زندگی ص ۳۴ بحوالہ ماہ طیبہ فروری ۱۹۷۱ء)

نوٹ:- یہ مضمون نگار جماعت اسلامی کا فرد ہے جس نے اس حقیقت کا اعتراف دبی زبان سے کر ہی لیا ہے اور اس کا انکشاف بھی کر دیا کہ فی الواقعہ جماعت اسلامی کے افراد نذر و نیاز نہ لیتے ہیں نہ کھانا نیاز کھانے جاتے ہیں گویا نذر و نیاز کا کھانا ان کے نزدیک حرام ہے یہی شعار وہابیہ ہے تمام وہابی جماعتوں کے نزدیک نذر و نیاز کا کھانا حرام ہے یہ اقرار ہے

جماعت اسلامی کے ایک پیروکار کا اور اب قائد جماعت اسلامی کی بھی سن لیجئے کہ وہ وہابیت کو کس طرح اپناتا ہے۔ چنانچہ وہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رسائل و مسائل ص ۴۸۲ میں لکھتا ہے۔ ''وہابیت کے الزام سے بچنے کے لئے اہتمام نہ کیجئے لوگوں نے درحقیقت مسلمانوں کیلئے یہ دوسرا نام تجویز کیا ہے (ماخوذ رسالہ الدرر سنیہ صفحہ آخر) یہ ہے جماعت اسلامی کی رہابیت جس کا مختصر واقع آپ کے سامنے ہے۔

اب جان لینا چاہیے کہ وہابی، دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی اور مودودی سب کے سب یک رنگ اور ہم آہنگ ہیں اس سلسلہ میں ایک موازنہ پیش کیا جاتا ہے اس سے خود حقیقت اصلیہ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

موازنہ:- بوجہ اختصار صرف نمونۃً دودو نمبر صفحہ قرطاس پر دکھائیں گے۔ نجدی وہابی کا عقیدہ محمد ابن عبد الوہاب نجدی نے ایک کتاب بنام کتاب التوحید لکھی ہے جس سے ایک سوال نامہ مرتب کر کے علمائے مکہ کی طرف روانہ کیا گیا ہے۔ اس سوال نامے کا ایک سوال یہ ہے ''فَوَاحِدٌ یَعْبُدُ النَّبِیَّ وَمُتَّبِعِیْهِ حَیْثُ یَعْتَقِدُهُمْ لِبشفاعتِهِ وَاولِیَائِهِ هٰذا اَقْبَحُ اَنْوَاعَ الشِّرْكِ (تلخیص کتاب التوحید ماخوذ سیف الجبار ص ۱۰۴) یعنی جو پیغمبر اور پیغمبر کے پیروکاروں کو اپنا شفیع ولی اعتقاد کرے وہ بدترین از قسم شرک ہے۔

(۲) فَمَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰهِ اَوْ سَمّیٰ وَلَدِهٖ عَبْدَالرَّسُوْلُ اَوْ عَبْدُالنَّبِیِّ اَوْ نَذَرَ لِغَیْرِ اللّٰهِ اَوْ تَصَدَّقَ بِغَیْرِ اللّٰهِ فَصَاءَ شِرْکًا وَ کَافِرًا (کتاب التوحید ماخوذ سیف الجبار ص ۱۴۴) جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے یا غیر اللہ نذر و نیاز اور صدقہ دے یا اپنے بیٹوں کے نام

عبدالرسول، عبدالنبی رکھے وہ کافر و مشرک ہے۔

دیوبندی عقیدہ (۱) "سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے (شفیع وکیل، شفارشی، نذر و نیاز وغیرہ) کرے گا خواہ اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

تقویۃ الایمان ص۶

(۲) کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی پیر بخش سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء اولیاء سے اماموں شہیدوں سے فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں۔

تقویۃ الایمان ص ۴ بہشتی زیور ص ۴۷

مودودی عقیدہ:-(۱) بہت سے غلط کار مسلمان بھی اس قسم کے جھوٹے بھروسہ پر تکیہ کئے ہوئے ہیں کہ ہم فلاں حضرت کی اولاد ہیں اور فلاں حضرت کے دامن گرفتہ میں ان کی سفارش ہم کو بچالے گی۔

تفہیم القران ج ۲ ص ۳۴۴

(۲) نذریں نیازیں کسی دیوی کسی اوتار کسی ولی کسی حضرت کے نام پر پکائی جاتی ہیں اور بچوں کو ایسے نام دیئے جاتے ہیں گویا وہ خدا کے سوا کسی اور کی عنایت کا نتیجہ ہے مثلاً حسین بخش پیر بخش عبدالرسول .... اسی پر زمانہ جاہلیت کے عرب مشرک تھے اور یہ موحد ہیں۔

تفہیم القران ج ۲ ص ۱۰۷

نوٹ:-مندرجہ بالا موازنہ پر بصیرت حاصل کر لینے کے بعد کچھ او جھل نہیں رہ جاتا کہ یہ وہابی، دیوبندی اور مودودی سب کے سب

ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں الغرض کہاں تک لکھا جائے بوجہ نامساعد گی وقت واختصار رسالہ کے پیش نظراسی پر اکتفا کرتا ہوں اب تک جن گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے اوران کے عقائد کی عکاسی گئی ہے ان سب کا نکتہ نگاہ ایک ہے یوں جانئے کہ یہ سب مسافرایک ہی منزل کے راہ گیر ہیں جو مختلف راستہ طے کرتے ہوئے اپنے اس منزل پر پہنچ رہے ہیں جس منزل کو وہابیت کہتے ہیں اب ہم اس وہابیت کے تشخص کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت کرنا چاہتے ہیں اس سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چندارشادملاحظہ فرمائیے۔

وہابیہ کی نشانی حدیث کی زبانی

حدیث نمبر۱:۔"یَخرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشرِقِ یَقْرَاوْنَ الْقُرآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیهِم کُلَّمَا قَطَعَ قَرْنٌ نَشَا قَرْنٌ حَتّٰی یَکُوْنَ آخِرهُمْ مَعَ الدَّجَّالِ" (آشوب نجد ص۲۱ الدرسنیہ ص۵۰) کچھ لوگ مشرق کی جانب سے نکلیں گے جو قرآن مجید کو توپڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نہیں اترے گا (یعنی قرآن پر وہ عمل نہیں کریں گے) ان کا ایک گروہ ختم ہو جائے گا تو دوسرا گروہ پیدا ہو جائے گا یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ ہو گا۔

حدیث نمبر۲:۔اَتَاهُ ذُوالْخُوَیْصِرَةَ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِی تَمِیْمٍ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَیْحَكَ فَمَنْ یَّعْدِلْ اِذْلَمْ اَعْدِلْ وَقَدْ خَبْتَ وَ خَسِرتَ فَقَالَ عُمَرَ اِئذَنْ لِیْ اِضْرِبْ عُنُقِهٖ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَ لَهُ اَصْحَاباً یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَهُ مَعَ صَلٰوتِهِمْ

وَصِیَامَہٗ مَعَ صِیَامِھِمْ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَایُجَاوِزُ تَرَاقِیَھِمْ یَمْرُقُوْنَ
مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ۔

مسلم شریف مترجم معہ مختصر شرح نووی کتاب الزکوۃ ج ۳ ص ۸۶

یعنی ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے وہاں ایک شخص ذوالخویصرہ نامی موجود تھا کھڑے ہو کر کہنے لگا اے اللہ کے رسول انصاف سے کام لیجئے تو آپ نے فرمایا افسوس تجھ پر اور تیری اس جسارت پر اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرنے والا ہے اگرچہ میں انصاف نہ کرتا تو خائب وخاسر ہو چکا ہوتا حضرت عمرؓ بولے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اجازت دیجئے میں اس کی گستاخی کا اسکو مزہ چکھاؤں آپ نے فرمایا اسے چھوڑدو یہ صرف ایک نہیں اس کے بہت سے ساتھی ہیں تم ان کی نمازیں اور روزوں کو دیکھ کر ان کے مقابلہ میں اپنی نمازیں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے مگر یاد رکھو یہ قرآن پڑھیں گے مگر ان کا قرآن پڑھنا حلقوم سے اوپر ہی رہے گا فقط زبانی پڑھنا ہوگا یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے

حدیث نمبر ۳:۔ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ نَاتِی الْجَبْھَۃِ کَثُّ
اللِّحْیَۃِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاسِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِتَّقِ اللّٰہَ
فَقَالَ فَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ اِذْعَصَیْتُہٗ فَیَا مُنُنِی اللّٰہَ عَلَی الارض وَلَا
تَامَنُوْنِی فَیَسْئَالُہٗ لَہٗ قَتْلِہٖ فَمَنَعَہٗ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ اِنَّ مِنْ ضِعْضِفِی ھٰذَا
قَوْمًا یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ
مُرُوْقُ السَّھْمِ مِنَ الرَّمِیَّۃِ فَیَقْتُلُوْنَ اَھْلَ الْاِسْلَامِ وَیَدْعُوْنَ اَھْلَ

الاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَکْتُهُمْ لَاَ قْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ

نسائی شریف جلد نمبر ۲۵۷ مشکوۃ مترجم جلد نمبر ۳ ص ۱۹۶

مسلم شریف مترجم ج ۳ ص ۸۲

ایک شخص جس کی آنکھیں دھسی ہوئیں پیشانی ابھری ہوئی داڑھی گھنی کنپٹیاں ابھری ہوئی سر منڈا ہوا اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سے ڈرو حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا میں ہی نافرمان ہو جاؤں تو پھر اللہ کی کون فرمابرداری کرے گا اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین مقرر فرمایا ہے لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے اسی دوران ایک اصحابی نے اس شخص کے قتل کرنے کی بابت سوال کیا حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے قتل نہ کرو جب وہ چلا گیا تو فرمایا اس کی نسل سے ایک جماعت ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے ایسے باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر کمان سے جدا ہو جاتا ہے وہ اہل سلام کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے اگر میں ان کو پالیتا قوم عاد کی طرح ان کے ساتھ قتال کرتا۔

حدیث نمبر ۴:- ثُمَّ قَالَ یَخْرُجُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ قَوْماً کَانَ هٰذا مِنْهُمْ یَقْرَاُونَ الْقُرآنَ لَاْ یُجَاوِزُ هُمْ تَرَاقِیهِمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمَ مِنَ الرَّمَةِ سِمِیَاهُمْ التَّحْلِیْقَ لَاْ یَزَالُوْنَ یَخْرُجُوْنَ حَتّٰی یَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمِسِیْحَ الدَّجَّالَ فَاذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ شَرَّ الْخَلْقِ وَالْخَلِیْقَةِ

نسائی شریف جلد نمبر ۱۵۴

مشکوات مترجم مسلم شریف مترجم ص ۳/۹۱)

یعنی پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا آخری زمانہ میں ایک گروہ نکلے گا وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے نکل جائیں گے جسطرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے ان کی خاص پہچان سر منڈانا ہوگی وہ ہمیشہ گروہ در گروہ آتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ ہوگا جب تم ان سے ملو گے تو انہیں اپنی طبیعت اور سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق پاؤ گے۔

حدیث نمبر ۵:-قَالَ سَیَکُوْنُ فِی اُمَّتِیْ اِخْتِلَافٌ وَّفُرِیْقَۃٌقَوْمٌ یحْسِنُوْنَ الْقِیْلَ وَلَیسِیؤُنَ الْفِعْلَ یَقْرَاوُنَ الْقُرآنَ لَا یجاوز تراقِی ھِمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ مُرُوْقُ السَّھْمَ مِنَ الرَّمِیَّۃِ لَا یَرْجعُوْنَ حَتّٰی یَرْتَدْ السَّھْمَ عَلٰی فِرْقَۃِ ھُمْ شرُّ الْخلْق والْخلِیْقَۃِ طَوْبٰی لَمِنْ قَتلَھُمْ وقَتلوْہُ یدْعُوْنَ اِلٰی کِتَاب للّٰہِ وَلَیْسُوْا مِنّا فِیْ شَیْءٍ مَنْ ھُمْ مَنْ قَتَلَ ھُمْ کَانَ اَوْلٰی باللّٰہِ مِنْ ھُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا سِیْما ھُمْ قَالَ التَّحلِیْقُ

مشکوات شریف مترجم جلد ۲ ص ۲۰۰

ابوداؤد شریف ترجم ج ۳ ص نمبر ۵۱۸ حدیث نمبر ۱۳۳۸

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں اختلاف اور تفریق کا وقوع مقدر ہو چکا ہے اس سلسلہ میں ایک گروہ ظاہر ہوگا باتیں اس کی اچھی ہوں گی اور کام ان کے برے ہوں گے قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے پھر دین کی طرف ہرگز نہ پلٹیں گے جیسے تیر واپس نہیں ہوتا وہ

اپنی طبیعت اور سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے وہ لوگوں کو دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان لوگوں کا کوئی تعلق نہ ہوگا جو ان سے قتال کرے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حروف نشان سے آگاہ فرمایئے۔ فرمایا ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔

حدیث نمبر ۶:- اِنّی سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سَیَخْرُجُ قَوْماً فِیْ آخرالزّمَان حُدثأثُ الْاَ سْنَان وَسُفَھا الْاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلِ البرِ یّۃِ لا یُجَاوِز اَیْمَانُھُمْ جَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقَ السَّھْمَ مِنَ الرَّمِیَّۃِ فَاِینما لَقِیْتُمُوْھُمْ فَاقْتُلُوھم فِیْ قَتْلِھِمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتلَھِمْ یَوْمَ الْقِیامَتِ

(حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم سے سنا ہے آپ نے فرمایا زمانہ اخیر میں نو عمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت ظاہر ہوگی بظاہر وہ اچھی باتیں کریں گے اور ایمان ان کے حلقوم سے اوپر ہوگا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے پس تم ان کو جہاں پاؤ قتل کردو بروز محشر ان کے قاتلوں کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے۔

مسلم شریف ص ۳۸۷ بخاری مترجم جلد ۲ ص ۱۰۲۴
نسائی عربی جلد ۲ ص ۱۵۴

حدیث نمبر ۷:- خَرجَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ بَیْتِ عَائِشۃ فقال راسُ الْکُفْرِ مِنْ ھٰھُنَا مِنَ حَیْثُ یَطْلَعُ قَرْنَ الشَّیطان یعنی المشرق ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے حرم سرا سے باہر تشریف لائے اور مشرق کی طرف منہ کر کے

فرمایا کہ شیطان کی سینگ اس طرف سے ظاہر ہوگی۔

مترجم مسلم شریف جلد ۲ ص ۳۶

اے ناظرین محترم:۔

یہ ارشادات رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سامنے ہیں درخواست کرتا ہوں کہ ایک بار ان احادیث مبارکہ کو دوبارہ پڑھ لیں بات اس ذیشان پیغمبر کے ہے جو غیب کے رموز اور مستقبل کے انداز سے پوری طرح واقف ہے اگر ان حدیثوں پر یقین کر لیا جائے تو ہاتھ میں انصاف اور دیانت کا چراغ لیکر تلاش کیجئے کہ آخری زمانہ میں جن گروہوں کی خبر پیغمبر علیہ اسلام نے دی ہے آج وہ گروہ کہاں ہے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خبر دینے والے نے اس گروہ کی مختلف نشانیوں کے ذریعے سے اتنا واضح کر دیا ہے کہ اب وہ دوپہر کے اجالا میں ہے نشاں اس لئے بتائے گئے ہیں کہ حدیث کی روشنی میں دین و ایمان کے غارت گروہ کا سراغ لگالیا جائے میں کامل وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان حدیثوں کی عبارات سے بکھری ہوئی نشانیوں کو یکجا کر لیا جائے تو واقعات و مشاہدات کی سطح سے مذہب وہابیہ کی تصویر اچانک ابھر آئے گی اگر تکلیف نہ جائے تو تھوڑی دیر کے لیے اپنی نگاہ کا رشتہ میری نوک قلم سے جوڑ لیجئے میں نشانات چنتا جاؤں گا آپ ان کو جوڑتے چلیں کچھ ہی دیر بعد وہابیت کی تصویر نہ بن جائے تو میرے قلم کا ساتھ چھوڑ دینا۔

نشانات:۔ حدیث نمبر ایک اور حدیث نمبر سات میں بتایا گیا ہے کہ کفر کا مرکز مدینہ منورہ کے مشرق کی جانب (مدینہ منورہ کی مشرقی جانب

...س خطہ نجد واقع ہے نجد و حجاز کا نقشہ اٹلس سامنے رکھئے تو واضح ہو جاتا
...ہے کہ واقع میں مدینہ کی مشرقی جانب میں نجد ہی بر آمد ہوتا ہے) خطہ
...ر ہے اسی نجد سے ایک گروہ ظاہر ہو گا جو قران پڑھے گا مگر دین سے ان
...کوئی لگاؤ نہ ہو گا اور حدیث نمبر دو ذوالخولیصرہ جس گستاخ کا نام آیا ہے
...س کے قبیلے کا نام بنی تمیم ہے جس کی نسل سے آخری زمانہ میں ایک
...روہ پیدا ہو گا جو قرآن پڑھے گا مگر اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہو گا
...تی مکہ سید دھلان مکی رحمتہ اللہ علیہ درر السنیہ کے صفحہ نمبر اکیاون پر
...تے ہیں "سب سے واضح بات یہ ہے کہ ابن عبد الوہاب کا سلسلہ نسب
...یلہ بنی تمیم سے ہے اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ذوالخویصرہ تمیمی کی
...سل ہو" ماننا پڑے گا کہ ظاہر ہونے والے گروہ سے نجدی وہابی مراد لینا
...قیقت کے عین مطابق ہے حدیث نمبر پانچ میں اس گروہ کی ایک
...امت یہ بتائی گئی ہے کہ لوگوں کو دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین
...سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہو گا اور حدیث نمبر دو میں پہچان بھی بتائی گئی
...ہے کہ اپنی نماز و عبادت کی نخوت میں اپنے سوا سب کو حقارت کی نگاہ
...سے دیکھیں گے انبیاء اولیا کی قدر و منزلت کی متعلق گستاخیاں کرنا ان کا
...عار ہو گا حدیث نمبر چار اور حدیث نمبر پانچ میں اس گروہ کی علامت یہ
...ھی ہے کہ اکثر ان میں سر منڈے ہوں گے گویا یہ فعل ان کا جماعتی شعار
...ن جائے گا حدیث نمبر تین میں ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ
...روہ مسلمانوں کو قتل کرے گا اور کافروں کو چھوڑ دے گا یہ نشانی ابن
...عبد الوہاب نجدی کے متعلق سو فیصدی درست ہے آپ خود تاریخ نجد و
...جاز کا مطالعہ فرمالیں تم کو خود بخود معلوم ہو جائے گا حدیث نمبر چھ میں یہ

علامت بتائی گئی ہے کہ منہ سے اچھی باتوں کی تلقین کریں گے باطنی طور پر عقیدوں پر حملہ کریں گے اور مسلمانوں کو راہ حق و ثواب سے دور کر کے اپنے ساتھ ملا کر اچک لیں گے یہ بات تبلیغی جماعت پر صادق آتی ہے) حدیث نمبر ایک اور چار میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ گروہ در گروہ (مختلف شکلوں مختلف ناموں مثلاً نجدی، وہابی، دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی مختلف رنگ و روپ میں ہر دور میں پائے جائیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ہمراہ ہو جائیگا یہ صرف مسلمانوں کا خون بہائیں گے کافروں کو مطلقاً چھوڑ دیں گے اور حدیث نمبر دو اور تین میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ گروہ دین حق سے منحرف ہو کر دوبارہ واپس دین حق میں ہرگز شامل نہ ہو گا اگر اس پہچان کی تصدیق کرنا مطلوب ہو تو کسی وہابی کو جانچ لیجئے آپ لاکھ کوشش کریں گے کہ وہ عقیدہ کے فساد سے ہٹ جائے رسول عربی کے گستاخوں کا ساتھ چھوڑ دے مگر وہ ہرگز اپنے عقیدہ باطل سے نہیں پلٹے گا اب ایک لطیف نکتہ عرض کرتا ہوں سنیئے۔

نکتہ:- لفظ التحلیق کا لغوی معنی کے سلسلہ میں بحث و نظر کا ایک گوشہ بہت زیادہ قابل توجہ ہے تحلیق کا عام ترجمہ سر منڈانا ہی کیا جاتا ہے لیکن مصباح اللغات میں اس کے ہم مادہ لفظ کا ترجمہ چکر لگانا اور حلقے میں بیٹھنا بھی کیا گیا ہے اب ذرا خالی الذہن ہو کر سوچئے کہ مصباح اللغات کے معنی کی رو سے یہی معنی درست سمجھ لئے جائیں تو دونوں معنی وہابی تبلیغی جماعت پر صادق آتے ہیں ایک معنی اگر ان کی اصطلاح ''چلت و پھرت'' کو بتاتا ہے تو دوسرا معنی ان کے اجتماع کی طرف اشارہ

تا ہے۔
چبھتا ہوا کانٹا:-میں محسوس کرتا ہوں کہ حقیر پر تعقیر نے جتنے
گروہوں کو وہابیت میں شمار کیا ہے ان کے خلاف کوئی فیصلہ کرتے ہوئے
آپ کو جو سب سے بڑی الجھن پیش آئے گی وہ یہ کہ ایک ایسی جماعتیں
جو دین کی طرف بلاتی ہیں (تبلیغی جماعت) اور جو رفض و شعیت کا قلعہ
قمع کرتی ہیں (تنظیمی جماعت) جو شرک و کفر کا استحصال کرتے ہوئے
نعرہ توحید کو بلند کرتی ہیں (دیو بندی جماعت) جو درون اور بیرون ملک
اور رضا مندی حق کی خاطر نفاذ اسلامی قانون میں سرگرداں سر توڑ
کوشش کرتے پھرتے ہیں (اسلامی جماعت) انہیں کیسے گمراہ اور بے
دین قرار دیا جا سکتا ہے اگر ایسی دین پرور جماعتیں بے دین ہو گئی ہیں تو
پھر دنیا میں دیندار اور حق پرست کون ہیں۔
کانٹے کا علاج۔ میں جواباً عرض کروں گا کہ اس طرح کی کشمکش حضرت
ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی اس نوجوان نمازی کے متعلق پیش آئی تھی
جس کے قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد
فرمایا تھا چنانچہ اس سلسلہ میں "حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مدینے
میں ایک بڑا زاہد و عابد تھا ایک دفعہ وہ اچانک ہمارے سامنے آگیا ہم
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اس جوان کی عبادت و زہد کی طرف
توجہ دلوائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ شخص بڑا عابد و زاہد ہے
حضرت نے اس کی طرف دیکھا اور دیکھ کر فرمایا میں تو اس کے چہرے پر
شیطان کی خارش کے دھبے دیکھ رہا ہوں اتنے میں وہ زاہد آپ صلی اللہ
علیہ و آلہ و سلم کے قریب آگیا تو آپ نے پوچھا کہ اے زاہد کیا یہ صحیح

نہیں کہ تو ابھی اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں جو کچھ آپ فرما رہے ہیں وہ بالکل صحیح اور سچ ہے اس بات کرنے کے بعد وہی زاہد مسجد کے اندر چلا گیا رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کون شخص ہے جو مسجد میں جائے اور اس زاہد کو قتل کر دے سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لبیک کہی اور مسجد میں زاہد کو قتل کرنے چل دیئے جب ابو بکرؓ مسجد میں گئے اسے نماز میں مصروف پایا حضرت ابو بکرؓ نے دل میں یہ خیال کیا کہ ایک نمازی کو کس طرح قتل کروں سوچتے ہوئے واپس گئے تو دوبارہ حضرت نے فرمایا کہ کون ہے جو اس زاہد کو جا کر قتل کر دے تو حضرت عمر فاروقؓ اجازت لے کر مسجد میں گئے مگر وہ زاہد اب بھی نماز میں مصروف تھا حضرت عمرؓ بھی یہ سوچتے ہوئے واپس آگئے کہ ایسے نمازی کو کس طرح قتل کیا جائے پھر سہ بارہ حضرت نے فرمایا ہے کوئی جو جائے اور اس زاہد کو قتل کر دے اس مرتبہ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں قتل کروں گا یہ کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت نے فرمایا اے علیؓ تو ضرور اس کو قتل کر ڈالے گا بشرطیکہ وہ مل جائے حضرت علیؓ جب مسجد میں داخل ہوئے تو وہ مسجد سے نکل چکا تھا۔

الابریز مولفہ احمد بن مبارک ماخوذ تبلیغی جماعت ص نمبر ۲۲۶

فائدہ:- دیکھئے جب ایسے عابد و زاہد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا مگر اس کا ظاہری زہد و تقویٰ اور عبادت کو نہ دیکھا گیا اسی طرح ان جماعتوں کا ظاہری حسن دیکھنے کی ضرورت نہیں عرض کرنے کا مدعا یہ ہے کہ جن اوصاف کی وجہ سے

پ ان جماعتوں کو پسند فرماتے ہیں دراصل وہ ہی اوصاف ہمیں ایک
ی جماعت سے روشناس کراتے ہیں جو اخیر زمانہ ہو گی جن سے علیحدہ
ر الگ رہنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنی امت
و تاکید فرمائی ہے۔ہاں اگر ذہن میں یہ خدشہ ہو کہ یہ واقعہ جو بیان
وا ہے یہ احمد بن مبارک نے لکھا ہے خدا معلوم اس پر کتنا اعتماد ہے اس
دشہ کو اس طرح دور کرتا ہوں اس کی توثیق مولوی اشرف علی تھانوی
ی زبانی کئے دیتا ہوں تاکہ کتاب الابریز اور اس کا مصنف بے غبار ہو
بائے اور ان کی ثقہ ہونا پایہ تکمیل تک پہنچ جائے

وثیق الابریز شریف :-الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز الدباغ
ولفہ احمد بن مبارک فاسی ۱۱۲۹ ہجری میں تالیف شروع ہوئی تھی یہ
الیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جن کا نقل بھروسہ کی نقل ہے اور پھر
ن کے مولفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اللہ اور بڑے بڑے علمائیں کہ
فاق عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے۔

ملخصا جمال الاولیاء ص ۴-۵

سخہ شفاء :-اس ذہنی خدشہ کا شافی علاج یہ ہے ک وہابی جماعتوں کے
اہری محاسن نماز روزہ اور جبہ و دستار کو نہ دیکھئے بلکہ احادیث کی روشنی
یں ان کی جتنی علامتیں بیان ہوئی ہیں ان علامتوں کو اس آئینہ میں رکھ
ر ان جماعتوں کا جائزہ لیجئے۔ نماز روزہ اور دعوت الی الحق تو ان علامتوں
ا ایک رخ ہیں تصویر کا صرف ایک رخ دیکھ کر پوری شخصیت کا سراسر
علوم کر لینا بہت دشوار اور مشکل بات ہے ان کی تصویر کا دوسرا رخ اس
سالہ کے اوراق گزشتہ میں مختلف جگہوں پر ان کے اصول و عقائد و

اعمال کی فہرست موجود ہے وہی ان جماعتوں کا دوسرا رخ ہے اب تصویر کے دونوں رخ دیکھ کر فیصلہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔ اپنے ضمیر سے فیصلہ لے لیجئے۔

ضمیر کا فیصلہ: -ان حالات میں اب مومن کا ضمیر ہی اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خوشنودی وہابیوں کے ساتھ منسلک رہنے سے ہے یا ان سے دور رہنے میں سلامتی ہے جس امتی کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خوشنودی عزیز ہو تو وہ وہابیوں کا ساتھ ہرگز نہ دے اور جو اپنی نفسانی خواہش کا مالک ہو اس کو ایک وفادار مومن کی روش اختیار کرنے پر کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

الوداعی کلمات: -اب رسالے کے خاتمہ پر آپ سے چند کلمات بیان کرتے ہوئے رخصت ہو رہا ہوں۔ اپنے معلومات کے مطابق وہابیہ سے متعلق جتنے حقائق میں نے آپ کے سامنے پیش کیے ہیں ان پر خلوص اور جذب کے ساتھ غور فرمائیں اگر آپ وہابیہ کے ساتھ وابستہ ہیں تو آپ کی نیت پر حملہ نہیں کروں گا ممکن ہے آخرت کا شوق ہی تم کو اس کی طرف کھینچ لے گیا ہو لیکن کیا ایک لحہ کیلئے آپ سوچنے کی زحمت گوارہ نہ فرمائیں گے کہ میں نے اس رسالہ میں جتنے حقائق بیان کیے ہیں وہ سب کے سب غلط ہیں اور بے بنیاد ہیں فرض کیجئے آپ کے ہاں اگرچہ سارے الزامات غلط ہیں تو ان حدیثوں کو بھی غلط کہہ دیجئے جن کے ذریعہ وہابیوں سے علیحدگی میں خوشنودی رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پتہ چلتا ہے۔ بہر حال اب آخری سطور لکھتے ہوئے میں روحانی اطمینان محسوس کر رہا ہوں کہ امت کو ایک عظیم خطرہ سے آگاہ کرنے کا

فرض اپنے سر سے اتار دیا ہے اور انجام کے فیصلے کی ذمہ داری ان لوگوں پر سے جن کے ہاتھوں میں یہ رسالہ فیض مقالہ ہے۔

دعا مولف :-اے مقلب القلوب خالق ذوالجلال تیرے دروازے پر دست بدعا ہوں کہ میری اس کاوش و محنت کے ذریعے سے تمام مسلمان بھائیوں کو سلامتی کی منزل کی طرف واپس ہونے کی توفیق ورشیق عطا فرما جو جادہ حق سے دور جاپڑے ہیں۔

اے علیم و خبیر! قادر و متعال! تو دلوں کے بعید جاننے والا ہے تو جانتا ہے کہ ہمارا یہ اختلاف زر و زمین کی بنیاد پر نہیں خواہش حشمت و عظمت اور عزت پر نہیں کسی جامداد اور دولت کے پیش نظر نہیں۔

تیرے محبوب کی بارگاہ میں وفاداری کا سوال ہے جو تیر ااور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وہ ہمارے گلے کا ہار ہے اور جو تیرے محبوب کریم کا باغی ہے اس سے ہمارا کوئی رشتہ اور تعلق نہیں ہمارا مسلک بس صرف یہی ہے۔

چھٹ جائے اگر دولت کونین تو کیا ہے غم
چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامان محمدؐ

وصلی اللہ تعالیٰ علے حبیبہ محمد و علیٰ الہ و اصحابہ اولیاء امتہ و علمائے اہل سنتہ اجمعین برحمتك یا الرحم الرحمین

تقریظ جلیل :-

عمدۃ العلماء زبدۃ الصلحا حضرت قبلہ پیر سید حافظ مولانا غلام فخر الدین شاہ صاحب مد ظلہ العالی زیب آستانہ عالی وڑچھ شریف

الحمد لا ھلہ و الصلواۃ لا ھلھا۔ امابعد فقیر نے مولانا موصوف کی کتاب تحقیق المبین کو بعض مقامات سے دیکھا مخالفین اسلام اور خارج از اسلام فرق باطلہ کے دجل و فریب کو جس اچھوتے انداز میں طشت از بام کیا ہے انہی کا حصہ ہے وقت کی اشد ضرورت کو پورا کرنے میں جس محققانہ انداز میں انہوں نے قدم اٹھایا ہے مولی کریم جل مجدہ ان کی اس خالص دینی محنت و کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور اہل اسلام کو اس سے اپنے عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشے جن لوگوں کے دل میں تذبذب واضطراب سے مسلمانان اہل سنت جماعت کو چاہیے کہ ان مخالفین کی صحبت احتراز کریں اور اپنے علماء سے استفادہ کرنے میں پوری کوشش کریں۔

فقیر الی ربہ الغنی سید غلام فخر الدین سجادہ نشین وڑچھ شریف

تقریظ فاتح نجدیت رہبر شریعت مولانا اللہ بخش نیر صاحب مورث اعلیٰ انجمن سپاہ مصطفیٰ ساکن لیہ ضلع مظفر گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آج کل مسلمانوں کی دینی اور دینی

زبوں حالی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے قلوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے خالی ہیں ہندو اور انگریز کے وظیفوں پر پلنے والے علماء سو کی تقریروں اور دل آزار تحریروں نے جلتی پر تیل کا کام کیا نقل کفر کفر نباشد۔

(ا) کسی نے کہا حضور علیہ السلام مر کر مٹی میں مل گئے، (ب) کسی نے لکھا چمار سے ذلیل ذرہ ناچیز سے کم تر گاؤں کے چوہدری کی مثل ہیں، (ج) کسی نے کہا انبیاء تمام اوصاف و لوازم بشریت میں دوسرے انسانوں کی طرح ہیں، (د) ان کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہوتا ایسا علوم تو تمام حیوانات کتے خنزیر کیلئے بھی ثابت ہے بلکہ شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے؟

یہ حال تو ہے ان حضرات کا جو عالم علوم دینیہ اور واقف رموز شریعہ کے مدعی ہیں ان کا یہ طرز عمل نئے تعلیم یافتہ طبقہ میں کس طرح حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے اگر ان نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے نئی پود انبیاء کو ریفارمر (ڈاکیہ) یا لیڈر سمجھنے لگے تو اس کا کیا قصور ہے سارا قصور ان حضرات کا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو شیخ القرآن اور شیخ الحدیث کہتے ہوئے عامتہ المسلمین کے سامنے ایسا تصور نبوت پیش کیا ہے جو مستشرقین سے متوقع تھا مسلمان کہلانے والے علمائے دین سے اس کی توقع ہرگز نہیں ہو سکتی تھی علماء حق نے ہر دور میں نبوت کے تصور سے لوگوں کو روشناس کرانے کیلئے گرانقدر کتابیں لکھیں ہیں اور منکرین کمالات کا رد بلیغ کیا ہے زیر نظر کتاب اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے فاضل محترم مولانا ولی محمد

عنوان ششم

الاعتذار و اظہار تشکر

اولاً اس فقیر ہیچمدان طفل دبستان میں بھلا یہ اتنی قابلیت کہاں تھی کہ اس اہم موضوع پر خامہ فرسائی فرماسکے کیوں کہ قبل ازیں بڑے بڑے شاہ سوار علم و دین اس جولانگاہ میں اتر چکے ہیں اور کئی تیراک علم و یقین اس بحر ناپیدا کنار میں غوطہ لگا کر لعل و جواہر بر آمد کر چکے ہیں یہ اپنے اپنے نور فہم سے علم و عرفاں نکات بیان اور معارف الایمان کی بدولت پہلے دور کے لوگوں کو نفع رسانی سے بہرہ مند کر چکے ہیں مگر اس زمانہ جدید میں لوگوں کی سود مندی کے پیش نظر خاموشی میں رہنا کوئی دانائی کی بات نہیں کیونکہ اس حالیہ دور میں بہت لوگ مادی ہیولی کی کثافتوں میں گھرے ہوئے ہیں اور حرص و آز کی خباثتوں میں ملوث ہیں وہ روز بروز نئے روپوں میں بداعتقادی کی وجہ سے کئی گروپز بن چکے ہیں جو اپنے چھپے ہوئے انداز اور جبہ و دستار کی آڑ لے کر مذہب حق اہل سنت و جماعت مسلک بریلوی کو محل طعن و تشنیع بنا کر مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس ناچیز نے مذہب حق اہل سنت و جماعت کی اعانت کی غرض سے ان گمراہوں کے بدعقیدہ ہونے کی صحیح تصویر سامنے آ جائے فقیر نے نہایت امانت و دیانت کا چراغ ہاتھ میں لے کر عکاسی پیش کی ہے تاکہ ان شرک و کفر کی مشین چلانے والوں کا بھانڈا راستے ہی پہ پھوٹ جڑے اور پکے مسلمان صحیح العقائد ان کے مکر و فریب اور داؤ پیچ سے محفوظ رہ سکیں۔ میں تمام اہل علم حضرات کے حضور دست بستہ

گزارش کرنا چاہوں گا اگر میری اس تحریر میں کسی صاحب کو ایمانی و اعتقادی علمی وادبی صرفی ونحوی غرض کوئی غلطی یا سقم نظر آئے تو اسے چشم پوشی کے زیور سے آراستہ کریں اور اس غلطی کی نشان دہی سے احقر کو مطلع فرمائیں میں ضدی ہر گز نہیں ہوں کہ اپنی غلطی تسلیم نہ کروں آپ حضرات کی تنبیہ دینیہ سے سر تسلیم خم کرتے ہوئے رجوع الیٰ الحق کرلوں گا مجھے امید واثق ہے کہ آپ اپنے الطاف کریمانہ ونوازش عمیمانہ اور طرز رحیمانہ سے بعید نہیں فرمائیں گے اس ستر پوشی سے میں آپ کا بصد مشکور ہوں گا۔

ثانیاً + میں ان سب حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری اس کاوش اور محنت جلیلہ پر درمے دامے حوصلہ افزائی کی ہے بالخصوص سید جملے شاہ صاحب آف جھنڈیوالی ضلع گجرات نے اپنی پاکیزہ کمائی سے مبلغ تین سو روپیہ کا عطیہ عنایت فرمایا اور بالعموم حکیم محبوب الٰہی سرشار آف سرگودھا کاندار احمد حیات آف جمالی اور صوبیدار خادم حسین نے بھی پچاس پچاس کے عطیات سے حوصلہ افزائی کی ہے ساتھ اور جن حضرات نے بھی سخنے، قلمے اور قدمے اعانت کی ہے ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ مجدہ الکریم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے جمیع حوادثات ناگہانی اور بلائے آسمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین

ثالثاً + اس موضوع پر لکھنے کیلئے جو مجھے دشواری تھی وہ یہ کہ ناچیز ایک غریب گھرانے کے افراد میں سے ہے جس کے پاس حوالہ جات فراہم کرنے کے وافر کتب خانہ نہیں تھا اس مہم کو سر کرنے کیلئے میں

اوپر مسلط تھے جن کا دور کرنا میرے بس سے باہر تھا مگر اندر میں صمیم قلبی کا سمندر موجزن تھا پس متوکلاً علی اللہ خامہ رقم ہاتھ میں لیا اسے جنبش دینا چاہی قدرت آلہیہ نے ہاتھ پکڑا اور میرے مربی شیخ کامل سیدی و مرشدی الحاج حضرت قبلہ بابوجی گولڑویؒ کی روحانی توجہ موجہ عالیہ نے پشت پناہی فرمائی عین اسی وقت حضرت علامہ مولانا محمد رمضان صاحب سالک زادہ نے اپنے قدیم و جدید کتب خانے کا دروازہ میرے لئے کھول دیا پھر کیا تھا قلم میں روانگی آگئی ذھن کھلتا گیا دماغ روشن ہوتا گیا پراگندیوں اور پریشانیوں کے جو سائے چھائے ہوئے تھے پاش پاش ہوتے چلے گئے۔ خامیوں اور کمزوریوں کے جو پر چھائے تھے ان سب کو عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی کے قطروں نے دھوڈالا مرے حسن ذوق و شوق میں طہارت و نفاست کی دولت آگئی ناچیز نے اپنے اس رسالہ فیض سگالہ کو حوالہ جات سے مزین کر دیا بس یہی دشواری تھی جو اس طرح زائل ہو گئی اس مرحلے میں کامیاب ہو گیا۔ اس بارے میں بھی میں اپنے مخلص اور مہربان دوست علامہ مولانا محمد رمضان صاحب کا اپنے دل کی گہرائیوں میں اتر کر شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے حسن سلوک کو برقرار رکھے اور ان کا جذبہ اخلاق مشفقانہ اور انداز دوستانہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دائم و قائم رکھے۔ متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ و بکلامہ بجاہ حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آمین ثم آمین۔

ولی محمد گولڑوی بغفر اللہ القوی

ارشادِ الانوار العلوم سیّد ابرار

عنقریب شائع ہو جائیگی

ملنے کا پتہ

مکتبۂ قادریّہ

○ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور